

”مسئلہ سوسائٹی“ کے موقع پر امام اہل سنت کی باگدہ میں خراج عقیدت

# حکایتِ شاہ

تَصْنِيفُ طَافِيَا

نبیہ اعلیٰ حضرت، شہزادہ محمد اناسلام مفتی اعظم ہند حضرت علامہ  
مفتی محمد زاہد اہم رضا خان لون جیلانی میان علی

حسب ارشاد

محضور صاحبِ مقامہ محمد بن سنان رضا خان  
حضرت مولانا الحاج محمد بن سنان رضا خان مدظلہ العالی

تخریج ترجمہ، تقدیم ترتیب جدید اور اضافہ متن حدیث

مُحَمَّدُ سَلِيمُ بَریلَوِی

استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام درگاہ اعلیٰ مفتی بریلی شریف

مُفَسِّرُ لُغَةِ كَلَامِ كُنْهَاتِ اَكِيدِي

ناشر



وارث علوم علی حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نبیہ مجہد الاسلام جانشین مفتی امجد  
رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشہ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام مسبق فی القضاۃ تلج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام  
کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ  
کے لئے وزٹ کریں

[www.muftiakhtarrazakhan.com](http://www.muftiakhtarrazakhan.com)

f /muftiakhtarrazakhan1011/

t /muftiakhtaraza

+92 334 3247192



”صد سالہ عرس رضوی“ کے موقع پر امام اہل سنت کی بارگاہ میں خراج عقیدت

تدوین حدیث کی مختصر تاریخ، اربعین نویسی کے تعارف، حدیث اربعین کی تخریج، فنی و اسنادی حیثیت اور چند مشہور اربعینات کے تعارف پر مشتمل مرتب کی تقدیم کے ساتھ حضرت مفسر اعظم ہند کی ”الاربعینۃ الجیلانیۃ“ نامی چالیس احادیث کریمہ کا ایک حسین و دلکش گلدستہ

بنام

# چہل حدیث

تصنیف لطیف

نبیرہ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام، مفسر اعظم ہند  
حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ

حسب ارشاد

حضور صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ



تخریج، ترجمہ، تقدیم، ترتیب جدید اور اضافہ متن حدیث

محمد سلیم بریلوی

استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف۔

مفسر اعظم ہند اکیڈمی، منظر اسلام، بریلی شریف

ناشر

تقسیم کار : امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف



## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

### سلسلہ اشاعت نمبر ۵

نام کتاب : ”الاربعینۃ الجیلانیۃ“ بنام ”چہل حدیث“

تخریج، ترجمہ، تقدیم ترتیب جدید  
اور اضافہ متن حدیث : محمد سلیم بریلوی، استاذ منظر اسلام

درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف  
تصحیح و نظر ثانی : مفتی محمد ریاض الحسن منظری

خطیب و امام مسجد خدمت اسلام، ریم پارٹ موریشس  
پروف ریڈنگ : حافظ وقاری محمد علیم رضا برکاتی استاذ امام احمد رضا ایجوکیشن

انسٹی ٹیوٹ، پری ٹوریا ساؤتھ افریقہ  
کمپوزنگ و تزئین کاری : محمد محمود عالم فاروقی منظری مسجد بی بی جی، مرزا توحید  
بیگ رضوی بریلی شریف

ناشر  
سن اشاعت : مفسر اعظم ہند اکیڈمی، جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف  
۲۵/ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ / ۵ نومبر ۲۰۱۸ء بروز پیر

(بموقع صد سالہ عرس رضوی)

باہتمام : مولانا محمد ذیشان رضا منظری، لاوینیر، موریشس

### ملنے کے پتے

مفسر اعظم ہند اکیڈمی، جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف، موبائل نمبر: 9235703585

امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف، موبائل نمبر: 8273600651

مکتبہ رحمانیہ، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

برکاتی بک ڈپو، اسلامیہ مارکیٹ، نوحہ مسجد، بریلی شریف موبائل نمبر: 9412605880

مکتبہ المصطفیٰ اسلامیہ مارکیٹ، نوحہ مسجد، بریلی شریف موبائل نمبر: 9453327717



## فہرست عناوین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	نذر عقیدت	10
۲	عرض ناشر	11
	<b>تاثرات</b>	
۳	دعاۓ کلمات (حضرت سبحانی میاں صاحب)	13
۴	اللہ زورِ قلم اور پیدا فرمائے (حضرت توصیف ملت)	15
۵	کلمات تبریک (حضرت احسن میاں صاحب)	16
۶	تاثرات گرامی (علامہ مختار احمد قادری)	18
۷	تہنیت (علامہ حنیف خاں رضوی)	19
۸	بہت نزلے مہتمم تھے مفسر اعظم (مولانا شمیم اشرف ازہری)	21
۹	مسلک کی ترویج میں مفسر اعظم کی خدمات (مفتی محمد عاقل صاحب)	22
۱۰	مفسر اعظم ایک بطل جلیل (قاری احترام عالم خاں عزیزی)	26
۱۱	منظر اسلام مرکزی حیثیت رکھنے والا ادارہ (سید کفیل احمد ہاشمی)	27
۱۲	تفسیر و حدیث اور فقہ کے ماہر تھے مفسر اعظم (مفتی افروز عالم)	30
	<b>تقدیم</b>	
۱	رسول اور احادیث رسول کی تشریحی حیثیت	32
۲	وحی متلو اور وحی غیر متلو	33
۳	حکمت کا مفہوم	34

36	رسول بحیثیت شارح قرآن	۳
38	رسول بحیثیت شارع اسلام	۴
40	حدیث کی حجیت	۵
41	احادیث کریمہ کی حفاظت میں صحابہ کرام کے اہتمام کے اسباب	۶
42	عہد صحابہ میں حفظ حدیث	۷
43	عہد صحابہ میں کتابت حدیث	۸
45	حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بے مثال کارنامہ	۹
46	احادیث کریمہ کے مجموعوں کی تدوین	۱۰
48	احادیث کریمہ کے معروف مجموعوں کا تعارف	۱۱
50	احادیث کریمہ کی جمع و تدوین میں غیر معمولی دلچسپی کے اسباب	۱۲
53	اربعین نویسی	۱۳
54	چالیس حدیثوں کے حفظ کا وسیع مفہوم	۱۴
56	اربعین کا لغوی و اصطلاحی مفہوم	۱۵
57	اربعین نویسی کی مستدل حدیث	۱۶
58	حدیث اربعین کی تخریج اور اس کی فنی حیثیت	۱۷
58	حضرت علی کی حدیث	۱۸
59	حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث	۱۹
60	حضرت معاذ بن جبل کی حدیث	۲۰
61	حضرت ابوذر داء کی حدیث	۲۱
63	حضرت ابوسعید خدری کی حدیث	۲۲

64	حضرت ابو ہریرہ کی حدیث	۲۳
67	حضرت ابو امامہ کی حدیث	۲۴
67	حضرت عبداللہ ابن عباس کی حدیث	۲۵
70	حضرت عبداللہ ابن عمر کی حدیث	۲۶
70	حضرت عبداللہ ابن عمر کی حدیث	۲۷
71	حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث	۲۸
71	حضرت انس کی حدیث	۲۹
73	حضرت نویرہ کی حدیث	۳۰
74	راویوں پر کلام	۳۱
83	حدیث اربعین کی حیثیت واقعیہ	۳۲
84	حدیث ضعیف کی تقویت کے ۸ اسباب	۳۳
89	وہابیہ کی خباثت	۳۴
89	اربعین نویسی کے موجد	۳۵
91	چند مشہور اربعینات	۳۶
97	اربعینات امام احمد رضا	۳۷
99	اربعین حجۃ الاسلام	۳۸
100	اربعین مفسر اعظم ہند	۳۹
100	مفسر اعظم ہند کی چہل حدیث کا تعارف	۴۰
104	چہل حدیث کا اجمالی خاکہ	۴۱
104	چہل حدیث کی ترتیب جدید	۴۲



	سوانحی خاکے	
110	امام بغوی کا مختصر تعارف	۱
112	صاحب مشکوٰۃ کا مختصر تعارف	۲
113	مشکوٰۃ المصابیح کی اہمیت	۳
	مفسر اعظم ہند کا سوانحی خاکہ	
114	تعارف مصنف (مفسر اعظم ہند)	۱
115	تعلیم و تربیت	۲
116	دستار بندی و عقد نکاح	۳
117	مرکز اہل سنت کی ذمہ داریاں	۴
120	دینی و علمی خدمات	۵
123	ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اجراء	۶
125	منظر اسلام کی تعمیر و ترقی میں ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا کردار	۷
127	منظر اسلام کی تعمیر و ترقی کے لیے اپیلیں	۸
132	لسان رضا	۹
134	ایک ضروری وضاحت	۱۰
134	وصال	۱۱
135	اولاد	۱۲
136	تصانیف	۱۳
	چہل حدیث	
138	مقدمہ مصنف	۱

139	سبب تالیف	۲
140	تاریخ تالیف	۳
140	فائدہ تالیف	۴
141	امت تک چالیس احادیث پہنچانے کی فضیلت	۵
142	عالم سب سے بڑا سخی	۶
143	عالم وزاہد میں افضل کون	۷
144	عالم فقیہ اچھا ہے	۸
144	علم چھپانے والے کی سزا	۹
145	فوائد	۱۰
147	حدیث جبریل	۱۱
151	تین لوگوں کے لیے دو گنا اجر	۱۲
152	رسول سے صحابہ کی بیعت	۱۳
153	جنت کی کنجی	۱۴
154	فوائد	۱۵
158	گناہ کبیرہ کا بیان	۱۶
160	حضرت معاذ کو دس باتوں کی وصیت	۱۷
161	فوائد	۱۸
168	تقدیر کی اہمیت	۱۹
170	اعتبار خاتمہ کا ہوتا ہے	۲۰
171	اعمال خیر کی توفیق	۲۱

173	فوائد	۲۲
174	فتنہ قبر کی خبر	۲۳
177	کافر کا عذاب قبر	۲۴
178	فوائد	۲۵
178	بہترین کلام کلام اللہ	۲۶
179	نبی رحمت	۲۷
180	آخری زمانے کے دجال کذاب	۲۸
181	اسلام کی ابتدائی اور آخری حالت	۲۹
181	اسلام کا مدینہ میں سمٹ جانا	۳۰
182	فوائد	۳۱
185	افتراق امت	۳۲
186	امت مسلمہ گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی	۳۳
187	سواد اعظم کی اتباع	۳۴
187	فتنوں کے وقت عمل خیر کی اہمیت	۳۵
188	سواد اعظم سے علیحدگی کا وبال	۳۶
188	شیطان بھیڑیے کے مثل ہے	۳۷
189	جدال و عناد کے بعد گمراہی	۳۸
190	فوائد و تشریح	۳۹
196	تدوین قرآن	۴۰
200	سورۃ ملک دافع عذاب قبر	۴۱



201	جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھنے کی فضیلت	۴۲
201	سورہ واقعہ کی فضیلت	۴۳
202	فوائد و تشریح	۴۴
205	حضور کے وسیلہ سے دعا مانگنا	۴۵
207	فائدہ	۴۶
207	کتب احادیث میں وہابیہ و دیانہ کی خیانتیں اور تحریفیں	۴۷
208	اپیل	۴۸
210	دشمن اولیاء سے اعلان جنگ	۴۹
211	محفل ذکر کی فضیلت	۵۰
216	اللہ ذکر کرنے والے کے ساتھ ہے	۵۱
217	فوائد و تشریح	۵۲
222	اللہ کے نبی زندہ ہیں	۵۳
223	آقا پر دُرود بھیجنے کی فضیلت	۵۴
223	ذکر رسول پر دُرود نہ بھیجنے والا بخیل	۵۵
224	کثرت سے دُرود بھیجنے کی فضیلت	۵۶
226	فوائد و تشریح	۵۷
	<b>تعارف</b>	
228	مرکز اہل سنت بریلی شریف کی چند خصوصیات	۱
242	مرتب کی زندگی کے چند مشاہداتی پہلو (سید ارشد اقبال)	۲
251	پیغام حضور صاحب سجادہ	۳
251	قدیم نسخہ چہل حدیث کے عکس	۳

## نذر عقیدت

سرکاران مارہرہ مطہرہ، مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت، شہزادہ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں، تاجدار اہل سنت سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں، ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں عرف رحمانی میاں، حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مراد آبادی، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری علیہم الرحمۃ والرضوان، اپنے پیر و مرشد امین ملت حضرت سید امین میاں قادری برکاتی حفظہ اللہ تعالیٰ، اپنے والدین کریمین غفر لہما اللہ تعالیٰ کی بافیض بارگاہوں میں نذر کرتا ہوں۔

اللہ رب العزت ”الاربعیۃ البرکاتیہ“ کا ثواب میرے والد ماجد الحاج ابراہیم احمد قادری مرحوم (انتقال ۴/ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ/ ۲۱ اپریل ۲۰۱۷ء بروز اتوار بوقت ۱۱:۴۵ رات) اور میری والدہ ماجدہ خورشیدہ بیگم مرحومہ (۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ/ ۲۱ اپریل ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ بوقت ۵ بجے صبح) کی روحوں کو عطا فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

عقیدت کیش

محمد سلیم بریلوی غفرلہ

## عرض ناشر

حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کی سرپرستی، آپ کے لخت جگر حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد احسن رضا قادری مدظلہ النورانی کی صدارت و قیادت اور منظر اسلام کے صدر المدرسین حضرت مفتی محمد عاقل صاحب کی نگرانی میں مورخہ ۱۱/ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ / ۲۴/ نومبر ۲۰۱۵ء بروز منگل مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے ۵۲ ویں عرس مفسر اعظم ہند کے موقع پر ”مفسر اعظم ہند اکیڈمی“ کا قیام عمل میں آیا۔

ہر طبقہ اور ہر حلقہ کی ضرورت کے پیش نظر، عوام کی تربیت و اصلاح کے لیے سادہ، سہل اور آسان انداز میں مذہبی و مسلکی کتابوں کی تصنیف و تالیف، باطل افکار و نظریات کے رد و ابطال، ”مسلك اعلیٰ حضرت“ کے اثبات میں قدیم و جدید رسائل خصوصاً معتقدات و معمولات اہل سنت کے دلائل و براہین پر مشتمل کتابوں کو تحقیق و تخریج، تصنیف و تالیف اور تراجم کے مراحل سے گزار کر ان کی جدید انداز میں نشر و اشاعت کرنا، اکابر خانوادہ رضویہ، اکابر جماعت اہل سنت کی تصانیف کو احسن انداز میں شائع کرنا، اپنے بزرگوں کے تذکروں کو منظر عام پر لانا اس اکیڈمی ہی کا بنیادی ہدف و مقصد ہے۔ یہ اکیڈمی اس مقصد کی تکمیل کے لئے اب عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، تالیف، جمع و ترتیب، تدوین و ترجمہ اور نشر و اشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہو چکی ہے۔ مفسر اعظم ہند اکیڈمی کے قیام کے بعد راقم الحروف کی مرتب کردہ اب تک مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں:

(۱) ”خانقاہ رضویہ کے پانچویں سجادہ ارباب علم و دانش کی نظر میں“ عربی نام ضیاء احسن۔

(۲) ”جواہر البیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان“ عربی نام ”سیرت امام اعظم“۔



(۳) ”مسائل دارالقرامع تذکرہ حاجی ابرار“۔

**نوٹ:-** مذکورہ بالا ان تینوں کتابوں کو کسی دوسرے کے مالی تعاون کے بغیر حضور صاحب سجادہ اور راقم نے اپنے ذاتی روپے سے چھپوا کر علماء، طلبہ اور عوام اہلسنت میں مفت تقسیم کیا۔

ان تینوں کتابوں کی اشاعت کے بعد راقم کی مرتب کردہ کتاب ”نجوم ہدایت“ کی اشاعت ”جماعت رضائے مصطفیٰ“، یو۔ کے، کے تعاون سے اب عمل میں آرہی ہے اور یہ کتاب دہلی چھپنے جا چکی ہے۔ ”نجوم ہدایت“ کے بعد راقم نے حضرت مفسر اعظم ہند کی ”چہل حدیث“ کی تخریج، ترتیب جدید اور عربی متن حدیث کے اضافہ جدیدہ پر کام شروع کیا جو الحمد للہ پانچ دن میں مکمل ہو گیا اب یہ کتاب طباعت کے لئے پریس بھیجی جا رہی ہے۔ ان شاء اللہ یہ کتاب بھی صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر منظر عام پر آئے گی۔ اس کی طباعت کے اخراجات حضرت صاحب سجادہ مدظلہ النور نے برداشت کئے ہیں اور حضرت ہی کی طرف سے ”نجوم ہدایت“ کے ساتھ یہ کتاب بھی علمائے کرام کو صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر بطور تحفہ پیش کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ اکیڈمی کو عروج و استحکام بخشے، اس کے ذریعہ ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے اور حضرت صاحب سجادہ مدظلہ العالی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد سلیم بریلوی غفرلہ  
خادم مفسر اعظم ہند اکیڈمی  
درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

۱۱ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ / ۲۱ اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار  
بموقع عرس مفسر اعظم ہند

## دعائیہ کلمات

نبیرہ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ العالی  
ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ منظر اسلام، درگاہ اعلیٰ حضرت، سوداگران بریلی شریف

حامدا و مصلیا و مسلما!

ہمارے دادا حضور، مفسر اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ دیگر علوم و فنون میں مہارت رکھنے کے ساتھ فن تفسیر اور فن حدیث میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ آپ کی کتابیں اور آپ کے مضامین سلیس، عام فہم اور علمی و فنی نکات سے بھرپور ہوتے تھے۔ قرآن و حدیث اور تفسیر قرآن و تشریح حدیث کے ضمن میں آپ انتہائی جامع، مختصر اور خوش اسلوبی بھرے سادہ سے انداز میں اہل سنت و جماعت کے عقائد حقہ اور معمولات ثابتہ کو مدلل و مبرہن کرنے کے ساتھ وہابیہ و دیابنہ اور باطل فرقوں کا رد و ابطال فرماتے تھے۔ آپ کی انہیں خوبیوں سے مزین و آراستہ کتب و رسائل اور مضامین و مقالات عرصہ دراز سے ماضی کی دبیز تہہ میں روپوش ہیں۔ انہیں روپوش علمی و فنی شاہکاروں میں سے ایک بہترین شاہکار ”چہل حدیث“ نامی چالیس احادیث کریمہ کا حسین و معطر گلدستہ بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے ایک متحرک و فعال استاذ، عزیز القدر ”مفتی محمد سلیم بریلوی“۔ زید مجدہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ وہ نہایت کم وقت میں ہمارے دادا جان کے اس علمی و فنی شاہکار کو اپنی علمی و فنی صلاحیتوں کی جلوہ سامانیوں کے ساتھ کمال آراستگی اور جمال مشاطگی کے ساتھ صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر منظر عام پر لا رہے ہیں۔ موصوف انتہائی محنتی، جفاکش اور لکھنے پڑھنے کا ستھرا ذوق رکھنے والے ایک مخلص عالم دین ہیں۔ وہ مرکز و مسلک کے ایک وفادار سپاہی ہیں۔ وہ تصبیح اوقات سے دور رہ کر اپنے کام سے کام رکھنے والے آدمی ہیں۔ مسلکی خدمات

کا سچا جذبہ رکھنے والے قلم کار ہیں۔ ان کا قلم کافی سرعت و تیز گامی کے ساتھ چلتا ہے۔ ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ وہ ہمارے بزرگوں خاص کر ہمارے دادا جان حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بے حد محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی خاص دلچسپی سے خوب تلاش و جستجو اور محنت کے بعد ہمارے دادا جان کے اکثر رسائل و مقالات جمع کر کے ان پر علمی و فنی حیثیت سے کام شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے علم و فضل میں برکتیں عطا فرمائے۔ ”چہل حدیث“ نامی یہ رسالہ موصوف کی تحقیق، تخریج، ترتیب جدید اور فن اربعین نویسی کی مکمل و جامع تاریخ پر مشتمل شاندار علمی و فنی خاص کر علم حدیث اور فن تخریج حدیث کے موتیوں پر مشتمل اہم تقدیم کے ساتھ آپ حضرات کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے، ہمارے بزرگوں کے فیضان کرم سے انہیں مالا مال فرمائے اور انہیں حاسدوں کے حسد سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف مورخہ ۷/ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ / ۱۸/ اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز جمعرات



## اللہ زور قلم اور پیدا فرمائے

نبیرہ اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، خطیب اعظم، توصیف ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد  
توصیف رضا خاں قادری مدظلہ النورانی درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم  
نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم

مذکورہ بالا درود پاک کا جس عظیم شخصیت نے استخراج فرمایا ہے اسے پوری  
دنیا سنیت مفسر اعظم ہند کے نام سے جانتی ہے۔ وہ ہمارے دادا حضور ہیں جنہوں نے  
اپنی تحریروں، تقریروں اور تبلیغی خدمات کے ذریعہ مرکز اہل سنت کو خوب استحکام اور فروغ  
عطا فرمایا۔ افسوس کہ ان کی ذات پر تحریری شکل میں زیادہ کام نہ ہو سکا جس کی وجہ سے اتنی  
عظیم ذات پردہ خفا میں چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ عزیزم مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی زید مجدد  
وفضلہ کے علم و عمل میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنی تصنیف و تالیف اور  
تحریری کاموں کا محور و مرکز ہمارے دادا حضور حضرت مفسر اعظم ہند کی ذات کو بنایا۔ ہمارے  
دادا حضور کی کتابوں، رسالوں اور مقالات و مضامین کو ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر  
لانے کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو آمادہ کیا۔ موصوف نہایت سنجیدہ، ذی علم، ذی  
استعداد، درس و تدریس کے ماہر اور نہایت مؤدب شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ خانوادہ  
رضویہ کے ہر چھوٹے بڑے فرد کی بے حد تعظیم و توقیر کرتے ہیں۔ ہر ایک سے خوب محبت و  
عقیدت رکھتے ہیں۔

موصوف نے ہمارے دادا جان کی ”چہل حدیث“ کو اپنی علمی اور فنی تقدیم کے  
ساتھ از سر نو مرتب کیا جسے صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر وہ شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ  
ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور انہیں ہمارے مشائخ کرام، اجداد کرام خاص کر سرکار  
اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی و روحانی فیضان عطا فرمائے۔ آمین یا رب  
العالمین بجاہ رحمة للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

فقیر محمد توصیف رضا خاں قادری  
خادم مرکز اہل سنت، بریلی شریف

## کلمات تبریک

نبیرہ اعلیٰ حضرت، پیر طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد احسن رضا قادری مدظلہ  
سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

حامدا و مصلیٰ و مسلما!

میرے جد امجد سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم کردہ ادارہ ”جامعہ رضویہ منظر اسلام“ محض ایک علمی دانش کدہ ہی نہیں بلکہ عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور معمولات اہل سنت کی حفاظت و پاسبانی کی یہ ایک عظیم تحریک بھی ہے۔ اس کا ماضی مذکورہ مقصد کی تکمیل کے حوالے سے نہایت شاندار و جاندار رہا ہے۔ اس ادارے کے اساتذہ اور طلبہ نے ہر دور میں جماعت اہل سنت کی مذہبی، شرعی، مسلکی اور علمی و ادبی ضرورتوں کو تدریس، تصنیف، تالیف، تبلیغ اور بیعت و ارشاد کے ذریعہ پورا کیا ہے۔ ماضی قریب میں ہمارے پردادا، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمۃ و الرضوان اس سلسلہ میں بہت کوشاں رہے ہیں۔ وہ خود بھی کتابیں تصنیف فرماتے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتابوں کو بھی مرتب و مزین کر کے شائع کرا کر دنیا سے سنیت کے خطے خطے تک پہنچاتے۔ ان کی کتابوں میں بہت سے علوم و فنون کے موتی انتہائی جامعیت کے ساتھ پروئے ہوئے انداز میں پائے جاتے ہیں۔ ضرورت تھی کہ حضرت مفسر اعظم ہند کے ان علمی جواہر پاروں کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق آراستہ و پیراستہ کر کے ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر لایا جاتا۔

بہت ساری دعاؤں کے مستحق ہیں رفیق گرامی مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کہ انہوں نے انتہائی عرق ریزی اور سرعت کے ساتھ مختصر سی مدت میں ”نجوم ہدایت“ نامی کتاب کی ترتیب کے بعد حضرت مفسر اعظم ہند کے نایاب و روپوش رسالہ اربعین بنام ”چہل

حدیث“ کو عصر حاضر کے تقاضوں سے آراستہ کر کے منظر عام پر لانے اور عوام و خواص کی دسترس تک پہنچانے کا قابل مبارک باد کارنامہ انجام دیا۔ اس کتاب میں جہاں انہوں نے مفسر اعظم ہند کی مرتب کردہ حدیثوں کے اردو ترجمہ کو از سر نو مرتب کیا، تشریحی اور توضیحی عبارات کا اضافہ کیا، پیرا بندی کی، سرخیوں اور عنوانین کا انتخاب کیا، متن حدیث کا اضافہ کیا، وہیں انہوں نے حدیث اربعین کی تخریج بھی کی، اس کی فنی حیثیت بھی اجاگر کی، اسنادی مقام و مرتبہ بھی واضح کیا اور سب سے بڑی خوبی تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تقدیم میں ”اربعین نویسی“ کی مکمل تاریخ کو نہایت جامع اور مربوط انداز میں اس طرح بیان کیا ہے کہ جس سے فن حدیث سے دلچسپی رکھنے والے طالبان علوم حدیث کو بہت کم صفحات کے مطالعہ ہی سے ”اربعین نویسی“ کا مکمل تعارف حاصل ہو جاتا ہے۔ موصوف کی اس تقدیم کو پڑھ کر ان کی گونا گوں خوبیوں میں سے پہلی بار اس اہم خوبی کا بھی علم ہوا۔ یہ تقدیم اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ موصوف دیگر علوم و فنون کے ساتھ علم حدیث، فن تخریج حدیث، فن اسناد اور تاریخ تدوین حدیث میں ملکہ کی حد تک مہارت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے اعلیٰ حضرت کی یادگار منظر اسلام کو ایسے جید و ماہر فن اساتذہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور زمانہ کے شر و فساد سے انہیں محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

سگ بارگاہِ غوث و خواجہ و رضا  
 محمد احسن رضا قادری  
 سجادہ نشین  
 درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف  
 مؤرخہ ۷/ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ  
 ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز جمعرات

## تاثرات گرامی

ناشر رضویات، شیر قادریت حضرت علامہ الحاج مختار احمد صاحب قادری، بہیڑوی

حامدا و مصلیٰ و مسلما!

نبیرہ اعلیٰ حضرت، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان خانوادہ رضویہ کے اس گل شگفتہ کا نام ہے کہ جس نے اپنی دینی، مذہبی، مسلکی، علمی، ادبی اور روحانی خدمات کی بھینی بھینی خوشبو سے اپنے پورے عہد کو معطر و سرشار کیا۔ آج بھی ان کی اس علمی و روحانی خوشبو سے جماعت اہل سنت کے مشام جاں معطر و سرشار ہیں۔ مرکز و مسلک کو ان کی ذات سے کافی تقویت حاصل ہوئی، بہت فروغ ملا، مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب سے خوب تر ترویج و اشاعت ہوئی۔ ساری خوبیوں کے ساتھ ان کی سب سے بڑی خوبی تو یہ ہے کہ انہوں نے حضرت ریحان ملت، حضرت تاج الشریعہ، حضرت قمر ملت علیہم الرحمہ اور منانی میاں صاحب مدظلہ جیسے شہزادگان کی مثالی تربیت فرما کر مسلک و مرکز اور جماعت اہل سنت کو مخلص مبلغین کی ایک ایسی ”کمک“ عطا فرمائی کہ جنہوں نے مرکز و مسلک اور جماعت اہل سنت کو تاریخ ساز قوت و استحکام عطا فرمایا۔ حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے شاہزادگان اور ان کی کتابیں بلاشبہ جماعت اہل سنت کا ایک عظیم سرمایہ ہیں۔ ان کی کتابوں کو عوام و خواص تک پہنچانا منظر اسلام کے علما کا دینی، مسلکی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ منظر اسلام پر جیلانی میاں کے احسانات ناقابل فراموش ہیں۔

عزیزم مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی زید مجدہ نے اپنے اس فریضہ کو محسوس کرتے ہوئے نہایت عالمانہ، فاضلانہ، اور محدثانہ انداز میں حضرت مفسر اعظم ہند کی چالیس حدیثوں کے مجموعہ کو از سر نو مرتب کر کے منظر عام پر لانے کا قابل تبریک کارنامہ انجام دیا ہے۔ قارئین جہاں حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے علمی و فنی نکات اور ان کے بے مثال علمی جواہر پاروں سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے وہیں عزیزم مفتی محمد سلیم بریلوی کی فن حدیث میں مہارت کا بھی اعتراف کریں گے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو ہمیشہ مرکز و مسلک کا بے لوث خادم رکھے۔ آمین بجاء سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

مختار احمد قادری بہیڑوی

## تہنیت

ناشر رضویات، فخر بریلی حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلوی  
بانی و ناظم امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر بریلی شریف

بسم الله الرحمن الرحيم

چہل حدیث کی فضیلت کے تعلق سے خود احادیث کریمہ میں وضاحت کے ساتھ وارد ہوا ہے، ان احادیث کو تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے عزیز مکرم حضرت مولانا محترم مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی نے نبیرہ اعلیٰ حضرت، مفسر اعظم ہند، حضرت علامہ الشاہ محمد ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں علیہ الرحمہ کی اس اہم تصنیف ”چہل حدیث“ کے مقدمہ میں بہت کچھ لکھ دیا ہے، دراصل یہ مقدمہ علم حدیث کے موضوع پر دریا کو کوزے میں سمونے کی مثال ہے۔ مولانا موصوف نے مختلف زاویوں سے علم حدیث پر روشنی ڈالی ہے اور ضرورت حدیث کے ساتھ تدوین حدیث اور حفاظت حدیث کے سلسلہ میں بھی جامع انداز میں گفتگو کی ہے۔ پھر کتاب کے موضوع ”اربعین نویسی“ پر آپ نے نہایت معلوماتی چیزیں رقم کی ہیں جو شایان مطالعہ ہیں اور مولانا موصوف کی فن حدیث میں وسعت نظر پر دال ہیں۔ حدیث اربعین پر جن لوگوں نے کلام کیا تھا ان کے جوابات، پھر اربعین نویسی کی ایجاد اور اربعینات کے تعلق سے تفصیلات کے بعد سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی دو اربعین کا ذکر کر کے آپ کے شہزادے حضرت مفسر اعظم کی موضوع سخن کتاب ”چہل حدیث“ کا اجمالی تعارف پیش کیا ہے۔

کتاب کا موضوع چہل احادیث کے ضمن میں اہل سنت و جماعت کے عقائد حقہ کا بیان ہے، انہی کو موضوع بنا کر آپ نے احادیث کریمہ سے اہل سنت کے مذہب حق کی تائید و توثیق پیش کی ہے۔ مصنف کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ احادیث کو نقل فرمانے کے بعد ان کی تشریحات مراجعت کتب کے بغیر صرف دودن میں قلم برداشتہ رقم فرمائی ہیں جو آپ کے تبحر علمی کی واضح مثال ہے۔

مولیٰ تبارک و تعالیٰ حضرت مصنف علیہ الرحمہ اور مولانا مفتی محمد سلیم صاحب کی اس دینی خدمت کو شرف قبولیت سے مشرف فرما کر مقبول انام بنائے اور متلاشیان حق کے لیے ہدایت کا ذریعہ۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف

مؤرخہ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ

۲۲ اکتوبر ۲۰۱۸ء



## بہت نرا لے مہتمم تھے مفسر اعظم

از: حضرت علامہ محمد شمیم اشرف ازہری مدظلہ، خطیب اعظم موریشس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مفسر اعظم ہند سے ہم نے صرف کتابیں ہی نہیں پڑھیں بلکہ تربیت کے انمول موتی بھی ان کی بافیض بارگاہ سے چنے ہیں۔ وہ مکتب کی کرامت کے ساتھ فیضانِ نظر سے بھی مستفیض فرماتے۔ رات میں مطالعہ فرماتے، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے مضامین دیکھتے، معارف قرآن اور معارف حدیث کے عنوان پر ماہنامہ کے لئے مضامین تحریر فرماتے۔ دن میں طلبہ کو درس حدیث اور درس قرآن دیتے۔ منظر اسلام کے انتظامی اور قانونی معاملات پنپاتے۔ منظر اسلام کے لئے تعاون کے راستے اور ذرائع آمدنی کے لئے سرگرداں رہتے۔ خانقاہی ذمہ داریوں کو نبھاتے۔ بزرگوں کے اعراس کے انتظامات سنبھالتے۔ بیعت و ارشاد اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لئے دورے کرتے۔ کتابیں لکھتے۔ اعلیٰ حضرت کی کتابیں مرتب کر کے چھپواتے۔ غرض کہ ایسا نرالہ مہتمم ہم نے آج تک نہ دیکھا۔ طلبہ کا خیر خواہ، مدرسین کا ہمدرد اور معاونین کے لئے سراپا دعا۔ ان کی ذات کے قیمتی گوشوں کو دنیا کے سامنے لانے کی ضرورت ہے۔ ان کی تصانیف کو چھاپنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے حضرت سبحانی میاں صاحب کو کام کی مشین کی شکل میں ایک بلند ہمت نوجوان عالم و فاضل اور مفتی و مفکر دیدیا جسے ہم مفتی سلیم کہہ کر پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے استاذ گرامی کی اس ”چہل حدیث“ کو قبول عام عطا فرمائے اور مرتب موصوف کو جزائے خیر۔ آمین

بندہ اشیم

محمد شمیم اشرف ازہری، موریشس

مسلك اعلیٰ حضرت کی ترویج میں مفسر اعظم ہند کی خدمات تاریخ ساز ہیں  
جامع معقولات و منقولات، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد عاقل صاحب رضوی  
شیخ الحدیث و صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

حامدا و مصلیٰ و مسلما!

قرآن کریم سرچشمہ رشد و ہدایت اور آفتاب حق و صداقت ہے جسے رب  
قدیر جل جلالہ نے اپنی حکمت بالغہ سے تیس سال کی مدت میں اپنے پیارے حبیب  
ﷺ پر نازل فرمایا جو اپنے بیان اعجاز، بے مثال تعبیر مفاہیم، کمال فصاحت و بلاغت  
جیسے لا جواب اوصاف کمال کی وجہ سے قدرت الہی کی روشن نشانی، مصطفیٰ جانِ رحمت کا  
دائمی معجزہ اور کلام الہی ہونے پر بے مثال دلیل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن  
ہر شئی کا روشن بیان ہے، ہادی عالم ہے۔ لیکن قرآن اصول بیان کرتا ہے۔ اس کی  
تشریح و توضیح کے لئے اللہ رب العزت جل جلالہ نے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کو مبعوث  
فرمایا تاکہ لوگ اپنے طور پر نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی تشریح و توضیح کی روشنی میں  
قرآن کریم سمجھیں اور اس کے مطابق عمل پیرا ہوں۔ اللہ رب العزت جل جلالہ نے  
قرآن کے ساتھ رسول کے اس تعلق کو بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا  
ہے ”وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم“ ہم نے یہ قرآن  
آپ پر اس لئے نازل فرمایا تاکہ آپ خوب کھول کھول بیان کر دیں اس کو جو، ان کی  
طرف نازل کیا گیا۔

اس آیت سے صراحتہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ شارح قرآن ہیں، ان کا فرض

نبوت ہے کہ وہ قرآن کی خوب تشریح و توضیح کریں اور امت کا فرض ہے کہ وہ رسول کی اتباع کرے، ان کے اسوہ حسنہ پر چلے۔

”لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة“ تمہارے لئے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔

یہی وجہ کہ استنادی حیثیت سے قرآن کریم کے بعد حدیث رسول کا مرتبہ ہے۔ عہد رسالت سے ہی قرآن کے حفظ و کتابت کے ساتھ احادیث مصطفیٰ کی جمع و تحریر کا آغاز ہو چکا تھا اور خود نبی کریم ﷺ نے گاہ بگاہ کتابت احادیث کا حکم دیا۔ اسی کا لازمی نتیجہ کہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور بعد کے محدثین کرام نے بڑی محنت و جانفشانی سے احادیث کی جمع و ترتیب کا فریضہ انجام دیا۔ اس مبارک جماعت پر ہزاروں رحمتیں نازل ہوں جن کی عظیم دینی و علمی خدمت کی وجہ سے امتداد زمانہ کے باوجود حدیث مصطفیٰ کا جلیل القدر دینی سرمایہ اپنی اصل شکل میں امت مسلمہ کے پاس محفوظ ہے جو قابل افتخار ہونے کے ساتھ امت مسلمہ کی امتیازی حیثیت و مقام کو نمایاں کرتا ہے۔

احادیث مصطفیٰ پر مشتمل دینی و علمی ذخیرہ اتنی کتابوں میں محفوظ ہے جن کا شمار آسان نہیں۔ صحاح ستہ کے علاوہ جن کتابوں کو شہرت دوام کا اعزاز حاصل ہوا ان میں ”مشکوٰۃ المصابیح“ کا نام روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ یہ کتاب تمام عالم اسلام میں مقبول و معروف ہے اور تمام مدارس کے درس حدیث میں شامل ہے۔ یہی وجہ رہی کہ نبیرہ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجت الاسلام، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی

محمد ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب چالیس احادیث کا مجموعہ مرتب فرمایا تو ”مشکوٰۃ المصابیح“ سے احادیث کا انتخاب فرمایا جو ”چہل حدیث“ کے نام سے مشہور ہے۔ حضور مفسر اعظم ہند اپنے زمانہ کے نامور عالم دین، مشہور مبلغ اسلام، شیخ طریقت، مفسر قرآن اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مہتمم تھے۔ آپ نے ملکی سطح پر مذہب اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں جو گراں قدر تاریخ ساز خدمت انجام دی وہ تاریخ اسلام کا زریں باب ہے۔ آپ کے مریدین و متوسلین اور نامور تلامذہ و خلفاء کی تعداد بے شمار ہے۔

حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی ”چہل حدیث“ عرصہ دراز سے نایاب تھی۔ خدا بھلا کرے محب گرامی ذی وقار حضرت مولانا مفتی محمد سلیم صاحب مدظلہ العالی، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام و مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا جنہوں نے اس خزانہ عامرہ کو ترتیب جدید، تخریج و توضیح اور مزید خوبیوں سے آراستہ کر کے شائع کرنے کا شرف حاصل کیا بلکہ مزید خوبی اور خوشی کی بات یہ ہے کہ انہوں نے سعادت مندی سے مزید چالیس احادیث کریمہ جمع کر دیں جو ”اربعینات“ کے باب میں حسین اضافہ ہے اور اس کے ساتھ مبسوط جامع مقدمہ بھی تحریر فرمایا اور یہ سب کچھ چند ایام میں کر دیا۔

مفتی صاحب نہایت متحرک و فعال علمی شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی فکر مستقیم اور ان کا قلم سیال ہے۔ نہایت ذی استعداد، قابل ترین کامیاب استاذ ہونے کے ساتھ کئی علمی کتابوں کے مصنف ہیں۔ تحریر و تدریس دونوں پر یکساں قدرت

ہے۔ حفظ اوقات میں ان کی شخصیت نوجوان علماء کے لئے مشعل راہ ہے۔

نبیرہ اعلیٰ حضرت، مخدوم ذی وقار، قائد ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ، سرپرست خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے اہتمام و انصرام میں جامعہ رضویہ منظر اسلام نہایت تیزی سے عروج و ارتقا کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ حضرت صاحب سجادہ کی قیادت و نگرانی میں اساتذہ منظر اسلام گراں قدر دینی و علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اللہ رب العزت جل جلالہ حضرت مفتی صاحب کی تمام دینی و علمی کاوشوں کو شرف قبولیت کا اعزاز بخشے اور حضرت صاحب سجادہ دامت برکاتہم العالیہ اور شہزادہ حضور صاحب سجادہ، نبیرہ ریحان ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد احسن رضا احسن میاں مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ کی عمر اور صحت و سلامتی میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبیک الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

محمد عاقل رضوی غفرلہ القوی

خادم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

۱۹/ اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ مبارکہ

## مفسر اعظم ہند خانوادہ رضویہ کے ایک بطل جلیل

استاذ گرامی، خلیفہ تاج الشریعہ، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، تلمیذ حافظ ملت

حضرت مولانا حافظ وقاری محمد احترام عالم خان عزیزی مدظلہ

بانی و ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیضان الاولیاء و مدرستہ البنات، آمیر، جے پور راجستھان

حامدا و مصلیٰ و مسلما!

نبیرہ اعلیٰ حضرت، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان خانوادہ رضویہ کے اس ”بطل جلیل“ کا نام ہے کہ جن کی ذات سے مسلک و مرکز اور جماعت اہل سنت کو خوب سے خوب تر طاقت و قوت اور فروغ ملا۔ ان کی تحریروں میں رد دیابنہ، رد وہابیہ اور رد فرقہائے باطلہ کا عنصر نمایاں رہتا تھا۔ ان کی کتاب ”چہل حدیث“ اور ان چالیس حدیثوں کے ذیل میں ان کے فوائد و تشریح عوام و خواص کے لئے نہایت مفید خاص کر وہابیہ و دیابنہ کا رد و ابطال کرنے والے علما، خطباء، ائمہ، طلبہ اور مناظرین اہل سنت کے لئے نہایت نفع بخش ہیں۔

شاگرد رشید عزیزم مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی زید مجدد بھی کمال کے عالم و فاضل ہیں۔ بے پناہ مصروفیات کے باوجود نہ جانے کب اور کسے وہ تصنیف و تالیف کے لئے وقت نکال لیتے ہیں۔ بچپن ہی سے موصوف محنتی اور تحقیقی ذوق رکھنے والے طالب علم رہے ہیں۔ فن حدیث میں تو انہیں شروع ہی سے بہت دلچسپی رہی ہے۔ ان کی ترتیب جدید کے ساتھ شائع ہونے والا مفسر اعظم ہند کا یہ عظیم شاہکار آپ کے سامنے ہے خود ہی فیصلہ کر لیں کہ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے علم حدیث سے کس قدر وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں علم حدیث کے خادموں میں رکھے اور قیامت کے روز زمرہ علما و مفتہا میں ان کا حشر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو

احترام عالم خان عزیزی



## منظر اسلام مرکزی حیثیت رکھنے والا ایک عظیم ادارہ

زینت مسند فقہ و افتاء، آل رسول حضرت علامہ مفتی سید کفیل احمد صاحب ہاشمی مدظلہ

استاذ و مفتی جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

ایسی ذات و شخصیت اور موتی ہماری انجمن میں اور ہوں جن کے اخلاص و عمل سے دوسری شخصیات کی زندگی میں بہار آ جاتی ہو، جن کی دینی، ملی، شرعی خدمات سے ملت اسلامیہ کے شجر علم سرسبز و شاداب رہتے ہوں، جن کی زندگی کے نقوش دوسروں کے لئے سرچشمہ ہدایت اور فلاح دارین کا سبب ہوں، جن کے ذریعہ لوگ رشد و ہدایت پاتے ہوں، جن کے علوم معارف کبھی غبار آلود نہیں ہوتے، جن کے نقوش علم و عمل دھندلاتے نہیں، وہ ہمیشہ صاف و شفاف اور پاکیزہ خصلتوں کے حامل اور اخلاص و عمل سے آراستہ و پیراستہ ہوتے ہیں۔

بریلی شریف جو جماعت اہل سنت کا محض مرکز عقیدت ہی نہیں بلکہ مرکز علم و عرفان بھی ہے اس بریلی شریف میں مرکزی حیثیت رکھنے والا عظیم ادارہ جسے دنیائے سنیت جامعہ منظر اسلام کے نام سے جانتی اور مانتی ہے، جسے مجدد اعظم حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ۱۹۰۴ء میں قائم فرمایا۔ جہاں کے اساتذہ کرام ہر دور میں ایک سے بڑھ کر ایک جلیل القدر اور علوم و فنون کے کوہ ہمالیہ کہے جاتے رہے ہیں۔ جسے انہوں نے ثابت بھی کر دیا ہے۔ جس سے علمائے اہل سنت واقف اور آشنا ہیں۔ اسی منظر اسلام کے اساتذہ ہر دور میں آفاقی حیثیت کے حامل رہے ہیں۔ دور حاضر میں بھی اساتذہ کرام کی جو فہرست ہے ان کے علمی اور فنی کارناموں کا جواب نہیں اور یہ سب محسن قوم و ملت، شیخ اعظم رضویت، صاحب سجادہ آستانہ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں مدظلہ النورانی کی نظر انتخاب کا جلوہ ہے۔

انہیں میں سے ایک بہت نایاب اور قیمتی ہیرا جو نہایت ذہین و فطین، ذی استعداد، ہر فن میں مہارت رکھنے والی ذات، میدان تدریس و صحافت کے شہنشاہ، ذی علم و بالغ نظر، ان کی دینی، علمی، قلمی خدمات ناقابل فراموش ہیں یعنی حضرت علامہ الحاج مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب جو عظیم علمی شخصیت کے مالک، اور امتیازی حیثیت کے حامل ہیں، ان کے تبحر علمی سے اکثر و بیشتر علما، فضلا اور مفتیان کرام واقف ہیں۔ سیکڑوں طالبان علوم دینیہ کو اپنے علوم و معارف کے ذریعہ سیراب فرماتے رہتے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ وہ صاحب سجادہ کی نظر عنایت اور ان کے فیضان کرم سے بریلی شریف کے مرکزی ادارہ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے بہت عمدہ اور لائق و فائق استاذ ہیں۔ ان کے نوک قلم سے ہزاروں فرزندان اسلام اپنی علمی تشنگی کو بجھا رہے ہیں۔ ان کے جذبہ دینی، علمی اور جماعتی سرگرمیوں کے سبھی قائل و معترف ہیں۔ ان کی ذات میں جہاں دین و سنیت کی اشاعت کا جذبہ وافر طور پر موجود ہے وہیں شرعی مسائل سے متعلق حزم و احتیاط کا پہلو بھی پیش نظر ہوتا ہے۔ مفتی صاحب قبلہ جہاں پیکر علم و استقامت ہیں وہیں شریعت اسلامیہ کے پاسدار بھی ہیں۔ اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وہ سنی احباب کے لئے موم سے بھی زیادہ نرم اور غداران اسلام و سنیت بالخصوص دشمنان رضویت کے لئے بہت زیادہ سخت نظر آتے ہیں گویا ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کے مصداق نظر آتے ہیں۔

ہو حلقہ یاراں تو ریشم کی طرح نرم

رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

مفتی صاحب قبلہ کی سرگرم علم و عمل شخصیت کو کئی جہتوں میں سمیٹا جاسکتا ہے، دین و سنیت پر استقامت، قومی، ملی، سماجی فلاحی، جماعتی خدمات جو اظہر من الشمس ہیں مزید فروغ رضویات اور اس کی ترویج و اشاعت کیلئے جدوجہد اور انتھک کوشش ان

کی زندگی کا عظیم سرمایہ ہے۔ وہیں ملک و بیرون ملک کے علماء، فضلاء و مفتیان کرام اور مشائخ عظام سے مستحکم روابط و تعلقات وہ بھی سنیت و بریلویت کی افادیت و ترقی کے لئے ہوتے ہیں خواہ وہ بذریعہ تحریر ہوں یا پھر بذریعہ دورہ تبلیغ گویا کہ ہر طور پر اہلسنت و جماعت کی سر بلندی کیلئے وہ مثبت سے مثبت اقدام فرما کر خوب سے خوب تر خدمت اہلسنت فرماتے رہتے ہیں، جو ان کی زندگی کا مقصد اصلی ہے۔

مفتی صاحب قبلہ کے علم کی گہرائی و گیرائی کا پتہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی اس کتاب جس کا نام ”چہل حدیث“ ہے اس پر ان کی تقدیم سے ملتا ہے۔ کتب میں چالیس احادیث کریمہ کے یاد کرنے اور اس کی اشاعت و تقسیم پر بہت ثبوت ملتے ہیں، اکثر علمائے کرام اس کے فضائل بیان فرماتے ہیں، مگر اس کی استنادی و اسنادی حیثیت کو جس طرح موصوف نے اپنی تقدیم میں بیان فرمایا ہے ایسی بحث میری معلومات کے مطابق اردو زبان میں اب تک سامنے نہیں آئی۔ بلا دغذغہ فقیر کی معلومات کے مطابق ان کی یہ تقدیم اپنی نوعیت کے اعتبار سے انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں جہاں انہوں نے ”اربعین“ کے فضائل و کمالات پر اسناد پیش کی ہیں وہیں دلائل کے انبار بھی موجود ہیں، یہاں تک کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی چالیس احادیث کریمہ کے فضائل پر مشتمل روایات کا ذکر مع جرح و تعدیل ہے وہیں تشریح و توضیح اور اس کے ثبوت وہ بھی مع تعارف ”اربعین“ کے بیان فرمائے ہیں۔ موصوف نے اربعین نویسی کا ایک مربوط خاکہ جامع انداز میں پیش فرمایا ہے جو علم دوست حضرات کے لئے بہت نافع ثابت ہوگا۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے پیارے حبیب اکرم ﷺ کے صدقہ و طفیل میں اسے مقبول خاص و عام فرمائے۔ مفتی صاحب قبلہ کے علم و عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔ انہیں خوب خوب زور قلم بخشے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ و آلہ و صحبہ اجمعین۔

فقیر قادری سید فیصل احمد غفرلہ  
دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

## تفسیر وحدیث اور فقہ کے ماہر تھے مفسر اعظم ہند

ماہر فن تدریس و افتاء حضرت علامہ مفتی محمد افروز عالم صاحب نوری مدظلہ  
استاذ و مفتی جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

بسم الله الرحمن الرحيم  
والصلوة والسلام على رسوله الكريم

اما بعد!

شہزادہ حجۃ الاسلام، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں علیہ  
الرحمۃ والرضوان کی شخصیت اہل سنت کے عوام و خواص میں محتاج تعارف نہیں۔ علم و  
فضل کے اس کوہ گراں کو جہاں عالم سنیت مفسر اعظم ہند بالاتفاق تسلیم کرتا ہے وہیں  
ان کی فقہ وحدیث میں مہارت اور تقریر و تحریر کی جلالت بھی اہل علم و دانش پر مخفی نہیں۔  
اس میں بھی شبہ نہیں کہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ اپنے جد کریم مجدد اعظم اعلیٰ  
حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کی تعلیمات کے مطابق مذہب اہلسنت کی ترویج و  
اشاعت کے لئے شب و روز مصروف کار رہتے اور انتھک جذبہ ایثار رکھتے تھے۔ اس  
عظیم جذبہ کی وجہ سے درس و تدریس اور جامعہ رضویہ منظر اسلام اور خانقاہ رضویہ کے  
اہتمام و انتظام کی بیش تر مسئولیات و مصروفیات کے ہوتے ہوئے بھی قوم مسلم کی  
صلاح و فلاح کیلئے حسب ضرورت تبلیغی دوروں، تصنیف و تالیف اور ماہنامہ اعلیٰ  
حضرت وغیرہ تحریری و قلمی خدمات میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ پیش نظر کتاب ”چہل  
حدیث“ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف ہے جو ایمان و عقائد اور ذکر  
و شکر سے متعلق چالیس احادیث مبارکہ پر مشتمل ہے۔

اب مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے صد سالہ عرس پاک کے پر بہار موقع پر نبیرہ اعلیٰ حضرت ذوالمجدد الحشم مخدوم گرامی، قائد اہلسنت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ کے حکم و ارشاد سے اس کتاب کی اشاعت ہو رہی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے اقبال کو بلند فرمائے اور صحت و سلامتی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے۔

اس حسین گلدستہ حدیث کی ترتیب جدید میں ہمارے جامعہ کے عظیم و مؤثر استاذ، ماہر علم و فن حضرت علامہ الحاج مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی زید مجاہد نے عرس و ادارہ سے متعلق اہم مصروفیات کے باوجود اس کتاب مبارک کی تخریج و تحقیق کے ساتھ ساتھ فن حدیث و اصول کے ایسے اہم ترین مضامین کا اضافہ فرمایا جو عوام اہل سنت بلکہ اہل علم حضرات کیلئے بھی نہایت مفید ہیں۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی اس سے قبل بھی متعدد کامیاب قلمی کاوشیں ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں بلاشبہ یہ کارنامہ بھی قابل ستائش ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی ہر کاوش کو قبول عام بخشے اور ان کے علم و قلم میں برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ اجمعین

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

خادم تد ریس و افتاء جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

۸ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ

# تقدیم

تدوین حدیث کی مختصر تاریخ، اربعین نویسی کا اجمالی تعارف، حدیث اربعین کی تخریج، فنی و اسنادی حیثیت، چند مشہور اربعینات اور مفسر اعظم ہند کی ”چہل حدیث“ کے تعارف کا اجمالی خاکہ  
از: محمد سلیم بریلوی، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

## رسول اور احادیث رسول کی تشریعی حیثیت و اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ وہ نیست کو ہست بنائے، عالم امکان کو ”وجودی“ قبا“ زیب تن کرائے اور کائنات کی تخلیق فرمائے تو اس نے سب سے پہلے اپنے نور سے ہمارے آقا، نبی آخر الزماں، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا۔ انہیں ”خلیفہ اول“ اور ”نائب مطلق“ کا منصب جلیل عطا فرمایا۔ انہیں اپنا محبوب، ”عالم امکان کا شاہ“ اور ”خلق کا آقا“ بنایا۔ مگر اس کے ساتھ ہی دنیا میں آپ کو سارے انبیائے کرام کے بعد مبعوث فرمایا۔

سرزمین مکہ پر اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا تو آپ کو ایک ”جامع منشور“، بے مثل و بے مثال ”دستور“ اور زندگی کے ہر شعبہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ایک ایسا کامل و اکمل ”قانون“ بھی عطا فرمایا کہ جو ایک طرف تو کامیابی و کامرانی والی ”وسطی شاہراہ“ کی طرف انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے تو دوسری طرف انہیں ہر طرح کی روحانی و جسمانی، اور دہنی و قلبی شفا بھی عطا فرماتا ہے۔ یہ وہی دستور و آئین ہے جسے ”کلام الہی“، فرقان مجید، قرآن کریم اور کتاب اللہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ اللہ کا ایسا کلام ہے کہ جس کے



”مخاطب“ ہمارے آقا خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ ظاہر ہے کہ متکلم کے کلام کے معانی و مفاہیم، رموز و اسرار، اشارات و مجملات، منشاء و مقتضیات اور اس کی حقیقی مراد ”مخاطب“ کے علاوہ کوئی اور نہیں سمجھ سکتا۔ اپنے کلام کے مجملات کی تفصیل، عام کی تخصیص، اطلاق کی تقید، مشروط کی شرط، حکم منزل و موجود کا رفع و نسخ، کلیات، اصول کے جزئیات، کیفیات، احکام کے مکمل خدو خال، اوامر و نواہی کی مکمل کیفیات، معانی و مفاہیم کی تعیین، اس کی مراد کی تشریح و تفسیر اور اس کی توضیح و تبیین متکلم اپنے مخاطب ہی کو بتاتا ہے۔

**وحی متلو اور وحی غیر متلو:-**

اصول و کلیات اور امثال و قصص وغیرہ کی صورت میں، فرشتہ کے واسطے، لوح محفوظ سے براہ آسمان دنیا اللہ رب العزت کی جانب سے جو کلام الہی نازل ہوا اسے ”وحی متلو“ اور ”کتاب اللہ“ کہتے ہیں۔ من جانب اللہ، قلب رسول پر القا ہونے والے معانی و مفاہیم اور مضامین پر دلالت کرنے والے جو عمل و گہر آقا کریم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے بصورت کلام جاری ہوئے، انہیں ”وحی غیر متلو“ کے نام سے جانا گیا لیکن اگر اس ”وحی غیر متلو“ کو آقائے ”اللہ رب العزت“ کی جانب منسوب کر کے بیان کیا ہو تو اسے ”حدیث قدسی“ اور اللہ کی جانب اسناد کے بغیر یہ کلام فرمایا ہو تو اسے ”حدیث رسول“ کے نام سے جانا گیا۔

قرآن کریم کے معانی و مفاہیم بھی اللہ کے اور ان پر دلالت کرنے والے الفاظ و عبارات اور نظم قرآنی بھی اللہ ہی کی جانب سے آئی ہے۔ ایک کو کلام نفسی اور

دوسرے کو کلام لفظی کہتے ہیں۔ کلام نفسی اللہ رب العزت کی صفت ازلی قدیم ہے اور کلام لفظی حادث و مخلوق ہے۔ اس کے برخلاف حدیث رسول کے معانی و مفہیم اگرچہ اللہ کی جانب سے القافرمائے گئے مگر معانی و مفہیم پر دلالت کرنے والے الفاظ و عبارات ہمارے نبی ﷺ کے ہوتے ہیں۔ لہذا آقا کریم ﷺ نے جو فرمایا، جو کیا، یا جسے برقرار رکھا وہ سب حکم الہی، منشائے خداوندی، وحی ربانی اور القائے خداوندی سے کیا۔ قرآن کریم اس کی طرف یوں اشارہ فرماتا ہے:

”وما ينطق عن الهوى۔ ان هو الا وحى يوحى“

(سورہ نجم آیت ۳، ۴ پارہ ۲۷)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی۔

(کنز الایمان)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی مفہوم کو اپنے ایک شعر میں یوں ادا فرماتے ہیں۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

حکمت کا مفہوم:-

جہاں آقا کریم ﷺ اللہ کی جانب سے نازل ہونے والے کلام الہی، کتاب

ربانی، قرآن مجید اور فرقان حمید کی تلاوت بھی فرماتے، صحابہ کو پڑھنا بھی سکھاتے وہیں

اس کے رموز و اسرار، ”مراد الہی“ کی تشریح و توضیح اور تبیین و تعیین کے لئے اپنی زبان

اقدس سے ”حکمت“ کے موتیوں کی ”بارانِ رحمت“ بھی فرماتے۔ لہذا کتاب و متن

کو ”قرآن“ اور شرح و حکمت کو ”حدیث“ کہا گیا۔ پتہ چلا کہ احادیث کریمہ کی عبارات اور اس کے الفاظ اگرچہ رسول کے ہیں مگر ان کے مطالب و معارف یہ اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہیں جنہیں قرآنی زبان میں ”حکمت“ سے تعبیر فرمایا گیا۔ قرآن کریم میں ہے کہ:

”و انزل اللہ علیک الکتب والحکمة وعلمک مالک تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیماً۔“

(سورۃ نساء آیت: ۱۱۳ / پارہ ۵ / رکوع: ۱۴)

ترجمہ:- اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

”واذکرن ما یتلی علیکن فی بیوتکن من آیت اللہ والحکمة“

(سورۃ احزاب آیت: ۳۴ / پارہ ۲۲ / رکوع: ۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت۔

احادیث کریمہ کی صورت میں یہ حکمت بھی اللہ ہی کی جانب سے عطا فرمائی گئی تھی اس کی تصریح ابوداؤد شریف کی اس حدیث میں بھی ملتی ہے:

”الا انی اوتیت القرآن و مثله معہ“ (ابوداؤد شریف)

ترجمہ: معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے قرآن بھی عطا کیا گیا اور اس کے ساتھ اس کا مثل بھی۔

اس حدیث میں واضح طور پر فرمایا کہ اللہ کی جانب سے قرآن کریم کی

صورت میں ”وجی متلو“ بھی نازل فرمائی گئی تھی اور احادیث کریمہ کی صورت میں ”وجی غیر متلو“ بھی۔ جسے آقائے ”مثله معہ“ سے تعبیر فرمایا۔

ان دونوں آیتوں اور مذکورہ بالا ابوداؤد کی حدیث پاک میں حکمت سے مراد احادیث کریمہ اور اقوال رسول کے وہی معانی و مفاہیم ہیں کہ جو نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تفویض کئے جاتے اور کتاب اللہ کے علاوہ احادیث کریمہ کے یہ معانی و مفاہیم قرآن عظیم کی تشریح کے لئے اتارے جاتے۔ اسی وجہ سے کتاب کا ذکر الگ اور حکمت کا ذکر الگ کیا گیا۔ جہاں کتاب اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا وہیں حکمت نامی ان احادیث رسول کو بھی یاد کرنے کا حکم جاری فرمایا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کتاب اللہ پر عمل ضروری ہے اسی طرح احادیث کریمہ پر بھی عمل پیرا رہنا لازمی اور واجب امر ہے۔

### رسول بحیثیت شارح قرآن:-

ہمارے نبی ﷺ قرآن کریم کے جہاں ”معلم“ ہیں وہیں ”شارح اور مبین“ بھی ہیں۔ قرآن کریم کو بغیر نبی ﷺ کے سمجھنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے احادیث کریمہ کی مدد حاصل کرنا ایک لازمی اور واجب امر ہے۔ اسی وجہ سے جس طرح قرآن کریم کے احکام پر عمل لازم ہے اسی طرح احادیث کریمہ کو ماننا، تسلیم کرنا، ان پر عمل کرنا اور انہیں اپنی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ”دستور کامل“ بنانا لازم و ضروری ہے۔ اگرچہ قرآن کریم میں ہر چیز کا ”روشن بیان“ ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

”تبیاناً لکل شیء“ یعنی قرآن کریم میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو لیکن ان تمام روشن بیانوں کو آقا کی مدد کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے کہ یہ ذمہ داری ہمارے نبی ﷺ کو عطا فرمائی گئی۔ اسی لیے قرآن کریم کے جملات اور اس کے نصوص کے محمل و مراد کو جاننے اور سمجھنے کے لیے ہمیں آقا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہوگا۔ ہمارے آقا کی اس حیثیت و اہمیت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا:

”وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم“

**ترجمہ:-** اے نبی! ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لیے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرما دے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔

احادیث کریمہ اور اقوال رسول کی اسی دینی و مذہبی حیثیت کو بتانے کے لئے قرآن کریم میں بہت سی آیتیں نازل فرمائی گئیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ من یطع الرسول فقد اطاع الله۔

(النساء آیت ۸۰)

ترجمہ:- جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۲۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله۔

(النساء آیت ۶۴)

ترجمہ:- ہم نے رسول کو اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔

۳۔ فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما۔

(النساء آیت ۶۵)

ترجمہ:۔ تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (کنز الایمان)

۴۔ وماکان لمومن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امر ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم۔ ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضللا مبینا۔

(الاحزاب آیت ۳۶)

ترجمہ:۔ اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار ہے۔ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔

(کنز الایمان)

رسول بحیثیت شارع اسلام:۔

ہمارے آقا ﷺ قرآن کریم کے صرف معلم و شارح ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ”تشریعی“ اختیارات عطا فرما کر دین کا ”شارع“ بھی بنایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:



”وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ج“۔

(حشر: آیت ۷)

ترجمہ:- اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (کنز الایمان)

”قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي“

(آل عمران: آیت ۳۱)

ترجمہ:- اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ (کنز الایمان)

”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“۔

(احزاب: آیت ۲۱)

ترجمہ:- بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

”وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ“

(اعراف: آیت ۱۵۷)

ترجمہ:- اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ (کنز الایمان)

خود آقا ﷺ نے اپنے عمل کی پیروی کرنے کا یوں حکم دیا:

صلو كما رأيتموني أصلي۔

(مسلم شریف)

ترجمہ:- جیسے میں نماز پڑھوں ایسے ہی تم پڑھو۔

## حدیث کی حجیت:-

واضح ہوا کہ ہمارے آقا، قرآن کریم کے ایسے مبین اور شارح ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ”تشریعی“ اختیارات کے ساتھ دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپ کی تشریح، توضیح، تبیین، تفسیر، مجمل کی تفصیل، مراد کی تعیین، مبہم کی تبیین، مقید کے اطلاق اور مطلق کی تقید کے بغیر احکام الہیہ کا فہم و ادراک ناممکن اور شریعت اسلامیہ پر عمل محال ہے۔ اس طرح محال ہے کہ احادیث رسول کے بغیر خدائی احکام اور ربانی اوامر و نواہی پر عمل کیا ہی نہیں جاسکتا کیونکہ بہت سے دینی احکام وہ ہیں کہ قرآن کریم میں مذکور نہیں مگر وہ دین کا حصہ ہیں۔ شریعت انہیں ”واجب الاعتقاد“ اور ”واجب العمل“ قرار دیتی ہے۔ کیونکہ وہ وحی متلو تو نہیں مگر وحی غیر متلو اور حکمت کا حصہ ہیں۔

ذرا غور فرمائیں کہ ”صلوٰۃ“، ”زکوٰۃ“، ”تیمم“، ”حج“ اور ”عمرة“ جیسے یہ الفاظ ”عربی زبان“ کے ہیں مگر ان کا ”لغوی معنی“ کچھ اور ہے اور شرعی کچھ اور۔ ان کے ان مخصوص شرعی معانی کی تعیین کس نے کی؟ ظاہری بات ہے کہ ان الفاظ کے یہ مخصوص معانی ہمیں رسول ہی کی جانب سے ملے۔ اگر احادیث کریمہ نہ ہوتیں تو ان کے یہ مخصوص معانی ہمیں کیسے میسر ہوتے؟ ہمیں کیسے معلوم ہوتا کہ لفظ صلوٰۃ سے قیام، رکوع، سجدے کی یہ مخصوص ہیئت مراد ہے؟ اذان سے لے کر سلام پھیرنے تک نماز کی اس پوری ”ہیئت کذائیہ“ کی معرفت ہمیں قرآن سے نہیں بلکہ حدیث سے ہوتی ہے۔ اسی طرح حج، زکوٰۃ وغیرہ کی مکمل تفصیلات اور یہ معروف طریقہ ہمیں قرآن

نے نہیں بلکہ حدیث نے سکھایا ہے۔ نیز خود قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیتیں ہیں کہ جن کے معانی و مفاہیم ان کے پس منظر اور ان کے شان نزول کے بغیر سمجھنا ناممکن ہیں۔ تو ان آیات کے شان نزول اور ان کے پس منظر کی بھی معرفت ہمیں احادیث کریمہ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر احادیث کریمہ نہ ہوں تو قرآن کریم انسانوں کے لئے ایک ”چیتاں“ بن کر رہ جائے گا۔

اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے احکام کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب قرار دی گئیں۔ احادیث کریمہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسے دین کا لازمی جزء بنا دیا گیا۔ جس طرح قرآن کریم دین و مذہب کی اساس، شریعت اسلامیہ کا مصدر، منبع و سرچشمہ، دلیل شرعی، واجب العمل اور واجب الاعتقاد ہے اسی طرح احادیث کریمہ بھی مذہب اسلام کی اساس و بنیاد، شریعت اسلامیہ کا مصدر، دلیل شرعی، منبع و سرچشمہ، واجب الاعتقاد اور واجب العمل ہیں۔

احادیث کریمہ کی حفاظت میں صحابہ کرام کے جذبہ و اہتمام کے اسباب صحابہ کرام جس طرح قرآن کریم کی جمع و تدوین، حفظ و کتابت، حفاظت و صیانت اور اس کے ادب و احترام میں کوشاں رہتے، دلچسپی رکھتے اور جدوجہد کرتے اسی طرح وہ احادیث کریمہ کو جمع کرنے، انہیں یاد کرنے، انہیں مرتب و مدون کرنے، انہیں لکھنے، ان کی ترویج و اشاعت کرنے، ان کی افہام و تفہیم، درس و تدریس اور نوپید مسائل میں ان سے استناد و استشہاد کے سلسلہ میں نہایت جدوجہد کرتے، کوشاں

رہتے، جانفشانی کرتے، ہر کام سے بڑھ کر اس کام کو اہمیت دیتے۔ خود بھی اہتمام کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے۔ ایک دوسرے سے احادیث کریمہ کا دورہ و مذاکرہ کرتے، انہیں حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرتے اور ان کے حصول کے لئے دور دراز کا سفر کرتے۔

مثال کے طور پر حضرت جابر کہ جنہیں بے شمار احادیث کریمہ یاد تھیں۔ آج ہمارے پاس ان کی مرویات ایک ہزار پانچ سو چالیس ہیں۔ اس کے باوجود انہیں معلوم ہوا کہ ایک دور دراز کے خطہ میں کسی صاحب کے پاس ایک حدیث رسول ہے تو اس کی تحصیل کے لئے انہوں نے ایک مہینہ کی مسافت طے کی۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

### عہد صحابہ میں حفظ حدیث:

احادیث کریمہ کو یاد رکھنے، ان کو جمع کرنے، ان کی ترویج و اشاعت اور ان کی تبلیغ و ترسیل میں صحابہ کرام کے شوق، جذبہ، ولولہ اور اہتمام و انتظام کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ سے حدیثیں سنتے۔ آپ کے مجلس سے تشریف لے جانے کے بعد ہم آپس میں حدیثوں کا دورہ کرتے۔ اس کی صورت یہ ہوتی کہ ایک دفعہ ایک آدمی ساری حدیثیں بیان کرتا، پھر دوسرا پھر تیسرا۔ کبھی کبھی تو ساٹھ ساٹھ آدمی ہماری محفل میں ہوتے اور سب باری باری ایک ایک کر کے یہ حدیثیں بیان کرتے۔ اس طرح دورہ کرنے کے بعد جب ہم مجلس

سے اٹھتے تو یہ احادیث کریمہ ہمیں اس طرح یاد ہوتیں گویا کہ انہیں ہمارے دلوں میں جاگزیں کر دیا گیا ہو۔

(مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۶۱ مفہوما)

☆ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی بیان ہے کہ ہم فرض نمازوں کے بعد عہد نبوی میں مسجد میں بیٹھ جاتے پھر قرآن پاک اور احادیث کریمہ کا دورہ کرتے۔  
(مستدرک للحاکم جلد ۱ صفحہ ۹۴ مفہوما)

☆ حضرت ابوسعید خدری کا بھی بیان اسی سے ملتا جلتا ہے کہ صحابہ کرام جب بھی کہیں آپس میں مل بیٹھتے تو ان کی گفتگو کا محور و موضوع اللہ کے رسول کی احادیث کریمہ ہوتیں یا قرآن پاک کی کسی سورۃ کی تلاوت کرتے یا تلاوت سنتے۔

(مستدرک للحاکم جلد ۱ صفحہ ۹۴ مفہوما)

اس طرح کے بے شمار واقعات اسلامی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ احادیث کریمہ کو پڑھنے، پڑھانے، یاد کرنے، یاد کرانے، محفوظ رکھنے اور محفوظ کرانے میں صحابہ کرام غیر معمولی دلچسپی اور بے مثال جذبہ و لگن رکھتے تھے۔

### عہد صحابہ میں کتابت حدیث:

صحابہ کرام احادیث کریمہ کو صرف زبانی ہی یاد نہیں کرتے بلکہ لکھ کر بھی اپنے پاس انہیں محفوظ رکھتے۔ خود بھی یہ کام کرتے اور دوسروں سے بھی اس کام کی تلقین کرتے۔ کتابت حدیث بھی کرتے اور حفظ حدیث بھی۔ چند مثالیں مندرجہ ہیں:

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن عمر کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے حلقہ درس میں آقا کے ارشادات لکھ رہے تھے۔ (مقدمہ فیض الباری)

فتح مکہ کے موقع پر آپ نے حقوق انسانی کے تعلق سے جو بے مثال اور تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرمایا اس کو ایک یمنی شخص نے تحریری شکل میں عطا کرنے کی گزارش کی تو آپ نے ابوشاہ نامی ان صاحب کو حقوق انسانی پر مشتمل وہ خطبہ لکھ کر دینے کا صحابہ کرام کو حکم دیا۔ (مقدمہ نزہۃ القاری)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے حدیث لکھنے کی اجازت خود آقا کریم ﷺ سے حاصل فرمائی تھی اور انہوں نے یہ حدیثیں ایک مجموعہ میں جمع کر کے اس کا نام ”صادقہ“ رکھا تھا۔ اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں۔

(بخاری جلد دوم۔ اصابہ حرف العین۔)

☆ ابوداؤد میں ہے کہ آقا ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں مسائل زکوٰۃ سے متعلق جملہ احادیث کریمہ یکجا طور پر قلم بند کروادی تھیں۔ جس کا نام ”کتاب الصدقہ“ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے عہد خلافت میں اسے نافذ فرمایا۔

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۱۵۷)

☆ نبی کریم ﷺ نے احادیث کریمہ کا ایک ضخیم مجموعہ اہل یمن کے پاس حضرت عمرو بن حزم کی وساطت سے ارسال فرمایا تھا۔

(نسائی جلد دوم صفحہ ۲۴۷۔ مؤطا امام محمد)

☆ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں ہمام بن منبہ کے صحیفہ میں



درج ہیں جو شائع ہو چکا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس کی حدیثوں کو ان کے شاگردوں نے تحریری شکل میں جمع کیا۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایات کو حضرت نافع نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔

☆ حضرت جابر کی حدیثوں کو قتادہ نے تحریری شکل میں محفوظ کیا تھا۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ کی مرویات کو حضرت عروہ نے تحریری شکل میں نقل کیا تھا۔

☆ حضرت انس نے اپنے بیٹے سے احادیث کریمہ نقل فرمائیں۔

(مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ - الکفایہ فی علم الروایہ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ - طبقات ابن سعد

جلد ۷ صفحہ ۷۲ / مطبوعہ بیروت، تدریب الروایہ صفحہ ۷۲ / مطبوعہ مکتبہ علمیہ مفہوما و اختصاراً)

اس طرح کے بے شمار واقعات ہمیں تاریخ میں ملتے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا

ہے کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ ہی میں احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کا کام شروع ہو چکا

تھا۔ ان احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کی صورت اگرچہ اس طرح نہیں تھی جیسی

ہمارے زمانے میں پائی جاتی ہے۔ ان احادیث کریمہ کی مخصوص موضوع کے اعتبار

سے ترتیب نہیں تھی۔ نہ ہی اس وقت سند کے ساتھ نقل و روایت کا چلن تھا۔ نہ ہی اس

کی اس وقت ضرورت تھی۔ بلکہ بغیر کسی ترتیب کے صحابہ کرام اور تابعین عظام نے اپنی

اپنی مرویات کو اپنے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کر رکھا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بے مثال کارنامہ:-

عہد تبع تابعین میں باقاعدہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سلسلہ

میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کے میدان میں نہایت ہی تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا۔ انہوں نے اپنے عہد خلافت میں اس بے مثال کام کے لئے معتمد اور مستند ائمہ و علما کا ایک بورڈ تشکیل دیا جن میں حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ نے سارے اسلامی خطوں میں فرمان جاری کئے۔ اس کام کے لئے ذمہ دار لوگوں کو ہر علاقہ اور ہر خطہ میں بھیجا گیا۔ ہر علاقے کے گورنروں اور امراء و حکام کو احکام جاری کئے گئے کہ جہاں جہاں احادیث کریمہ کے مجموعے تحریری شکل میں ہوں تو انہیں ارسال کیا جائے اور اگر لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہوں تو ان سے نقل کیا جائے۔

اس طرح احادیث کریمہ کا ایک عظیم ذخیرہ جمع ہو گیا۔ پھر ابن شہاب زہری نے ان احادیث کریمہ کو مرتب، منظم، منضبط اور مدون کرنے کا کام شروع کیا۔ اس کے ساتھ ہی ابن شہاب زہری ہی نے ان تمام احادیث کریمہ کو پہلی بار ان کی اسناد کے ساتھ مدون کرنے کا التزام کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن شہاب زہری ہی کو ”علم اسناد“ کا ”وضع“ اور بانی قرار دیا گیا۔

**احادیث کریمہ کے مجموعوں کی تدوین:-**

حضرت ابن شہاب زہری کے بعد ان کے قابل افتخار شاگردوں نے اس کام میں مزید نئے نئے آفاق تلاش کئے۔ اس میں بے مثال اضافے کئے۔ یہاں تک کہ دوسری صدی کے اخیر میں ان کے شاگرد رشید حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے احادیث کریمہ کو ابواب کی ترتیب کے ساتھ جمع کر کے اس حسین گلدستہ کا نام ”موطا“ رکھا جسے ہم موطا امام مالک کے نام سے جانتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ”کتاب الآثار“ بھی اسی دور کی عظیم یادگار ہے۔ ابو الولید (م ۱۵۱ھ) کی سنن۔ امام سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ) کی جامع، ابوسلمہ (م ۱۶۱ھ) کی مصنف، ابوسفیان (م ۱۹۷ھ) کی جامع، عبد اللہ ابن مبارک (م ۱۸۱ھ) کی اربعین جیسے احادیث کریمہ کے ”رنگارنگ گلدستے“ اسی دوسری صدی ہجری کی عظیم یادگاریں ہیں۔

تیسری صدی ہجری میں احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کے میدان میں بے مثال وسعت اور تنوع پیدا ہو گیا۔ ”گلستان حدیث“ میں متعدد قسم کے ”خوشنما پھول“ کھلنے لگے۔ متعدد اقسام اور مختلف رنگ و بو کے ”بیل بوٹوں“ سے یہ ”گلستان حدیث“ سرسبز و شاداب ہو گیا۔ چنانچہ حضرت امام شافعی (م ۲۰۴ھ) کی کتاب الام، احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کی مسند، امام بخاری (م ۲۵۶ھ) کی جامع صحیح، امام مسلم (م ۲۶۱ھ) کی جامع صحیح۔ ابوداؤد (م ۲۷۵ھ) کی سنن، ترمذی کی (م ۲۸۹ھ) جامع، ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) کی سنن جیسے احادیث کریمہ کے یہ خوشنما، معطر اور ”خوش رنگ گلدستے“ اسی تیسری صدی ہجری کی ایسی یادگاریں ہیں کہ جن سے امت مسلمہ آج بھی اپنے ایمانی و عرفانی ”گلشن“ کو تروتازگی اور جلا بخش رہی ہے۔

احادیث کریمہ کی جمع و تدوین کی اس تاریخ میں احادیث کریمہ کے جو حسین و دلربا گلدستے وجود میں آئے انہیں مندرجہ ذیل ناموں سے ”تاریخ علم حدیث“ نے

اپنے اوراق میں محفوظ کر رکھا ہے۔

(۱) جامع (۲) سنن (۳) مسند (۴) معجم (۵) جز (۶) مفرد (۷)

غریبہ (۸) مستدرک (۹) مستخرج (۱۰) رسالہ (۱۱) اربعین (۱۲) امالی (۱۳) اطراف۔

**احادیث کریمہ کے معروف مجموعوں کا تعارف:-**

**جامع:** جامع وہ کتاب ہے جس میں مندرجہ ذیل یہ آٹھ مضامین ہوں۔

(۱) عقائد (۲) احکام (۳) تفسیر (۴) سیر و مغازی (۵) آداب (۶) مناقب (۷) فتن (۸) اشراط و علامات قیامت۔ جیسے بخاری، مسلم، ترمذی۔

**سنن:** سنن اس کتاب کو کہتے ہیں کہ جس میں ابواب فقہ کی ترتیب پر احکام سے متعلق احادیث ہوں۔ جیسے سنن ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ۔

**مسند:** مسند احادیث کریمہ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں کہ جس کی ترتیب صحابہ کرام کے مراتب کے اعتبار سے ہو۔ جیسے مسند امام احمد بن حنبل۔

**معجم:** معجم احادیث کریمہ کے اس گلدستہ کو کہتے ہیں کہ جس کی ترتیب میں اساتذہ کے مراتب کا لحاظ ہو۔ جیسے معجم صغیر۔

**جزء:** جزء احادیث کریمہ کا وہ یک رنگی گلدستہ ہے کہ جس میں کسی ایک مسئلہ سے متعلق احادیث کریمہ مذکور ہوں۔ جیسے ”جزء قراءت“

**مفرد:** مفرد احادیث کریمہ کے اس حسین گلدستے کو کہتے ہیں کہ جس میں صرف ایک شیخ کی مرویات جمع ہوں۔ جیسے مفرد ابوراغب۔

**غریبہ:** غریب، احادیث کریمہ کا وہ مجموعہ ہوتا ہے جس میں صرف ایک تلمیذ کے مفردات مذکور ہوں۔

**مستدرک:** مستدرک حدیثوں کے اس مجموعہ کا نام ہے کہ جس میں ان احادیث کو درج کیا جائے جو کسی مصنف سے رہ گئی ہوں۔ جیسے حاکم کی مستدرک علی الشیخین۔

**مستخرج:** مستخرج حدیث پاک کے اس صحیفہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی اور کتاب کی احادیث کے ثبوت کے لئے اس کتاب کے مصنف کے شیخ یا شیخ اشبح کی دوسری سندوں کو ذکر کیا جائے۔ جیسے مستخرج لابی نعیم علی البخاری۔

**رسالہ:** رسالہ حدیث کی وہ کتاب ہے کہ جس میں جامع کے آٹھوں عنوانوں میں سے مخصوص عنوانوں سے متعلق احادیث مذکور ہوں جیسے امام احمد کی کتاب الزہد والادب۔

**اربعمین:** اربعمین احادیث کریمہ کا وہ خوشما گلہ سہ ہے کہ جس میں چالیس احادیث ہوں۔ جیسے اربعمین نووی۔

**امالی:** امالی حدیث کے اس ذخیرہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی شیخ کی لکھائی ہوئی احادیث یا فوائد حدیث ہوں۔ جیسے امالی امام محمد۔

**اطراف:** اطراف حدیث کی وہ کتاب ہے کہ جس میں حدیث کا کوئی ایسا جزء ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرتا ہو۔ پھر اس حدیث کی تمام سندوں کو ذکر کر دیا جائے یا اس میں کچھ مخصوص کتابوں کی سندیں ذکر کی جائیں جیسے اطراف الکتب الخمسہ لابی العباس اور اطراف المزی۔

## احادیث کریمہ کی جمع و تدوین میں غیر معمولی دلچسپی کے اسباب:

ہر دور میں احادیث کریمہ کی نشر و اشاعت، جمع و تدوین اور زمانہ کے خرد برد سے ان کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے اس دور کے علماء، صلحا، ائمہ، اہل نظر و فکر اور اہل فکر و دانش نے بے مثال خدمات بھی انجام دی ہیں اور ناقابل فراموش اہتمام، انتظام، شوق، جذبہ اور لگن کا ثبوت بھی پیش فرمایا ہے جس کے نتیجے میں اس میدان کے اندر مختلف طریقوں کی جدت طرازیں بھی پیدا ہوتی چلی گئیں پھر تو علم حدیث سے متعلق بہت سے علوم و فنون نے جنم لے لیا۔ موضوع و عناوین کا انتخاب ہوا۔ التزامی صورتیں بھی اختیار کی گئیں۔ مختلف خوشنما رنگوں سے اس کے خاکہ میں رنگ بھی بھرے گئے جس کی وجہ سے آج ہمارے پاس احادیث کریمہ کا یہ عظیم ذخیرہ اتنے خوشنما انداز میں موجود ہے۔ احادیث کریمہ کی اس خدمت اور اس لگن کا ایک بنیادی سبب تو وہی ہے جس کا ذکر ماقبل میں تفصیل کے ساتھ ہوا کہ یہ احادیث کریمہ دین کی اساس، مذہب کا سرچشمہ اور شریعت اسلامیہ کا مصدر و منبع ہیں جن کے بغیر دین و مذہب اور شریعت اسلامیہ کی تکمیل ناممکن ہے۔ احادیث کریمہ کی اسی واقعی حیثیت کے مد نظر ہر دور میں ان کو محفوظ رکھنے اور ان کی ترویج و اشاعت کرنے کا بے مثال جذبہ اپنی عملی شکل میں پایا جاتا رہا۔ اس کے ساتھ ہی ان احادیث کریمہ کی تبلیغ و ترسیل کے اس عظیم جذبہ کے پیدا ہونے کے پیچھے آقا کریم ﷺ کے ان ”مبشرات“، ”خوشخبریاں“ اور ”نوید جانفزاں“ کا بھی بنیادی اور اہم کردار ہے کہ جو احادیث کریمہ کے ذخیرہ میں ہمیں مختلف انداز میں ملتی ہیں۔ چنانچہ احادیث کریمہ کو دوسروں تک پہنچانے کے



سلسلہ میں اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی ہمارے سامنے ہے جس میں آقا کریم ﷺ نے اپنی حدیثوں کو سننے، یاد رکھنے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی یوں تلقین فرمائی۔

(۱) ”اللهم ارحم خلفائي! قلنا: يا رسول الله! من خلفائك؟ قال الذين ياتوا من بعدى يرون احاديثي و يعلمونها الناس۔ نصر الله امرنا سمع منا حديثا فحفظه حتى يبلغه غيره۔

(ابو داؤد کتاب العلم جلد ۲ صفحہ ۱۲۶۔ ترمذی کتاب العلم جلد ۲ صفحہ ۹۰)

**ترجمہ:-** اے اللہ! میرے خلفاء پر رحمت نازل فرما۔ ہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے، میری حدیثوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔ اس شخص کو اللہ رب العزت تروتازہ اور سرسبز و شاداب رکھے کہ جس نے میری حدیث سنی پھر اسے یاد کیا تا کہ دوسرے تک اسے پہنچائے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

(۲) بلغوا عني ولو آية و من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار۔

(بخاری صفحہ ۴۹۱ / جلد ۱)

**ترجمہ:-** میری ہر حدیث دوسروں تک پہنچاؤ اگرچہ وہ چھوٹی سی ہی کیوں نہ ہو

اور جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے گا۔

(۳) حدثوا عني بما تسمعون ولا تقولوا للاحقا ومن كذب على

بنی له بیتا فی جہنم یوقع فیہ۔ (طبرانی)

**ترجمہ:** مجھ سے جو کچھ بھی سنو اسے روایت کرو مگر ہمیشہ سچ کہنا جو مجھ پر جھوٹ

باندھے گا اس کے لئے جہنم میں گھر بنایا جائے گا جس میں وہ جائے گا۔

(۴) ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتُم بہما: کتب اللہ و

سنتی۔ فمن حفظ شیئا فلیحدث۔ (مستدرک)

**ترجمہ:** میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں: (۱) کتاب اللہ (۲) اپنی

حدیث۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ جو میری

حدیثوں کو یاد کرے تو انہیں دوسروں سے روایت بھی کرے۔

آقا ﷺ کے انہیں ارشادات کا یہ کمال تھا کہ صحابہ کرام اور بعد کے علماء و ائمہ

میں حدیثیں سننے، جمع کرنے اور علم حدیث کے ”دبستان“ میں نئے نئے ”خوش رنگ“

و ”دلکش“ پودے لگانے کا ایسا والہانہ جذبہ پیدا ہو گیا کہ وہ جی جان سے احادیث سننے،

انہیں یاد رکھنے اور ان کی اشاعت میں لگے رہتے۔

## اربعین نویسی

علم حدیث کی خدمت کرنے پر براہِ نیختہ کرنے، اس جانب شوق دلانے، اس کی ترغیب دینے، اس سلسلہ میں بے مثال جذبہ پیدا کرنے اور اس عظیم کام کو سرانجام دینے پر ابھارنے والی احادیث کریمہ میں ایک حدیث پاک وہ بھی ہے جس میں آقا کریم ﷺ نے ”چالیس حدیثوں“ کو امت تک پہنچانے پر عظیم بشارتیں سنائی ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت ابودرداء کی حدیث مندرجہ ذیل ہے:

“عن ابی الدرداء قال: سئل رسول الله ﷺ ما حد العلم الذي اذا بلغه الرجل كان فقيها؟ فقال رسول الله ﷺ: من حفظ على امتي اربعين حديثا في امر دينها بعثه الله فقيها وكنت له يوم القيامة شافعا وشهيدا۔

**ترجمہ:** حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ سے معلوم کیا گیا کہ اس علم کی حد کیا ہے کہ جس تک پہنچ کر آدمی فقیہ بن جاتا ہے؟ آقا نے جواباً ارشاد فرمایا: جس نے میری امت پر شفقت کرتے ہوئے امر دینی سے متعلق ۴۰ حدیثیں یاد کیں تو اللہ تعالیٰ اسے فقیہ بنا کر اٹھائے گا۔ میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں گا اور اس کی گواہی دوں گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۶، شعب الایمان للبیہقی جلد دوم صفحہ ۲۷۰ حدیث نمبر ۱۷۲۶)

## چالیس حدیثوں کے حفظ کا وسیع مفہوم:-

اس حدیث پاک میں ”حفظ“ جو فرمایا گیا ہے اس کا مفہوم کیا ہے؟ اور یہ اپنے اندر کتنی وسعت رکھتا ہے؟ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ”اشعة اللمعات“ میں فرماتے ہیں کہ:

”علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد مبارک سے مراد و مقصود لوگوں تک ۴۰ حدیثوں کا پہنچانا ہے۔ خواہ یہ حدیثیں اسے یاد نہ ہو اور ان کا معنی بھی اسے معلوم نہ ہو۔“

(اشعة لللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ کتاب العلم تحت حدیث - من حفظ علی امتی)

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ شریف کی اردو شرح ”مرآۃ المناجیح“ میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

”اس حدیث کے بہت پہلو ہیں، چالیس حدیث یاد کر کے مسلمانوں کو سنانا، چھاپ کر ان میں تقسیم کرنا، ترجمہ یا شرح کر کے لوگوں کو سمجھانا، راویوں سے سن کر کتابی شکل میں جمع کرنا سبھی اس میں داخل ہیں۔ یعنی جو کسی طرح دینی مسائل کی چالیس حدیثیں میری امت تک پہنچا دے تو قیامت میں اس کا حشر علمائے دین کے زمرے میں ہوگا اور میں اس کی خصوصی شفاعت اور اس کے ایمان اور تقویٰ کی خصوصی گواہی دوں گا۔ ورنہ عمومی شفاعت اور گواہی تو ہر مسلمان کو نصیب ہوگی۔ اسی حدیث کی بنا پر قریباً تمام محدثین نے جہاں حدیثوں کے دفتر لکھے

وہاں علیحدہ ”چہل حدیث“ جسے ”اربعینہ“ کہتے ہیں جمع کیں۔

(مرآة المناجیح جلد ۱ کتاب العلم صفحہ ۲۲۱)

چالیس حدیثوں کی فضیلت کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”حدیث میں ”چہل حدیث“ کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ائمہ و علمائے رنگ رنگ کی چہل حدیث لکھیں ہیں۔“

(الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ صفحہ ۳۸۵، مشمولہ رسائل رضویہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

نبیرہ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے وسیع مفہوم کو یوں بیان فرماتے ہیں:

”جو، ان (۴۰) احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر دے یا کتاب دوسروں کو پہنچائے تو بے شک اس نے دین کی خدمت کی اور علم کو پھیلایا اور روز قیامت یہ شخص زمرہ علما میں مشہور ہوگا اور ثواب عظیم حاصل کرے گا اور اموات کو ایصال ثواب کے لئے ایسی کتابوں کا جیسی یہ (مفسر اعظم کی چہل حدیث) ہے، طبع کرانا، تقسیم کرانا، کا عظیم ہے۔“

(چہل حدیث: از مفسر اعظم)

ایک اور جگہ حضرت مفسر اعظم ہند فرماتے ہیں:

”چالیس حدیثیں یاد کرنا امت کے فائدے کے لیے، پھر ان کو امت کو پہونچانا، خواہ لکھ کر، پڑھ کر، سنا کر یا لکھی ہوئی، چھپی ہوئی یہ احادیث اور ان کی مثل دوسروں کو ہدیہ کرنا، یہ علم کی ”حدادنی“ ہے کہ عالم وفقیہ کا ثواب پائے گا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع و شہید ﴿گواہ﴾ ہوں گے۔“

(چہل حدیث از مفسر اعظم ہند)

اربیعین کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:-

ما قبل میں احادیث کریمہ کے جن معروف ۱۳ مجموعوں کی تفصیل بیان کی گئی ان میں ایک مجموعہ ”اربیعین“ کے نام سے بھی ہے۔ محدثین کرام نے جہاں جامع، مسند، سنن وغیرہ کے نام سے بے شمار احادیث کریمہ کے بے شمار رنگارنگ گلدستے امت کے سامنے پیش فرمائے اسی طرح اربیعین کے نام سے بھی سینکڑوں گلدستے ہمیں احادیث کریمہ کے ذخیروں میں ملتے ہیں۔ دوسری صدی ہجری ہی سے سینکڑوں ائمہ نے آقا کریم ﷺ کے ”گلشن حدیث“ کی سیر کر کے متعدد اقسام کے ۴۰ خوشنما پھولوں کو چن کر ”اربیعین“ نامی یہ گلدستے تیار کئے اور انہیں امت تک پہنچا کر گلشن احادیث کی معطر و مفرح خوشبو سے امت مسلمہ کے ”مشامِ ایمان و عمل“ کو معطر و خوشنما بنا دیا۔ اب ہم ذیل میں اربیعین کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں:

اربیعین: یہ دراصل ”اربعون حدیثا“ کی تخفیف شدہ صورت ہے۔ یہ دراصل



مخفف ہو کر ”اربعون“ ہوا۔ ”کتاب“ اس کا مضاف تھا جس کی وجہ سے اس نے ”کتاب الاربعین“ کی شکل اختیار کی پھر اس مضاف کو بھی حذف کر دیا گیا۔ اس طرح یہ اب ہمیں اپنی موجودہ شکل ”اربعین“ کی صورت میں دستیاب ہوا۔ اس کا لغوی معنی ہوتا ہے کہ ۴۰/ حدیثوں پر مشتمل کتاب اور اصطلاح محدثین میں اربعین ۴۰/ احادیث کریمہ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی محدث نے آقا کریم ﷺ کے ۴۰/ اقوال جمع کئے ہوں۔ خواہ یہ ۴۰/ حدیثیں ایک ہی موضوع پر مشتمل ہوں یا چند موضوعات سے متعلق ہوں۔ ایک ہی مسئلہ کی ہوں یا چند مسائل کی۔ ایک ہی راوی کی ہوں یا چند راویوں کی۔ ایک کتاب کی ہوں یا چند کتابوں کی۔ بہر حال ان ۴۰/ حدیثوں کی جمع و تدوین میں بہت وسعت ہے۔

### اربعینۃ اور اربعینۃ:-

جن کتابوں میں یہ ۴۰/ حدیثیں جمع کی جاتی ہیں تو اربعین کی طرف منسوب کرتے ہوئے ان کتابوں کو ”اربعینۃ“ اور ”اربعینۃ“ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے جن کی جمع اربعینات اور اربعینیات آتی ہے۔

### اربعین نویسی کی مشتمل حدیث:-

دوسری صدی ہجری ہی سے ”اربعینات“ کے نام سے ”گلدستہائے احادیث“ تیار کرنے کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ چلا آ رہا ہے۔ متقدمین و متاخرین ائمہ حدیث نے بے شمار اربعینات امت مسلمہ کے حوالے کیں۔ ان اربعینات اور

ان ۴۰ حدیثوں کی جمع و تدوین کی مستدل حدیث پاک معنی کی یکسانیت کے ساتھ متعدد الفاظ میں مندرجہ ذیل ۱۳ اصحابہ کرام سے مروی ہے۔

- (۱) حضرت علی (۲) حضرت عبداللہ بن مسعود (۳) حضرت معاذ بن جبل (۴)
- حضرت ابو درداء (۵) حضرت ابو سعید خدری (۶) حضرت ابو ہریرہ (۷)
- حضرت ابوامامہ (۸) حضرت عبداللہ بن عمر (۹) حضرت عبداللہ بن عمرو (۱۰)
- حضرت جابر بن سمہ (۱۱) حضرت انس بن مالک (۱۲) حضرت عبداللہ بن عباس (۱۳) حضرت نویرہ۔

### حدیث اربعین کی تخریج اور اس کی فنی حیثیت

جیسا کہ ماقبل میں مذکور ہوا کہ یہ حدیث پاک ۱۳ اصحابہ کرام سے مروی ہے جن میں ہر حدیث کی کئی کئی سندیں ہیں۔ اب ہم ذیل میں ان تمام اصحابہ کرام سے مروی اس حدیث پاک کی تخریج کرتے ہوئے ان کی سندوں اور راویوں پر ہونے والے کلام کو ”علامہ ابن جوزی کی ”العلل الممتناہیہ“ اور ”علامہ ابن عبدالبر کی ”جامع بیان العلم وفضلہ“ کے حوالے سے ذکر کر کے اس حدیث پاک کی فنی حیثیت کو بیان کرتے ہیں:

#### (۱) حضرت علی کی حدیث۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث پاک کو ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر بن طائی نے یوں روایت کیا کہ:

قال: حَدَّثَنِي أَبِي، قال: حَدَّثَنِي عَلِي بن مُوسَى الرِّضَا، قال: حَدَّثَنِي مُوسَى بن جَعْفَر، قال: حَدَّثَنِي أَبِي جَعْفَر بن مُحَمَّد الصَّادِق، قال: حَدَّثَنِي أَبِي مُحَمَّد بن عَلِي الباقر، قال: حَدَّثَنِي أَبِي عَلِي بن الحُسَيْن بن عَلِي، قال: حَدَّثَنِي ابن عَلِي، قال: حَدَّثَنِي أَبِي عَلِي بن أَبِي طَالِب، قال: قال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا يَنْتَفِعُونَ بِهَا، بَعَثَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهًا عَالِمًا“.

ابن جوزی نے اس حدیث پر کلام و طعن نقل کرتے ہوئے آگے تحریر کیا کہ:  
 قال الحُفَظُ: هذا عبد الله بن أحمد يروى عن أبيه عن أهل البيت نسخة باطلة، وقد روى هذا الحديث عباد بن صهيب.  
 یعنی حفاظ کا قول ہے کہ یہ عبد اللہ بن احمد اپنے والد کے حوالے سے اہل بیت سے نسخہ باطلہ روایت کرتا ہے حالانکہ یہ حدیث عباد بن صہیب سے مروی ہے۔

(۲) حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی حدیث:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی روایت کردہ حدیث مندرجہ ذیل سند سے منقول ہے:  
 مُحَمَّد بن عَبْدِ الباقي بن أحمد قال: أخبرنا حمَدُ بن أحمد،

قال: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّاقِلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ الْكَرْخِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا دُحَيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّيْدَاوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرٍّ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا يَنْفَعُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا، قِيلَ لَهُ: ادْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ“۔  
(۳) حضرت معاذ بن جبل کی حدیث:

حضرت معاذ بن جبل کی روایت کردہ حدیث پاک مندرجہ ذیل سند سے ان الفاظ کے ساتھ منقول ہوئی:

أَخْبَرَنَا ابْنُ نَاصِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَالِبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْبَرْقَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الدَّارِقُطْنِيُّ، قَالَ: رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الشَّامِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ أَبِي رَوَادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

قال:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا،  
بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَا عَالِمًا“۔

علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کی ایک دوسری یعنی حسین والی سند پر یوں کلام نقل فرمایا:

وَرَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلْوَانَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ  
مُعَاذٍ، وَالْحُسَيْنِ مَتْرُوكِ الْحَدِيثِ.

یعنی اس حدیث کو حسین بن علوان نے عن ابن جریج، عن عطاء عن معاذ روایت کیا ہے حالانکہ حسین ”متروک الحدیث“ ہیں۔

یحییٰ ابن معین نے کہا کہ: الْحُسَيْنُ كَذَابٌ.

ابن عدی نے کہا کہ: يَضَعُ الْحَدِيثَ، وَقَدْ رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي  
زِيَادٍ، عَنْ مُعَاذٍ وَهُوَ مَقْطُوعٌ.

یعنی حسین حدیث گڑھتا ہے اور اس حدیث کو اسماعیل بن ابی زیاد نے بھی حضرت معاذ سے روایت کیا ہے حالانکہ وہ مقطوع ہے (یعنی اس نے کسی تابعی کے بغیر اسے روایت کیا ہے۔)

(۴) حضرت ابودرداء کی حدیث:

حضرت ابودرداء کی روایت کردہ حدیث تین طرق سے مروی ہے جو مندرجہ ذیل

ہیں:

## (۱) الطَّرِيقُ الْأَوَّلُ:

أَخْبَرَنَا هَبَّةُ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحُصَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو طَالِبِ بْنِ غِيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الشَّافِعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الدُّنْيَا، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ غَانِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا، بَعَثَهُ اللَّهُ فَاقِيَهَا، وَكَنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا“.

## (۲) الطَّرِيقُ الثَّانِي:

أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا الْجَوْهَرِيُّ، عَنْ الدَّارِقُطْنِيِّ، عَنْ أَبِي حَاتِمِ بْنِ حَبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي أُمِيَّةٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْوَلِيدِ الْهَرَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:



”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا،  
بَعَثَهُ اللَّهُ فَقِيهَا، وَكَنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا  
وَشَهِيدًا“۔

### (۳) الطَّرِيقُ الثَّالِثُ:

أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ خَيْرُونَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا الْجَوْهَرِيُّ،  
عَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ، عَنْ أَبِي حَاتِمِ بْنِ حَبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ  
بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْوَلِيدِ الْهَرَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي  
الدَّرْدَاءِ، قَالَ: ”سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِي إِذَا بَلَغَهُ  
الرَّجُلُ كَانَ فَقِيهَا؟ فَقَالَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا،  
بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقِيهَا، وَكَنْتُ لَهُ شَافِعًا وَشَهِيدًا“۔

### (۵) حضرت ابوسعید خدری کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پاک مندرجہ ذیل ایسی سند

سے مروی ہے کہ جسے ”اسناد مظلم“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ سِنَانِ الرَّهَافِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ،  
عَنْ عَطِيَّةٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”كُلُّ مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِمَّا يَنْفَعُهُمْ  
اللَّهُ بِهِ فِي أَمْرِ دِينِهِمْ، بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
فَقِيهَا عَالِمًا، وَكُنْتُ لَهُ شَفِيعًا وَشَهِيدًا“

حضرت ابوسعید خدری کی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل ایک دوسری سند سے  
دوسرے الفاظ میں بھی مروی ہے۔

وَرَوَى مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْحَارِثِ مَوْلَى  
ابْنِ سَبَاعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ سُنَّتِي  
أَدْخَلْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي شَفَاعَتِي“۔

(۶) حضرت ابوہریرہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوہریرہ کی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل دو سندوں سے مروی ہے:

## (۱) الطَّرِيقُ الْأَوَّلُ:

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَطْبِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَمَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمُقْرِيُّ، وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ مَسْعَدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَزَةُ بْنُ يَوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حُصَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلَاثَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَصِيفٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مَا يَنْفَعُهُمْ مِنْ دِينِهِمْ، بُعِثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْعُلَمَاءِ، وَفَضَّلَ الْعَالَمُ عَلَى الْعَابِدِ سَبْعِينَ دَرَجَةً، اللَّهُ أَعْلَمُ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ“ -

نوٹ:- اس سند میں جوابو علاثہ ہیں ان کا نام محمد بن عبد اللہ بن علاثہ ہے۔

## (۲) الطَّرِيقُ الثَّانِي:

أَخْبَرَنَا ابْنُ السَّمَرَقَنْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعَدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَزَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ،

شُعَيْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مُبَيِّنٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ نَصْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ تَعَلَّمَ عَلَى أَرْبَعِينَ حَدِيثًا يَنْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا فِي دِينِهَا كَانَ فَقِيهَا عَالِمًا“.

**نوٹ:-** اس حدیث پاک کو ابوالخثری وہب بن وہب نے ابن جریج کے حوالے سے جو نقل کیا ہے اس کے الفاظ یوں ہیں۔

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِمَّا يَنْفَعُهَا اللَّهُ بِهِ يَبْعَثُهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَا عَالِمًا“.

نیز اسحاق بن نجیح نے عطا کے حوالے سے یہی حدیث مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کی ہے۔

”مَنْ رَوَى عَنِّي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا جَاءَ فِي زُمْرَةِ الْعُلَمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“.

## (۷) حضرت ابوامامہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت ابوامامہ والی حدیث مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

أَنْبَأَنَا أَبُو الْفَتْحِ الْكُرُوخِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ الْحَافِظُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْخَلِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَاعِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْبَاقِيِّ الْأَمْوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِيمَا يَنْوِبُهُمْ وَيَنْفَعُهُمْ فِي أَمْرِ دِينِهِمْ حَشَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَاً“۔

## (۸) حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ ابن عباس والی حدیث مندرجہ ذیل چار طرق سے مروی ہے۔

### (۱) الطَّرِيقُ الْأَوَّلُ:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَاصِرٍ، قَالَ: أَخْبَرَتْنَا رَابِعَةُ بِنْتُ مَحْمُودِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْأَصْبَهَانِيَّةِ، قَالَتْ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ

أَبِي سَعِيدٍ النَّيْسَابُورِي، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
 بْنِ زَكْرِيَّا الْجَوْرَقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ الْمَكِّيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلٍ بْنُ خُوَيْلِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا  
 الْحَسَنُ بْنُ قُتَيْبَةَ الْخُزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْخَالِقِ بْنُ الْمُنْذِرِ،  
 عَنْ ابْنِ نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا، بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ  
 الْقِيَامَةِ فَقِيهَا عَالِمًا“.

## (٢) الطَّرِيقُ الثَّانِي:

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ السَّلَالِ، قَالَ: حَدَّثَنَا  
 إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِكَ، وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَحْمَدَ،  
 قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ مَسْعَدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمْرَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو  
 أَحْمَدَ ابْنُ عَدَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا  
 عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَجِيحٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ،  
 عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:



”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنَ السُّنَّةِ، كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“۔

### (۳) الطَّرِيقُ الثَّالِثُ:

أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ مَسْعَدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مِنْهَالٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَكْرِ الْبَالِسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنَ السُّنَّةِ، كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“۔

### (۴) الطَّرِيقُ الرَّابِعُ:

أَنْبَأَنَا ابْنُ خَيْرُونَ، عَنْ الْجَوْهَرِيِّ، عَنْ الدَّارَقُطْنِيِّ، عَنْ أَبِي حَاتِمِ بْنِ حَبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَجِيحٍ الْمَلَطِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا،  
بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَا عَالِمًا“۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی حدیث دوسندوں سے، مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہوئی اور ان دونوں سندوں کو ”اسناد مظلم“ سے تعبیر کیا گیا۔ یہ دونوں سندیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) عَنْ جَمَاعَةٍ مَجَاهِيلٍ بَلَفَظَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنَ السُّنَّةِ حَتَّى  
يُؤَدِّيَهَا إِلَيْهِمْ، كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا وَشَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“۔  
(۲) وَفِي لَفْظٍ:

”مَنْ نَقَلَ عَنِّي إِلَى مَنْ لَمْ يَلْحَقْنِي مِنْ أُمَّتِي أَرْبَعِينَ  
حَدِيثًا، كَتَبَ فِي رُمَرَةِ الْعُلَمَاءِ، وَحُشِرَ مِنْ جُمْلَةِ  
الشُّهَدَاءِ“۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کردہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

فَقَدْ رَفَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُضَرٍّ، عَنْ بُورِي بْنِ الْفَضْلِ، وَلَا يَعْرِفَانِ  
عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ  
عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ كَتَبَ أَرْبَعِينَ حَدِيثًا رَجَاءً أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُ  
غَفَرَ لَهُ وَأَعْطَاهُ ثَوَابَ الشُّهَدَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا  
بِعِبَادَانِ وَعَسْقَلَانِ“۔

(۱۱) حضرت جابر بن سمرہ کی روایت کردہ حدیث:

حضرت جابر بن سمرہ والی حدیث درج ذیل سند سے مروی ہے۔

فَقَدْ رَفَعَهُ مَجْهُولٌ، عَنْ مَجْهُولٍ إِلَى أَنْ أَلَصَّقَهُ بِشَيْبَانَ بْنِ  
فَرُوحٍ، عَنْ مُبَارَكٍ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ تَرَكَ أَرْبَعِينَ حَدِيثًا بَعْدَ مَوْتِهِ فَهُوَ رَفِيقِي  
فِي الْجَنَّةِ“۔

(۱۲) حضرت انس بن مالک کی روایت کردہ حدیث:

حضرت انس بن مالک کی حادیث مندرجہ ذیل چار سندوں سے مروی ہے۔

### (۱) الطَّرِيقُ الْأَوَّلُ:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّلَالُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَيَاوُوشَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ ابْنُ أَبِي طَاهِرٍ الْإِسْفَرَائِينِي، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِكَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ رَنْجَوَيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ نَصِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبَانَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِمَّا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ كَتَبَهُ اللَّهُ فَقِيهَا عَالِمًا“.

### (۲) الطَّرِيقُ الثَّانِي:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعَدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمْرَةَ بْنُ يَوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِي، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اللَّيْثِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

يَقُولُ:

”مَنْ حَمَلَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَا عَالِمًا“۔

(۳) الطَّرِيقُ الثَّالِثُ:

رَوَى بِإِسْنَادٍ مُظْلِمٍ عَنْ أَبِي دَاوُدَ الْأَعْمَى، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهِمْ، بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهَا“۔

(۴) الطَّرِيقُ الرَّابِعُ:

رَوَى بِإِسْنَادٍ مُظْلِمٍ عَنِ الْمُعَلَّى، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَمَلَ مِنْ أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا لَقِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقِيهَا عَالِمًا“۔

(۱۳) حضرت نویریہ سے مروی حدیث:

حضرت نویریہ سے مروی یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل سند سے مروی ہے۔

فَرَوَاهُ مَنْ لَا يَعْرِفُ بِالْحَدِيثِ وَأَسْنَدَهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ هَارُونَ  
الْبَلْخِيِّ، عَنْ مُغَلِّسِ بْنِ عَبْدِةَ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ قَتَادَةَ،  
عَنْ نُوَيْرَةَ، صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِي دِينِهَا، حُشِرَ  
مَعَ الْعُلَمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“۔

### راویوں پر کلام

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود والی حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن عثمان بن  
ابوشیبہ ہیں جن کی حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل وغیرہ نے تکذیب کی ہے۔

(۲) حضرت معاذ والی حدیث کے راوی محمد بن ابراہیم شامی کے سلسلہ میں ابن  
حبان نے کہا کہ ”یضع الحديث لا يحل رواية عنه“ یعنی وہ حدیث  
گڑھتے ہیں ان سے روایت حلال نہیں۔ اسی طرح اس سند کے ایک دوسرے  
راوی حسین بن علوان پر ابن حبان اور ابن عدی نے ”یضع الحديث“ کا اور  
دارقطنی نے متروک کا حکم لگاتے ہوئے کہا کہ اس کے طرق سے کوئی شے ثابت  
نہیں۔ یونہی اس کے ایک راوی اسماعیل بن ابی زیاد کو ابن حبان نے دجال سے  
تعبیر کیا۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ والی حدیث میں عبد الملک بن ہارون نامی راوی کو ابو حاتم رازی نے متروک، سعدی نے دجال، کذاب، ابن حبان نے ”یضع الحدیث“ قرار دیا۔

(۴) حضرت ابوسعید خدریؓ والی حدیث کی سند کو ”اسناد مظلم“ سے تعبیر کیا گیا، نیز اس سند کے ایک راوی محمد بن یزید اور ان کے والد کی دارقطنی نے تضعیف فرمائی، ”تحتی بن معین نے“ لیس بشئی“ کہا اور امام نسائی نے متروک قرار دیا۔ اسی سند کے ایک اور راوی عبد الرحمن بن معاویہ کو ”تحتی بن معین نے“ لایحتج بحديثہ“ یعنی ان کی حدیث کو حجت نہیں بنایا جائے گا، کا حکم لگایا۔

(۵) حضرت ابوہریرہؓ والی حدیث کی ایک سند میں ابن علاشہ کے بارے میں ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اس سے احتجاج حلال نہیں۔ ایک اور راوی عمرو بن حصین کو ابو حاتم رازی نے ”لیس بشئی“ اور دارقطنی نے متروک قرار دیا۔ حدیث ابوہریرہؓ کی دوسری سند میں خالد بن اسماعیل پر ابن عدی نے ”یضع الحدیث علی ثقات المسلمین“ یعنی وہ مسلمانوں کے ثقات کے خلاف حدیث گڑھتا ہے، کا حکم لگایا۔ ابو خثری کو ابن عدی نے ”اکذب الناس“ قرار دیا۔ اسحاق بن نجیح کو ”تحتی بن معین نے“ ”معروف بالكذب و وضع الحدیث“ یعنی کذب اور وضع حدیث میں یہ معروف ہے، قرار دیا۔



(۶) حضرت ابوامامہ والی حدیث کی سند میں ابوغالب جزور نامی راوی پر نسائی نے ضعیف، ابن حبان نے ”لایحتج الا فیما وافق الثقات“ یعنی اس کی جو روایتیں ثقات کے موافق ہوں ان سے صرف حجت پکڑی جائے، کا حکم لگایا۔

(۷) حضرت عبداللہ بن عباس والی حدیث کی چاروں سندوں میں سے پہلی سند کے راوی حسن بن قتیبہ اور دوسری سند کے راوی اسحاق بن نجیح کو دارقطنی نے متروک الحدیث قرار دیا۔ تیسری سند کے راوی احمد بن بکر کے بارے میں فرمایا: ثقات سے اس کی کچھ منکر حدیثیں ہیں۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عمرو والی حدیث کی سند کے بارے میں علمائے جرح و تعدیل نے ”فیفہ جماعة مجاہیل“ یعنی اس حدیث کی سند میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے، کا حکم لگایا۔

(۹) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو والی حدیث کی سند پر مجہول راویوں پر مشتمل روایت ہونے کا حکم لگایا۔

(۱۰) حضرت انس بن مالک والی حدیث کی چار سندوں میں سے پہلی سند کے ایک راوی حفص بن جمیع پر ابن حبان نے ”کان یخطا“ کہ وہ خطا کرتے تھے، کا حکم لگایا۔ اور ایک دوسرے راوی ابان کو انہوں نے متروک قرار دیا۔ دوسری سند کے راوی سلیم بن سلامہ کے بارے میں فرمایا کہ ”وقد کذبوه“ یعنی ائمہ نے ان کی تکذیب کی ہے، کا حکم لگایا۔ تیسری سند کے راوی ابو داؤد اعمیٰ کے

بارے میں کہا ”لا اعرفه“ یعنی میں انہیں نہیں پہنچاتا اور ان کا نام نفع بن حارث ہے جن کی قنادہ نے تکذیب کی ہے اور تکی نے ”لیس بشئی“ کہا اور دارقطنی نے متروک کہا۔ چوتھی سند میں ”سدی“ نامی راوی ہیں جن کی ایک جماعت نے تضعیف کی ہے۔

(۱۱) حضرت نویرہ والی حدیث کے بارے میں کہا گیا کہ اس میں ”مجهول“ راویوں کی کثرت ہے۔ نیز کہا گیا کہ نویرہ نامی صحابی کی معرفت حاصل نہیں (یعنی صحابہ کے حالات میں ان کا ذکر نہیں ملتا) عمر بن ہارون کو تکی بن معین نے کذاب اور ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے معضلات روایت کرتا ہے۔

علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب ”جامع بیان العلم وفضله“ کے باب ”باب قوله صلى الله عليه وسلم من حفظ على أمتي أربعين“ میں حضرت انس بن مالک کی حدیث کو مندرجہ ذیل سند سے نقل کر کے اس کی اسنادی حیثیت پر گفتگو فرمائی ہے۔

أخبرنا خلف بن قاسم، نا علي بن أحمد بن سعيد بن بكير، نا علي بن يعقوب بن سويد، نا ابراهيم بن عثمان بن سعيد بن منصور ومحمد بن عوف بن سفيان الطائي ويحيى بن عثمان بن كثير بن دينار وبقية عن المعلى عن السدي عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ من حمل من أمتي أربعين حديثا

لقى الله يوم القيامة فقيها عالما۔

اس سند کے راوی علی بن یعقوب بن سوید پر طعن کو ”جامع بیان العلم“ میں یوں نقل فرمایا گیا:

”قال أبو عمر علي بن يعقوب بن سويد ينسبونه إلى الكذب ووضع الحديث واسناد هذا الحديث كله ضعيف“

یعنی ابو عمر نے کہا کہ علی بن یعقوب بن سوید کو ائمہ فن نے کذب اور وضع حدیث سے منسوب کیا ہے نیز اس حدیث (ابن مالک والی) کی اسناد میں ضعف ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے حضرت عبداللہ ابن عمر والی روایت کو یوں نقل فرمایا ہے:

”وأخبرنا أحمد بن عبدالله ومسلمة ابن القاسم حدثنا يعقوب بن اسحق بن ابراهيم بن يزيد بن حجر العسقلاني بعسقلان قال حدثنا أبو أحمد حميد بن مخلد بن زنجويه ويحيى بن عبدالله بن بكير قال حدثنا مالك ابن أنس عن نافع مولى ابن عمر عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من حفظ على أمتي أربعين حديثا من السنة حتى يؤديها إليهم كنت له شفيعا أو شهيدا يوم القيامة۔“

اس سند کی تحسین و تعریف کو جامع بیان العلم میں یوں نقل فرمایا گیا:

”قال أبو عمر: هذا أحسن اسناد جاء به هذا الحديث ولكنه

غیر محفوظ ولا معروف من حدیث مالک ومن رواه عن مالک  
فقد أخطأ علیه واضاف ما ليس من روايته عليه۔

یعنی ابو عمر نے کہا کہ یہ اس کی سب سے بہتر اور عمدہ سند ہے لیکن غیر محفوظ اور  
مالک کی حدیث سے غیر معروف ہے اور جنہوں نے مالک سے اسے روایت کیا تو  
اس نے خطا کی اور اور ان کی جانب ایسی روایت کو منسوب کیا کہ جو ان کی روایت  
کردہ نہیں ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے حضرت ابو ہریرہ والی روایت کو یوں نقل کیا کہ:

”وحدثني خلف بن القاسم، نا أبو طالب محمد بن زكريا  
المقدسي ببیت المقدس، نا أحمد بن جمهور، نا عمرو بن  
الحصين وابو غلاثة، نا حصيف عن مجاهد عن أبي هريرة  
رضي الله عنه قال قال صلى الله عليه وآله وسلم من حفظ  
على أمتي أربعين حديثا فيما ينفعهم في أمر دينهم بعثه الله  
يوم القيامة يعني فقيها عالما۔“

یونہی حضرت انس بن مالک کی حدیث کو ابان کے حوالے سے مندرجہ ذیل اسناد  
کے ساتھ نقل کیا:

”وأخبرنا أحمد أنا مسلمة أنا يعقوب بن اسحق المعروف بابن  
حجر ومحمد بن أحمد ابن عمر قال حدثنا أحمد بن صالح

وعلى بن عيسى عن عمرو بن الأزهر عن أبان عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مامن مسلم يحفظ على أمتي أربعين حديثا يعلمهم بها أمر دينهم إلا جاء به يوم القيامة فقليل له أشفع لمن شئت“

نیز علامہ ابن عبد البر نے حضرت عبداللہ بن عباس والی روایت کو ابورباح کے حوالے سے یوں نقل کیا:

”وحدثنا أحمد قال حدثنا مسلمة، نا أبو الحسن يعقوب بن اسحق العسقلاني، نا محمد ابن أحمد بن عمير أبو عبد الله الطوسي، نا على بن حجر، نا اسحق بن نجيح عن ابن أبي جريج عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من حفظ على أمتي أربعين حديثا من السنة كنت له شفيعا يوم القيامة“

یونہی حضرت معاذ بن جبل والی حدیث کو عطا کے حوالے سے مندرجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا:

”ورواه ابن أبي وراد عن أبيه عن عطاء عن ابن عباس عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من تعلم أربعين حديثا من أمر دينه بعثه الله في زمرة الفقهاء

والعلماء“

نیز حضرت ابو ہریرہ والی حدیث کو عطاء کے حوالے سے ایک اور سند سے اس طرح نقل فرمایا:

”وحدثني خلف بن القاسم، نا أبو علي سعيد بن عثمان بن السكن قال حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد وسعد بن نصر، نا خالد بن اسماعيل المدني عن ابن جريج عن عطاء عن أبي هريرة رفعه قال من تعلم من أمتي أربعين حديثا يفقه بها في دينه كان فقيها عالما“

جامع بیان العلم میں ابو علی بن سکین نے خالد بن اسماعیل کو منکر الحدیث قرار دیا۔  
 ”امام ابن ملقن“ نے ”من حفظ علی امتی اربعین حدیثا کتب فقیہا“ والی روایت کے سلسلہ میں فرمایا کہ یہ حدیث تقریباً ۲۰ طرق سے مروی ہے اور سب ضعیف ہیں، دارقطنی نے کہا کہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ مذکورہ حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

(خلاصۃ البرر المنیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۵)

ساتھ ہی امام بیہقی نے یہ بھی فرمایا کہ ہذا متن مشہور فیما بین الناس ولیس له اسناد صحیح۔ یعنی یہ متن حدیث لوگوں کے درمیان مشہور ہے

اگرچہ اس کی اسناد درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔

(شعب الایمان جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

امام بیہقی کا یہ یریمارک یہ بتا رہا ہے کہ اس حدیث کو ”تلقى بالقبول“ کا منصب جلیل حاصل ہے۔

امام نووی نے فرمایا کہ واتفق الحفاظ علی انه حدیث ضعیف و ان کثرت طرقہ۔

(مقدمۃ الاربعین النوویہ)

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عباس کے حوالے سے حسن بن سفیان نے اپن مسند اور اپنی اربعین میں نقل فرمایا نیز یہ حدیث ۱۳ صحابہ سے مروی ہے۔ ان سب کی تخریج ابن جوزی نے ”العلل المتناہیہ“ میں کر کے سب کے ضعف کو واضح کیا ہے۔

(التلخیص الحمیر جلد ۳ صفحہ ۹۳-۹۴)

اس حدیث کو علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ابن نجار عن ابن سعد والی سند کے ساتھ روایت کر کے اس پر صحت کا نشان لگایا ہے۔ جسے بعض حضرات نے طباعتی غلطی قرار دیا ہے۔

(فیض القدیر جلد ۶ صفحہ ۱۱۹)



## حدیث اربعین کی حیثیت واقعہ

مذکورہ والا گفتگو سے یہ بات تو ظاہر ہے کہ اکثر ائمہ جرح و تعدیل نے اس حدیث اربعین کی سندوں پر کلام کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ائمہ نے اس حدیث اربعین کو ضعیف قرار دیا۔ مگر اس کی اسنادی حیثیت کے ضعف سے یہ لازم نہیں آتا کہ حقیقت میں بھی اس کے اندر ضعف ہے یا یہ موضوع ہے یا یہ غیر معمول بہ ہے۔ بلکہ یہ حدیث پاک حقیقی طور پر کم سے کم درجہ حسن پر فائز ہے جس کی مندرجہ ذیل یہ چند وجوہات ہیں۔

☆ ایک تو یہ حدیث کثرت طرق سے مروی ہے۔

☆ اس کا مفہوم چونکہ احادیث کریمہ کی تبلیغ و ترسیل اور نشر و اشاعت پر مبنی ہے اور یہ مفہوم کئی صحیح حدیثوں کے عین موافق ہے۔ لہذا اس حدیث کو ان صحیح حدیثوں کی موافقت و متابعت اور تائید و توثیق حاصل ہے۔

☆ یہ حدیث فضائل اعمال سے متعلق ہے۔

☆ یہ حدیث کسی اصول شرعی سے متصادم نہیں بلکہ عمل خیر کی دعوت دے رہی ہے۔

☆ اسباب تقویت کی بنیاد پر اس کا اسنادی ضعف اس حدیث پر عمل پیرا ہونے سے مانع نہ ہوگا۔

☆ ائمہ کرام نے اس حدیث سے استناد بھی کیا ہے اور استشہاد بھی۔

☆ مجتہدین کرام نے اس پر عمل کرتے ہوئے اربعینات تحریر فرمائی ہیں۔

☆ اس حدیث پاک کو خیر القرون سے لے کر اب تک کے علما، فقہاء، ائمہ، محدثین، مفسرین غرض کہ امت کا شرف قبول اور ”تلقى بالقبول“ حاصل ہے۔

”تلقى بالقبول“ کے اس عظیم منصب پر فائز ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ احادیث کریمہ کے عظیم ذخیرہ میں متقدمین و متاخرین کے ہر چھوٹے بڑے امام علم و فن اور علمائے شریعت اسلامیہ کی سینکڑوں اربعینات ہمیں ملتی ہیں۔

ظاہری بات ہے کہ یہ تمام باتیں ضعیف حدیث کو تقویت پہنچانے والے اسباب سے ہی متعلق ہیں۔

## حدیث ضعیف کی تقویت کے آٹھ اسباب

### (۱) تلقی بالقبول:

وہ حدیث ضعیف جسے امت کے متقدمین و متاخرین علما و ائمہ نے قبول کر لیا ہو تو ایسی حدیث ”تلقى بالقبول“ کا منصب رکھنے والی کہلاتی ہے۔ جس کے بعد وہ قابل عمل ہو جاتی ہے۔

علامہ سخاوی ”شرح الفیہ“ میں فرماتے ہیں کہ:

”اذا تلقت الامة الضعیف بالقبول يعمل به الصحيح حتى انه ينزل منزلة المتواتر فی انه ينسخ المقطوع به ولهذا قال الشافعی رحمة الله تعالى فی حدیث ”لا وصية لوارث“ انه لا یثبت اهل العلم

بالحدیث ولكن العامة تلقته بالقبول و عملوا به حتى جعلوه ناسخا لاية الوصية لوارث۔

ترجمہ: یعنی علامہ سخاوی نے شرح الفیہ میں فرمایا کہ جب حدیث ضعیف کو امت قبول کر لے تو صحیح یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ یقینی اور قطعی حدیث کو منسوخ کرنے میں متواتر حدیث کے رتبہ میں سمجھی جائے گی اور اسی وجہ سے امام شافعی نے حدیث ”لا وصیة لوارث“ کے بارے میں یہ فرمایا کہ اس حدیث کو محدثین ثابت نہیں کہتے لیکن ائمہ و علماء نے اس کو قبول کر لیا اور اس پر عمل کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ حدیث وارث کے حق میں وصیت کا حکم دینے والی آیت۔ ”کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیر الوصیة للوالدین۔ الآیة“

(مفہوم آیت: - تم پر فرض کیا گیا کہ جب تم میں سے کسی کا موت کا وقت قریب آئے اور اگر اس نے کچھ مال چھوڑا ہو تو وہ والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کرے)۔ کی ناسخ ہو گئی۔

(فتح المغیث جلد اول صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ دار الایمان و شرح الربیعین النوویہ لابن مرعی المالکی)

(۲) تعامل:

حدیث کی صحت کا مدار صرف سند ہی پر نہیں ہے بلکہ حدیث ضعیف اہل علم کے قول و عمل اور مجتہدین کے تمسکات سے بھی قوی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کسی حدیث پر عمل اس کی صحت سند پر متفرع ہوتا ہے مگر بعض اوقات صحت سند عمل پر متفرع ہو جاتی ہے جیسا کہ اس کی تصریح بہت سے ائمہ فن محققین نے کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی حدیث سند کے اعتبار سے کتنی بھی مضبوط و قوی کیوں نہ ہو اگر امت کا عمل اُس پر نہیں ہے تو اس کی حجیت قطعی نہیں رہتی نسخ کے احتمال کی وجہ سے۔ اسی وجہ سے محدثین کرام حدیث کی حجیت پر اس کے معمول بہ ہونے کا بھی اعتبار کرتے ہیں چنانچہ وکیع نے

اسلمیل بن ابراہیم مہاجر سے نقل کیا کہ:

”کان يستعان على حفظ الحديث بالعمل به“  
یعنی حفظ حدیث میں اس کے عمل سے بھی مدد لی جاتی تھی۔

(تاریخ ابی زرعہ دمشقی جلد اول صفحہ ۳۱۱)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ”التعقبات على الموضوعات“ میں فرماتے ہیں:

”اہل علم کے قول اور تعامل کے ساتھ حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر صحیح اور قابل عمل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی سند لائق اعتماد نہ ہو۔ بہت سے اہل علم کا یہ قول ہے۔“

(تنزیہ الشریعہ للکنانی جلد دوم صفحہ ۱۲۰)

حافظ ابن صلاح ”مقدمہ ابن صلاح“ میں لکھتے ہیں کہ:

”یہی وجہ ہے کہ اہل علم کا تعامل اس کی فنی کمزوریوں کو ڈھانپ لیتا ہے۔“

(بحوالہ شرح الفیہ جلد اول صفحہ ۱۵)

(۳) تعدد اسناد:

ضعیف حدیث متعدد سندوں سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔

(۴) مجتہد کا استدلال:

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کر لے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ ”تحریر“ میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔

(رد المحتار جلد ۴ صفحہ ۴ مطبوعہ استانبول)

(۵) اہل علم کا عمل:

علماء و صلحا کے عمل سے بھی حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ امام

حاکم نیشاپوری صلوٰۃ التسبیح کی صحت پر استدلال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ جس چیز سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اتباع تابعین سے لے کر ہمارے اس دور تک تمام ائمہ اس پر ہیکشیگی کے ساتھ عمل کرتے رہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ جن میں عبداللہ ابن مبارک بھی ہیں۔

### (۶) کشف :

اہل کشف کا کشف بھی ضعیف حدیث کو صحت کے درجے میں پہنچا دیتا ہے۔ جیسا کہ شیخ ابن عربی کا یہ واقعہ کہ انہیں یہ روایت پہنچی کہ جو ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ لے تو اس کی اور جس کو ان کا ثواب بخشا گیا اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ آپ اس حدیث کو ضعیف سمجھتے تھے۔ آپ کے پاس اتنے کلمے پڑھے ہوئے تھے۔ ایک دعوت میں پہنچے، ایک نوجوان اچانک رونے لگا۔ معلوم کرنے پر بتایا کہ میری والدہ قبر کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ شیخ ابن عربی نے دل ہی دل میں ستر ہزار کلمہ طیبہ کا ثواب اُس کی ماں کو بخش دیا تو وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا کہ میری والدہ اب اچھی حالت میں ہیں۔ شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف سے اور اس جوان کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے جان لیا۔

(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۹۸ / مکتبہ امدادیہ ملتان و مقدمہ نزہۃ القاری از مفتی شریف الحق امجدی مفہوم و اختصاراً)

### (۷) اہل علم کا اتفاق :

جس حدیث کے مفہوم و مدلول پر علماء کا اتفاق ہو جائے تو وہ بھی حدیث مقبول ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ”جس حدیث کے مدلول پر علماء متفق ہوں وہ حدیث مقبول ہوتی ہے اور اس کے تقاضہ پر عمل کرنا واجب ہے۔ ائمہ اصول

نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

(الکت علی کتاب ابن الصلاح جلد ۱ صفحہ ۴۹۴، مطبوعہ احیاء التراث)

### (۸) صرف حدیث ضعیف میسر ہو:

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ ”جب کسی باب میں حدیث ضعیف کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ ہو تو امام اسحاق علیہ الرحمہ نے حدیث ضعیف سے استدلال کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے اس کی اتباع کی ہے۔ امام ابوحنیفہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔“  
(فتح المغیث، جلد ۱ صفحہ ۲۳۳، مطبوعہ دارالامام)

یہ اور ان کے علاوہ کچھ اور بھی اسباب ہیں جن کی وجہ سے حدیث ضعیف ضعف سے نکل کر حسن بلکہ صحیح تک ترقی کر جاتی ہے۔ لہذا کسی حدیث کی سند کے سلسلہ میں ائمہ جرح و تعدیل کلام، طعن اور جرح کر کے اس کے ضعف کو سنداً ثابت بھی کر دیں تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث قابل عمل نہ رہی یا یہ کہ وہ موضوع ہو گئی۔ اس لئے کہ حدیث صحیح اور موضوع کے درمیان بہت سے درجے ہوتے ہیں۔

اربعین کے فضائل والی حدیث پاک اگر قابل عمل نہ ہوتی تو ائمہ کرام اس پر عمل کرتے ہوئے اتنی کثیر تعداد میں اربعینات تحریر نہ فرماتے۔ پھر ایک چیز اور بھی قابل غور ہے کہ جن راویوں کی وجہ سے اس حدیث کی مختلف سندوں میں ضعف آیا ہے یہ وہ تمام راوی ہیں کہ جن کا تعلق اس حدیث پر عمل کرنے کے زمانہ کے بعد سے ہے۔ کیونکہ اس حدیث پر تو خیر القرون ہی سے عمل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے اکثر ضعیف راویوں کا تعلق اس زمانہ کے بعد سے ہے۔

## وہابیہ کی خباثت:

وہابیہ نے اس حدیث پاک کے اسنادی ضعف کو دیکھ کر اپنی عادت کے مطابق بجائے اس کے کہ اس کو اسی درجہ ضعف میں رکھتے، تشدد کا مظاہرہ کرتے ہوئے فضائل کی دیگر حدیثوں کی طرح اسے بھی موضوع قرار دیدیا۔ چنانچہ البانی نے اس حدیث کی سندوں پر علمائے جرح و تعدیل کے طعن و کلام کو نقل کرنے کے بعد اخیر میں فیصلہ کن لہجے میں کہا کہ ”هذا الحديث عندی موضوع“ (منہوما)

اس حدیث کے تعلق سے اس کی یہ گفتگو انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ تقلید شخصی کو ناجائز و حرام کہنے والے وہابیہ نے البانی کے اس قول کو دیکھا تو تقلید جامد کرتے ہوئے اپنی کتابوں، بیانون، مضمونوں اور مقالوں میں شد و مد کے ساتھ اسے موضوع قرار دینے لگے۔ یہ بھی دیکھنے کی زحمت گوارہ نہ کہ ایسے ایسے جلیل القدر ائمہ علم و فن نے اسی حدیث کو مستدل بناتے ہوئے سینکڑوں اربعینات تحریر فرما کر ذخیرہ احادیث میں قابل قدر اضافہ فرمایا ہے۔

## اربعین نویسی کے موجد:

باقاعدہ اور باضابطہ انداز میں اس حدیث اربعین پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے جنہوں نے چالیس حدیثوں کا مجموعہ امت مسلمہ کے سامنے پیش فرمایا اس عظیم شخصیت کا نام ”ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مبارک مروزی“ ہے۔



حضرت عبد اللہ ابن مبارک کے بعد یہ سلسلہ دراز سے دراز تک ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ ان کے بعد ابو عبد اللہ محمد اسلم بن طوسی، احمد بن حرب الزائد، ابو محمد حسن بن سفیان نسبی، ابو بکر محمد ابی علی، محمد بن عبد اللہ الزوجی، حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری، محمد بن حسین سلمی، ابو معین احمد بن عبد اللہ اصفہانی، اسماعیل بن عبد اللہ صابونی، ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد انصاری، ابو قاسم قشیری، جیسے بے شمار ائمہ نے اربعینات کے مجموعے تیار فرمائے۔ امام نووی فرماتے ہیں:

”سب سے پہلے اس سلسلہ میں عبد اللہ ابن مبارک نے تصنیف کی، پھر محمد بن اسلم طوسی، پھر حسن بن سفیان نسائی، پھر امام ابو بکر آجوری، پھر دارقطنی، حاکم ابو معین، اور ابو عبد الرحمن بن سلمی وغیرہم متقدمین و متاخرین کی بڑی تعداد نے تصنیف کی ہیں۔ نیز ہر ایک کے اغراض و مقاصد مختلف اور طرز انتخاب بھی جداگانہ ہے۔۔۔۔۔ غرض کہ جس نے بھی امت کی نفع رسانی کے لئے چالیس احادیث ان تک پہنچائیں اور خود بھی دین پر قائم اور عمل پیرا رہا وہ ان شاء اللہ اس فضیلت کا مستحق ہوگا۔ (فیض القدر جلد ۶، مقدمہ اربعین نووی)

صاحب کشف الظنون متوفی ۷۰۶ھ نے حضرت عبد اللہ ابن مبارک سے لے کر اپنے زمانہ تک کے مشہور و معروف علماء میں سے تقریباً ۷۵ علماء کی ۹۰ سے زائد اربعینات کا ذکر کیا ہے۔ اب ذیل میں ہم چند مشہور اربعینات کا اجمالی تعارف پیش کرتے ہیں۔

## چند مشہور اربعینات:

(۱) ابن مبارک کی اربعین - علامہ ابن مبارک کی وفات ۸۱ھ میں ہوئی۔ آپ دوسری صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ ہی کو اربعین نویسی کا واضع اور موجود قرار دیا گیا ہے چنانچہ آپ کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یہ پہلی اربعین ہے جو تصنیف کی گئی۔ (مقدمہ اربعین نووی)

(۲) امام بیہقی کی اربعین - حضرت امام ابو بکر شمس الدین احمد بن حسین شافعی کی وفات ۴۵۸ھ میں ہوئی۔ آپ نے اپنی اربعین اخلاق کے موضوع پر ابواب کے ساتھ تصنیف فرمائی۔

(۳) محمد بن علی طائی ہمدانی کی اربعین - ابو الفتوح محمد بن محمد بن علی طائی ہمدانی کی وفات ۵۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ نے اپنی مسومات میں سے اپنے چالیس شیوخ کی چالیس حدیثیں املا کرائیں۔ نیز ہر حدیث ایک الگ صحابی کی ہے۔ اس مجموعہ کے نام ”اربعین طائیہ“ ہے۔

(۴) ابن عساکر کی اربعینات - ابو القاسم علی بن حسن دمشقی شافعی بھی چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ ۵۵۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی کئی اربعینات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اربعین طوال (۲) اربعین فی الابدال العوال (۳) اربعین فی الاجتهاد فی اقامۃ الحدود (۴) اربعین بلدانیہ۔

اربعین طوال میں چالیس ایسی طویل حدیثیں جمع کیں ہیں جو نبی ﷺ کی نبوت پر بھی دلالت کرتی ہیں اور صحابہ کرام کے فضائل پر بھی۔

(۵) اربعین بلدانیہ۔ یہ اربعین ابو طاہر احمد بن محمد سلفی اصہبانی کی ہے۔ آپ بھی چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۶۵۷ھ کو ہوئی۔ آپ نے ایک نئی طرز پر یہ مجموعہ تیار کیا اس طور پر کہ چالیس حدیثیں، چالیس صحابہ، چالیس باب، اور مزے کی بات یہ کہ چالیس مختلف شہروں میں انہیں جمع کیا جس کی وجہ سے اس کا نام ”اربعین بلدانیہ“ رکھا۔

(۶) اربعین فی اصول الدین۔ امام فخر الدین محمد بن عمر رازی نے اپنے فرزند محمد کے لئے اس اربعین کو تصنیف فرمایا۔ آپ ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۶۰۶ھ میں ہوئی۔ آپ کی یہ اربعین علم کلام کے چالیس مسائل پر مشتمل ہے۔

(۷) اربعین فی اصول الدین۔ یہ اربعین ابو حامد محمد بن محمد امام غزالی کی ہے۔ آپ نے تصوف کے مسائل پر اس کو مرتب فرمایا۔

(۸) الاربعین۔ موفق الدین عبداللطیف بن یوسف الحکیم فیلسوف بغدادی کی

ہے۔ آپ ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ نے طب نبوی پر اپنی اربعین کو ترتیب دیا۔ آپ کی وفات ۶۲۹ھ میں ہوئی۔

(۹) الاربعین۔ یہ اربعین محمد بن احمد یمنی بطل کی ہے۔ آپ نے صبح و شام کے اذکار پر مشتمل حدیثوں کا یہ مجموعہ تیار کیا۔ آپ بھی ساتویں صدی ہجری کے بزرگ تھے۔ آپ کی وفات ۶۳۰ھ میں ہوئی۔

(۱۰) الاربعین المختارة فی فضل الحج والزیارة۔ یہ اربعین حافظ جمال الدین اندلی نے تحریر فرمائی۔ آپ نے ۶۶۳ھ میں وفات پائی۔ ساتویں صدی ہجری کے عالم ہیں۔ اس اربعین میں آپ نے حج و زیارت کی فضیلتوں پر مشتمل احادیث کریمہ کو جمع کیا ہے۔

(۱۱) الاربعین النوویۃ۔ حضرت امام ابو ذر کرمی الدین تکی بن شرف نووی شافعی کی یہ اربعین نہایت مشہور و معروف ہے۔ آپ شارح مسلم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ آپ نے اپنی اس اربعین میں ایسی حدیثوں کو جمع فرمایا ہے جو دین و مذہب اور شریعت کے اصول کی بنیاد ہیں۔ اخلاق و اعمال کی اساس اور تقویٰ و پرہیزگاری کے سرچشمہ ہیں۔ اس میں آپ نے صحیح حدیثوں کا التزام فرمایا ہے۔ چالیس حدیثوں کے ساتھ انہوں نے دو اور حدیثوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اس طرح آپ کی اس اربعین میں کل بیالیس حدیثیں ہیں۔ یہ نہایت ہی

اہم مجموعہ حدیث ہے جس کی وجہ سے بعد کے علماء نے اس اربعین کی متعدد شرحیں تحریر فرمائیں۔ صاحب کشف الظنون نے تقریباً ۲۰ شارحین کا ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی ان احادیث کریمہ کی تخریج کی ہے۔ ابن دقیق نے بھی اس کی شرح کی ہے۔ امام نووی کی وفات ۶۷۶ھ کو ہوئی۔

(۱۲) اربعین ابن جزری۔ شمس الدین محمد بن محمد جزری شافعی نے اس میں جوامع الکلم کا درجہ رکھنے والی اصح، افصح اور اوجز چالیس حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ آپ نویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۸۳۸ھ کو ہوئی۔

(۱۳) اربعینات سیوطی۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کئی اربعین تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں ایک فضائل جہاد پر، ایک دعاء رفع یدین پر، ایک امام مالک کی روایات پر مشتمل اور ایک روایات متباہتہ پر مشتمل ہے۔ آپ کی وفات ۹۱۱ھ کو ہوئی۔ آپ دسویں صدی ہجری کے امام علم و فن ہیں۔

(۱۴) اربعین عدلیہ۔ امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی نے اپنی اس اربعین میں اپنی سند سے چالیس ایسی حدیثیں جمع کی ہیں جو عدل اور عادل کی فضیلت پر مشتمل ہیں۔ آپ کی وفات ۹۷۳ھ کو ہوئی۔

(۱۵) اربعین عشاریات۔ قاضی جمال الدین ابراہیم بن علی شافعی نے اس اربعین میں ایسی چالیس روایات املا کرائی ہیں جو سند کے اعتبار سے عالی ہیں

اگرچہ وہ درجہ حسن کو نہیں پہنچتیں۔ آپ کی وفات ۹۶۰ھ کو ہوئی۔

(۱۶) **اربعین ابن عربی**۔ علامہ محی الدین محمد بن علی ابن عربی نے اپنی اس اربعین کو مکۃ المکرمہ کی سرزمین پر جمع فرمایا۔ اس میں انہوں نے صرف احادیث قدسیہ ہی کو جمع فرمایا ہے۔ آپ کی وفات ۶۳۸ھ میں ہوئی۔

(۱۷) **اربعین طاش کبریٰ زادہ**۔ علامہ احمد بن مصطفیٰ رومی نے اس اربعین میں آقا کریم ﷺ کی ایسی حدیثیں جمع فرمائی ہیں جو آپ سے بطور مزاح صادر ہوئیں۔ آپ کی وفات ۹۶۸ھ میں ہوئی۔

(۱۸) **اربعین میمانیہ**۔ علامہ محمد بن عبد الحمید قرشی کی یہ اربعین ایسی حدیثوں پر مشتمل ہے جن میں یمن کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

(۱۹) **اربعین قدسیہ**۔ علامہ حسین بن احمد بن محمد تبریزی نے اپنی اس اربعین میں ایسی حدیثوں کو جمع کیا ہے کہ جن کا تعلق اسرار عرفانی اور علم لدنی سے ہے۔

(۲۰) **الاربعین فی فضائل عثمان**۔ علامہ ابو الخیر رضی الدین قزوینی نے حضرت عثمان کی فضیلت میں ایک اربعین اور دوسری اربعین حضرت علی کی فضیلت میں وارد حدیثوں پر مشتمل تصنیف کی ہے۔

(۲۱) **الاربعین فی فضائل العباس**۔ امام ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت پر مشتمل احادیث کریمہ کا

یہ مجموعہ تیار کیا۔ آپ کی وفات ۴۲۸ھ میں ہوئی۔

(۲۲) اربعین عالیہ۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس اربعین میں ایسی چالیس حدیثوں کا انتخاب کیا ہے جن میں مسلم کی سند بخاری کی سند سے عالی ہے۔ آپ کی وفات ۸۵۲ھ کو ہوئی۔

(۲۳) اربعین شاہ ولی اللہ۔ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جوامع الکلم کی حیثیت رکھنے والی چالیس حدیثوں کو جمع فرمایا ہے۔

(۲۴) اربعین ملا علی قاری۔ حضرت علامہ شیخ علی بن سلطان محمد قاری جو ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے احادیث قدسیہ پر مشتمل ایک ایسی اربعین تصنیف فرمائی ہے کہ جس میں آپ نے اللہ رب العزت کی طرف منسوب کلام رسول جسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے انہیں جمع کیا ہے۔ اس اربعین کا نام ”کتاب الاحادیث القدسیۃ الاربعینیۃ“ ہے۔ آپ گیارہویں صدی ہجری کے معروف بزرگ ہیں۔ آپ کی وفات ۱۰۱۴ھ میں ہوئی۔

(۲۵) اربعین امام بغوی۔ صاحب مصابیح السنۃ حضرت امام ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد بن فراء بغوی علیہ الرحمہ نے یہ اربعین تصنیف فرمائی۔ آپ چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ آپ نے ۱۰۵۱ھ میں وفات پائی۔



## اربعینات امام احمد رضا

یوں تو اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تصانیف میں بے شمار احادیث کریمہ ملتی ہیں جنہیں فخر بریلی، ناشر رضویات حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں صاحب رضوی، بانی و ناظم امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر بریلی شریف نے ”جامع الاحادیث“ کے نام سے جمع فرمادیا ہے۔ آپ کے نقل کردہ ذخیرہ احادیث میں دو اربعینات ہمیں ملتی ہیں جن میں ایک کا نام ”اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین“ دوسری اربعین سجدہ تعظیمی کی حرمت پر ملتی ہے جو سجدہ تعظیمی کی حرمت پر تصنیف کئے گئے آپ کے رسالہ ”الزبدۃ الذکیہ لتحريم سجود التحية“ کے ضمن میں ملتی ہے۔ اس اربعین میں اعلیٰ حضرت نے سجدہ تعظیمی کی حرمت پر چالیس حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

(۲۶) اسماع الاربعین۔ دراصل یہ اعلیٰ حضرت کی وہ اربعین ہے کہ جسے آپ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ آپ سے سائل نے یہ معلوم کیا تھا کہ ”نبی اکرم ﷺ کا شفیع ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ ”سبحان اللہ! ایسے سوال سن کر تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیان سنت اور ایسے واضح عقائد میں تشکیک کی آفت!!! یہ بھی

قربت قیامت کی ایک علامت ہے۔ ”انا لله و انا اليه راجعون“  
(اسماع الاربعین مشمولہ رسائل رضویہ صفحہ ۳۹۹ جلد ۳۰ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

آگے ایک جگہ یوں فرماتے ہیں کہ

”فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ ”سمع و طاعة لاحادیث الشفاعة“ میں  
بہت کثرت سے ان احادیث کی جمع و تلخیص کی (یہاں) بہ نہایت اجمال صرف  
چالیس حدیثوں کی طرف اشارت“

(ایضاً صفحہ ۴۰۰)

اس رسالہ میں آپ نے آقا کریم ﷺ کے شفیع ہونے اور آپ کو منصب  
شفاعت عطا کئے جانے پر مشتمل چالیس احادیث کریمہ کو جمع فرمایا ہے۔ یہ  
اربعین آپ نے ۱۳۰۵ھ میں تصنیف فرمائی۔

(۲۸) الزبدة الزكية لتحريم سجود التحية - ۹ رمضان  
المبارک ۱۳۳۷ھ کو آپ کے پاس بنارس سے مولوی حافظ عبدالسمیع صاحب کا  
ایک سوال نامہ آیا جس میں زید اور عمرو کے مابین مرشد طریقت کو سجدہ تعظیمی  
کرنے کے جواز اور عدم جواز پر مشتمل ایک مکالمہ نقل فرما کر یہ سوال کیا تھا کہ  
”براہ کرم سجدہ تحیت کے جواز و عدم جواز پر اپنی قیمتی رائے سے اس خادم کو مطلع  
فرمایا جائے۔“

(الزبدة الزكية مشمولہ رسائل رضویہ جلد ۲۵ صفحہ ۳۷۴ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی)

اس سوال کے جواب میں آپ نے چھ فصلوں پر مشتمل ایک رسالہ بنام ”الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ“ ۱۳۳۷ھ میں تحریر فرمایا۔ اس رسالہ کی دوسری فصل میں آپ نے چالیس حدیثوں سے سجدہ تحیت کی تحریم ثابت فرمائی ہے۔ اس اربعین کا تعارف کراتے ہوئے آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

حدیث میں ”چہل حدیث“ کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ائمہ و علما نے رنگ رنگ کی ”چہل حدیث“ لکھیں ہیں۔ ہم بتوفیقہ تعالیٰ غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی ”چہل حدیث“ لکھتے ہیں۔

(ایضاً صفحہ ۳۸۵)

(۲۹) اربعین حجۃ الاسلام۔ حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے قادیانیت کے رد میں ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا جو فتاویٰ حامدیہ میں چھپ چکا ہے۔ یہ فتاویٰ حامدیہ عرس صد سالہ کے موقع پر امام احمد رضا اکیڈمی بریلی کی طرف سے ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر آ رہا ہے۔ اس میں درج عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ اور اس کی تصحیح و پروف ریڈنگ کا کام فقیر راقم الحروف نے انجام دیا ہے۔ بہر حال واقعہ یوں ہوا کہ ”سرساؤہ“ ضلع سہارنپور کے یعقوب کلارک نامی ایک صاحب نے مؤرخہ ۱۵/رمضان المبارک ۱۳۱۵ ہجری کو ایک سوال نامہ بھیجا جس میں قادیانیوں کی کچھ لغویات سے متعلق سوال کیا گیا۔ اسی کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ تحریر

فرمایا۔ اس میں آپ نے قیامت کے قریب آسمان سے حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نزول اور ان کو زندہ آسمان پر اٹھائے جانے پر مشتمل جو احادیث کریمہ نقل فرمائی ہیں ان کی تعداد ۴۳۲ ہے۔ جسے ہم امام نووی علیہ الرحمہ کے اصول کے مطابق اربعین کے نام سے موسوم کر کے اربعینات میں شمار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ امام نووی کی اربعین میں بھی چالیس نہیں بلکہ ۴۲ حدیثیں ہیں۔

(۳۰) اربعین مفسر اعظم ہند۔ نبیرۃ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے مورخہ ۶، ۵، صفر المظفر ۱۳۷۳ھ میں ”چہل حدیث“ کے نام سے یہ اربعین تصنیف فرمائی۔ اس اربعین میں آپ نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ سے چالیس ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا ہے کہ جن میں سے اکثر کا تعلق ایمان و عقیدہ سے اور بقیہ کا تعلق ذکر و شکر سے ہے۔

### مفسر اعظم ہند کی ”چہل حدیث“ کا تعارف

جیسا کہ مذکور ہوا کہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ”چہل حدیث“ کے نام سے ایک اربعین تصنیف فرمائی ہے۔ آپ نے اپنی اس اربعین کو سرزمین کلکتہ پر مورخہ ۶، ۵، صفر المظفر ۱۳۷۳ھ میں تصنیف فرمایا۔ دراصل آپ کلکتہ بیعت و ارشاد اور دعوت و تبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ اس سفر میں آپ کے پاس نہ تو کتابیں تھیں اور نہ ہی شروحات۔ لیکن آپ کے ذہن و دماغ میں عقائد اہل سنت کی تائید و توثیق کرنے والی احادیث کریمہ اور ان کی

تشریحات کا ایسا دریا موجزن تھا کہ جن سے سنیوں کے ایمان میں جلا اور تروتازگی پیدا ہوتی۔ اس لئے آپ نے بریلی شریف واپس لوٹ کر لکھنے پر ملتوی نہ فرمایا بلکہ اسی حالت سفر ہی میں فوراً انہیں سپرد قسط فرمادیا۔

اس ”چہل حدیث“ میں حضرت مفسر اعظم ہند نے امام محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی (م ۴۷۷ھ) کی ”مشکوٰۃ المصابیح“ سے چالیس حدیثیں منتخب فرما کر ان کا ترجمہ اور فوائد و تشریح جمع فرمائے ہیں۔ اس میں آپ نے احادیث کریمہ کا عربی متن نقل نہیں فرمایا۔ ان احادیث کریمہ کے تحت آپ نے عقائد اہل سنت کے اثبات، وہابیہ اور دیانہ کے رد و ابطال پر مشتمل جو علمی نکات بیان فرمائے ہیں وہ پڑھے جانے، سنائے جانے، تقریروں میں بیان کئے جانے اور محفوظ رکھے جانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان علمی و فنی نکات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا کہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کون فقہ تفسیر کے ساتھ فن حدیث میں کس قدر ملکہ حاصل تھا۔ سیدی سرکار علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و فنون کے جلوے آپ کی تحریروں میں جا بجا دکھائی دیتے ہیں۔ کیوں نہ دکھائی دیں جبکہ آپ تو ”لسان رضا“ ہیں۔

”چہل حدیث“ کے اپنے مقدمہ میں آپ اس اربعین کا تعارف، سبب تالیف، تاریخ تالیف اور غرض تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”یہ مختصر، فقیر نے تالیف کیا ”مشکوٰۃ المصابیح“ سے۔ یہ اظہار اس لیے کہ اس کا انکار نہ کر سکیں اور فقیر نے اس مختصر میں ان احادیث کا ذکر کیا جو کہ عقائد حقہ اہلسنت و جماعت کی تائید و توثیق کرتی ہیں اور فضائل اعمال کی احادیث کی طرف زیادہ توجہ نہ کی کہ جب تک عقیدہ درست نہ ہو، اعمال بے حقیقت

ہیں۔ پھر میں نے ذکر و شکر کا اہتمام کیا اور جہاں تک ہو سکے گا مضمون کو طول دینے سے اجتناب کیا ہے اور مناسب موقع و محل بعض نکات قرآنی جو اس کے الفاظ سے محتمل ہیں ”درجہ تاویل“ میں، فقیر نے ذکر کیے اور یہ میرے سینہ میں جوش زن تھے اور میں مسرور ہوں کہ میرے رب نے توفیق عطا فرمائی طباعت و اشاعت کی کہ وہ نکات و اسرار شائع نہ ہوتے اور میں انتقال کرتا تو مجھ کو خوف تھا کہ یہ میرے لئے باعث ہلاکت ہوتا اور یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث مسرت ہوگا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت (تعریف و توصیف اور فضائل و مناقب) کے نئے نئے جواہر پارے ان کو دستیاب ہوئے۔ ”یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان“۔ ﴿سورہ رحمن - آیت ۲۲/ رکوع ۱۱/ پارہ ۲۷﴾

﴿ترجمہ: ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ کنز الایمان﴾

### ﴿سبب تالیف﴾

یہ بحرین قرآن و حدیث کے گہر و عل و جواہر زواہر جس ”غواص حبشی“ (مفسر اعظم ہند) نے پیش کیے ہیں اسے امید ہے کہ مہمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہوں گے اور ان کی چمک دمک سے اس کا سیاہ رنگ اور تیرہ بختی اور قبر کی تاریکی کا فور ہوگی اور یہ ایک نمونہ ہیں اور بہت کچھ ابھی باقی ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ بہ برکات اولیائے کرام، یہ امانت میں ان کو پہنچا دوں جو اس کے اہل ہیں تاکہ ان کے قلوب و قبور دین و دنیا روشن ہوں اور یہ فقیر ان کی خیر خواہی کا حق ادا کر سکے اور جو نا اہل ہیں ان کے چہرے اور تاریک ہوں۔

”یوم تبيض وجوه وتسود وجوه“ -

(سورہ آل عمران آیت ۱۰۶/ رکوع ۲/ پارہ ۴)

﴿ترجمہ: جس دن کچھ منہ اونچالے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔ کنز الایمان﴾

مولیٰ تعالیٰ محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے قلوب میں جاگزیں فرمائے۔ آمین۔

### ﴿تاریخ تالیف﴾

اور لکھا میں نے اس کو کلکتہ میں ۵/ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ اور ۶/ صفر میں دریاں حالیکہ میرے پاس شروح وغیرہ نہ تھیں اور نہ کوئی اور کتاب اور جب آپ مطلع ہوں میری خطا پر تو میرے لئے استغفار کریں اور اطلاع دیں اور جب آپ متعجب و متحیر ہوں اور کوئی چیز آپ پر اثر ڈالے اور آپ کو خوش کرے تو میرے لئے دعا فرمائیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

”وتعاونوا علی البر والتقویٰ“

﴿سورۃ مائدہ- آیت ۲ رکوع ۵ پارہ ۶﴾

﴿ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ کنز الایمان﴾

### ﴿فائدہ تالیف﴾

اور جو، ان (۴۰) احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر دے یا کتاب دوسروں کو پہنچائے تو بے شک اس نے دین کی خدمت کی اور علم کو پھیلایا اور روز قیامت یہ شخص زمرہٴ علما میں مشہور ہوگا اور ثواب عظیم حاصل کرے گا اور اموات کو ایصالِ ثواب کے لئے ایسی کتابوں کا جیسی یہ (مفسر اعظم ہند کی ”چہل حدیث“) ہے، طبع کرانا، تقسیم کرانا، کارِ عظیم ہے۔



## چہل حدیث کا اجمالی خاکہ:

حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ”چہل حدیث“ نامی اپنی اس اربعین میں مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب العلم سے ۵، کتاب الایمان کے مختلف ابواب سے ۲۳، کتاب فضائل قرآن سے ۴، کتاب الدعوات سے ۴ اور کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ سے ۴، حدیثوں کو جمع فرمایا ہے جن کی مجموعی تعداد چالیس ہوتی ہے۔

## چہل حدیث کی ترتیب جدید:

حضرت مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس رسالہ کا سراغ ہمیں ڈاکٹر عبدالنعمیم عزیزی صاحب مرحوم کی کتاب ”مفسر اعظم ہند“ اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے ایک پرانے شمارہ سے لگا تھا۔ چونکہ اس رسالہ کی تعریف ہم نے بچپن ہی سے سن رکھی تھی اس لئے ایک توجہ یہ تھی کہ اسے از سر نو منظر عام پر لایا جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت مفسر اعظم ہند سے فقیر راقم الحروف محمد سلیم بریلوی کو بچپن ہی سے بے انتہا محبت اور عقیدت رہی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ آپ ہمارے قصبہ بہیڑی ضلع بریلی سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ اکثر و بیشتر بہیڑی تشریف لے جاتے تھے۔ کئی کئی روز آپ کا وہاں پر قیام رہتا۔ عموماً آپ کا قیام نینی تال روڈ کے قریب ”چیف صاحب کی کوٹھی“ پر ہوتا تھا۔ یہ علاقہ سڑک والی مسجد سے متصل ہے۔ یہ مسجد سنیوں کی تھی۔ اس مسجد سے متصل چند گھرانے وہابیہ و دیابنہ کے جال میں پھنس گئے۔ ان پر دیوبندی رنگ غالب آگیا۔ اس وجہ سے یہ مسجد بھی انہیں کے قبضہ میں چلی گئی۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ محلہ ”نیم تلے“ نینی تال روڈ پر جلسہ میں تقریر فرما رہے تھے۔ آپ کی تقریر کے علمی نکات

سے لوگ مسحور تھے۔ سڑک والی مسجد کے دیوبندیوں نے مسجد کا مانک کھول کر شور مچانا شروع کر دیا۔ کچھ لوگوں نے چاہا کہ ان کو سبق سکھایا جائے۔ حضرت مفسر اعظم ہند نے روکا۔ انگلی پر کچھ پڑھ کر اس مسجد کی سمت اشارہ کیا اور پھر فرمایا سکون سے بیٹھ کر تقریر سنو ان شاء اللہ صبح تک یہ مانک اب نہ بولے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(روایت مولانا سلطان اشرف صاحب بہیڑی مشمولہ صد سالہ منظر اسلام نمبر قسط ۳، ۴)

بہر کیف آپ کی تحریریں چونکہ بہت نفیس اور علمی و فنی نکات کے جلووں سے مزین ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے فقیر کو آپ کی تحریریں تلاش کر کے جمع کرنے کا بہت شوق ہے۔ فقیر کے اس شوق کو دیکھتے ہوئے راقم کے خسر محترم شیر قادریت حضرت علامہ الحاج مختار احمد قادری بہیڑوی مدظلہ العالی نے اپنی کتابوں کے ذخیرے سے کافی تلاش و جستجو کے بعد ”چہل حدیث“ کا ایک نسخہ نکال کر فقیر کے حوالے کیا۔ یہ نسخہ اعلیٰ حضرت کے چند رسائل کے مجلد مجموعہ کے بیچ میں کافی بوسیدہ حالت میں تھا۔ کئی جگہ سے دیمک نے اس کے صفحات کو کھالیا تھا۔ یہ نسخہ کتابچے سائز کے ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ شروع اور آخر کا ٹائٹل بیچ اس میں نہیں تھا۔ اس لئے یہ پتہ نہیں لگ پایا کہ یہ رسالہ کہاں سے شائع ہوا تھا۔ اس نسخہ کی ابتداء تسمیہ و تحمید سے ہوتی ہے اور اختتام و الصلوٰۃ و السلام علی محمد الخ پر ہوا ہے۔ ہم نے اسی نسخہ کو از سر نو کمپوزنگ کرا کر جدید انداز میں مرتب کیا ہے۔

اس ترتیب جدید میں راقم نے مندرجہ ذیل چیزوں کا اضافہ کیا ہے

(۱) کچھ صفحات میں جگہ جگہ سے کچھ جملے غائب تھے۔ سیاق و سباق سے عبارت کا

اندازہ لگا کر اپنی طرف سے الفاظ اور جملے بنا کر عبارت میں شامل کئے لیکن اپنے ان جملوں کو ہم نے ایک مخصوص قسم کے اس ﴿﴾ قوسین میں رکھ دیا ہے۔

(۲) پوری کتاب کی از سر نو کمپوزنگ کرا کر پیرا بندی کر کے حسب ضرورت سرخیاں لگائی ہیں۔

(۳) جدید رسم الخط اور آداب کتابت کا لحاظ کرتے ہوئے عصر حاضر کے مقتضی کے مطابق رسم الخط اور آداب کتاب کے لوازمات قومہ قوسین وغیرہ کا مناسب جگہوں پر التزام کیا ہے۔

(۴) ہر حدیث کے اوپر مضمون کی مناسبت سے عنوان منتخب کر کے اس طرح کے مخصوص قوسین ﴿﴾ میں لکھا ہے۔

(۵) جہاں جہاں اپنی طرف سے تشریحی الفاظ و عبارات کا اضافہ کیا ہے انہیں اسی مخصوص قوسین ﴿﴾ میں رکھا ہے۔

(۶) تمام احادیث کریمہ اور اس کے ذیل میں وارد قرآن کریم کی آیات کی تخریج کردی ہے۔ اکثر احادیث کریمہ کی تخریج میں ہم نے شیخ جمال عیتانی کی تحقیق سے شائع ہونے والے مرقاة المفاتیح کے نسخے کی تخریج پر اعتماد کیا ہے۔

(۷) جن آیات کا ترجمہ حضرت مفسر اعظم ہند نے نہیں کیا تھا ان کا ترجمہ ہم نے کنز الایمان شریف سے نقل کر کے مخصوص قوسین ﴿﴾ میں رکھ دیا ہے۔

(۸) چونکہ ان احادیث کریمہ کو مشکوٰۃ المصابیح سے حضرت مفسر اعظم ہند نے لیا تھا اس لئے صاحب مشکوٰۃ خطیب تبریزی اور صاحب مصابیح امام بغوی کے بھی مختصر حالات ہم نے شامل کر دیئے ہیں۔ ساتھ ہی مشکوٰۃ المصابیح کا بھی مختصر تعارف شامل کر دیا ہے۔

(۹) حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حالات بھی ”تعارف مصنف“ کے نام سے شامل کئے ہیں۔

(۱۰) حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے احادیث کریمہ کا صرف ترجمہ نقل فرمایا تھا مگر ان کی اہمیت کے پیش نظر اہل علم، علما اور خطباء کی ضرورتوں کا خیال کرتے ہوئے ان احادیث کریمہ کے عربی متن کو ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کر دیا ہے۔ نیز ان عربی حدیثوں کو ہم نے باکس میں رکھا ہے۔  
”تلك عشرة كاملة“۔ (ولله الحمد)۔

نوٹ:-

☆ چونکہ ہر دور کے علماء اور ائمہ نے ”اربعین“ لکھ کر علم حدیث کے خادموں میں اپنا نام درج کرایا ہے اور اربعین کی فضیلت و بشارت کے استحقاق کی تمنا کی ہے۔ اس وجہ سے راقم نے بھی ان چالیس حدیثوں کے عربی متن کو اس کے ساتھ اس غرض سے جمع کر دیا کہ اس گنہگار، رزیل، روسیاء اور بے مایہ کا بھی شمار ”علم حدیث“ کے ”خادموں“ میں ہو جائے۔ اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کے وسیلے اور اولیائے کرام کے طفیل ”راقم سیاہ کار“ کو بھی علم حدیث کے خادموں میں جگہ عنایت فرمائے۔

☆ چونکہ علما نے فرمایا ہے کہ ان چالیس حدیثوں کی نشر و اشاعت کرنا اور یہ چالیس حدیثیں چھپوا کر تقسیم کرنا مردوں کے لئے بہترین ایصال ثواب بھی ہے۔ علماء کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے راقم نے اپنی جمع کردہ عربی حدیثوں کے مجموعے کو ”الاربعة البرکاتية“ کا نام دے کر حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی اربعین ”چہل حدیث“ کے ساتھ ضم کر دیا تاکہ اس کی نشر و اشاعت کے

سبب راقم کے والدین کی مغفرت ہو جائے۔

اس طرح حضرت مفسر اعظم ہند کی اس اربعین کو ہم نے ”الاربعية الجیلانیة“ اور عربی متن پر مشتمل احادیث کریمہ کے اپنے مجموعہ کو ”الاربعية البرکاتیة“ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

اعتماد:۔ ترتیب جدید کے ساتھ ”چہل حدیث“ کا یہ مجموعہ آپ کے سامنے ہے۔ چونکہ انتہائی کم مدت میں اس کی تخریج و ترتیب میں عمل میں آئی ہے۔ صد سالہ عرس رضوی قریب ہے۔ اس کی تیاریوں اور تدوینی ذمہ داریوں کے باوجود تقریباً پانچ دن میں ہم نے اسے مرتب کیا ہے۔ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو ہم نے یہ کام شروع کیا تھا جو اللہ کے فضل و کرم سے ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو مکمل ہو گیا۔ عجلت میں مرتب کئے جانے کی وجہ سے غلطیوں کے راہ پا جانے کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔ اہل علم سے گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر میں آئے تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

اظہار تشکر:۔ حضرت صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب مدظلہ العالی کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے کہ آپ نے اس کی طباعت و اشاعت کے اخراجات ادا فرمائے۔ آپ ہی کے حکم پر آپ کے دادا جان حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کا یہ نایاب رسالہ جدید ترتیب کے ساتھ صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر منظر عام پر آ رہا ہے۔ حضرت صاحب سجادہ کا یہ بھی حکم ہے کہ جشن صد سالہ کے موقع پر ہمارے دادا جان کا یہ رسالہ علمائے کرام کو بطور تحفہ نذر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں لمبی عمر، صحت و توانائی اور ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کے اقبال کو بلند فرمائے۔

ہم اپنے خسر محترم شیر قادریت حضرت علامہ الحاج مختار احمد صاحب قادری بہیڑوی مدظلہ کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اگر وہ یہ نایاب نسخہ ہمیں نہ دیتے تو حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کا بے مثال، علمی نکات سے بھرپور یہ رسالہ منظر عام پر نہ آپاتا۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام کے صدر المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد عاقل صاحب قبلہ رضوی مدظلہ بھی ہماری جانب سے ڈھیروں شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کام پر ہمیں آمادہ بھی کیا، حوصلہ افزائی بھی کی اور سرپرستی بھی فرمائی۔ اخیر میں عالی جناب محترم مولانا محمود عالم فاروقی صاحب کا بھی شکریہ کہ انہوں نے شب و روز کی محنت کے بعد بہت جلد اس کی کمپوزنگ و تزئین کاری کی۔ اللہ تعالیٰ شاگرد رشید مولانا مفتی محمد ریاض الحسن منظری، نزیل حال ماریشس کے علم و فضل میں اضافہ فرمائے جنہوں نے کئی صفحات نہایت تیزی کے ساتھ کمپوز کر کے ہمیں ارسال کئے۔ مولانا محمد قمر رضا منظری، موریشس، مولانا محمد ندیم رضا منظری، موریشس اور مولانا ذیشان رضا منظری، موریشس کو بھی اللہ رب العزت جزا عطا فرمائے کہ جنہوں نے اس رسالہ کو انٹرنیٹ کے ذریعہ دنیا کے سنیت میں متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ فقیر کی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

محمد سلیم بریلوی

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

مورخہ ۱۲ اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز پیر



## صاحب مصابیح السنۃ امام بغوی کا مختصر تعارف

از: محمد سلیم بریلوی

مشکوٰۃ المصابیح کا اجمالی تعارف:-

امام ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد بن فراء جو امام بغوی کے نام سے مشہور و معروف ہیں انہوں نے ”مصابیح السنۃ“ کے نام سے احادیث کریمہ کا ایک حسین گلدستہ تصنیف فرمایا تھا۔ انہوں نے دیگر محدثین سے الگ اپنی ایک خاص اور منفرد اصطلاح وضع کی تھی جو آپ کی انفرادی خصوصیات میں سے ہے۔ اس خاص، منفرد اور نادر اصطلاح کے مطابق انہوں نے اپنے اس مجموعہ احادیث کو دو حصوں میں منقسم فرمایا تھا۔

(۱) صحاح (۲) حسان۔

”صحاح“ سے مراد مصابیح السنۃ کا وہ حصہ ہے کہ جس میں علامہ بغوی نے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم یا ان شیخین میں سے کسی ایک کی مرویات کو جمع کیا ہے۔

”حسان“ سے مراد مصابیح السنۃ کا وہ دوسرا حصہ ہے کہ جو ان احادیث کریمہ پر مشتمل ہے کہ جن کی تخریج امام ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، امام احمد بن حنبل، دارمی اور بیہقی، وغیرہم نے کی ہے۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے اس مجموعہ میں صرف احادیث کریمہ کے متن کو نقل کرنے پر اکتفا کیا تھا۔ سندوں کا اس میں التزام نہ تھا۔ راوی صحابی کا بھی ذکر نہ کیا تھا۔



## مختصر حالات:

نام ونسب:- آپ کا پورا نام ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد بن فراء بغوی رکن الدین ہے۔ آپ کا لقب ”محی السنۃ“، ”فراء“ اور ”ابن فراء“ ہے۔  
جائے پیدائش اور تاریخ پیدائش:- سن ۴۳۳ھ کو ”مرو“ اور ”ہرات“ کے درمیان واقع خراسان کے شہروں میں سے ”بلغ“ نامی ایک چھوٹے سے شہر میں آپ کی ولادت ہوئی۔

تعلیم و تربیت:- ابتدائی تعلیم کے بعد علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لئے آپ ۷۱ سال کی عمر میں ”مرو الروذ“ تشریف لے گئے۔ یہیں علماء و مشائخ سے تعلیم حاصل کی۔ اسی کو اپنا وطن بنا لیا اور تاحیات آپ یہیں پر رہے۔

زہد و تقویٰ:- آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور عابد و زاہد بزرگ تھے۔ زیتون کے ساتھ سوکھی روٹیاں کھاتے۔ حافظ ذہبی نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ بغیر وضو کے درس نہیں دیتے تھے۔

علمی مقام:- آپ نے تفسیر، قرأت، حدیث اور فقہ میں بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں اربعین، الانوار فی شمائل النبی المختار، ترجمة الاحکام فی الفروع، التہذیب فی الفقہ، الجمع بین الصحیحین، شرح الجامع للترمذی، فتاویٰ البغوی، الکفایہ فی الفروع، الکفایہ فی القراءة، المدخل الی مصابیح السنۃ، مصابیح السنۃ، معانی التنزیل اور معجم الشیوخ قابل ذکر ہیں۔

وفات:- شوال ۵۱۵ھ کو ”مرو الروذ“ میں آپ کا وصال ہوا اور آپ کے شیخ قاضی حسین صاحب کی تربت کے قریب ”مقبرة الطالغان“ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔  
(ماخوذ از مرقاة المفاتیح مفہوما و اختصاراً)

## صاحب مشکوٰۃ امام خطیب تبریزی کا مختصر تعارف

از: محمد سلیم بریلوی

نام:- آپ کا نام ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب عمری تبریزی ہے۔  
 علمی مقام:- افسوس کی بات یہ ہے کہ تذکرہ و حالات کی کتابوں میں آپ کے مکمل حالات زندگی نہیں ملتے البتہ اتنا ضرور ملتا ہے کہ آپ علم و صلاح اور تقویٰ و پرہیزگاری کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ کی کتاب مشکوٰۃ المصابیح کو پوری دنیا کے اندر جو قبول عام حاصل ہوا وہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ مقبول بارگاہ الہی اور محبوب بارگاہ رسول گرامی تھے۔ برصغیر کا کون سا ایسا دینی ادارہ ہے کہ جس میں مشکوٰۃ المصابیح داخل نصاب نہ ہو۔ آپ کے اساتذہ میں علامہ حسن بن محمد طبری علیہ الرحمہ قابل ذکر ہیں۔ یہ کتنی بڑی سعادت کی بات ہے کہ شاگرد کی لکھی ہوئی کتاب کی شرح استاذ نے تحریر کی ہو۔ یہ سعادت امام خطیب تبریزی کو حاصل ہے کہ مشکوٰۃ المصابیح کی نہایت عمدہ شرح علامہ طبری علیہ الرحمہ نے تحریر فرمائی۔

تصانیف:- آپ کے حالات کی طرح آپ کی تصانیف کا بھی پتہ نہیں چلتا البتہ آج ہمارے سامنے آپ کی تصانیف میں سے صرف مشکوٰۃ المصابیح اور الاکمال فی اسماء الرجال مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔ واضح رہے کہ مشکوٰۃ المصابیح کا جو نسخہ برصغیر میں دستیاب ہے اس کے آخر میں الاکمال مطبوعہ شکل میں موجود ہے جس میں آپ نے مشکوٰۃ المصابیح میں درج حدیثوں کے راویوں کے مختصر حالات جمع فرمائے ہیں۔

وفات:- آپ کے حالات کی طرح آپ کی سن ولادت اور صحیح سن وفات کا بھی پتہ نہیں چلتا البتہ اندازاً کچھ لوگوں نے آپ کی سن وفات ۷۳۷ھ ذکر فرمائی ہے۔

## مشکوٰۃ المصابیح کی اہمیت:-

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ یہ کتاب پوری دنیا کے اہل علم کے درمیان یکساں طور پر مقبول عام و خاص ہے۔ احادیث کریمہ کے مجموعوں میں اس کو خاص قبول عام حاصل ہے۔ امام بغوی علیہ الرحمہ نے چونکہ صرف متن حدیث نقل فرمایا تھا۔ ان کی مصابیح السنۃ میں صرف دو قسمیں تھیں۔ ایک میں متفق علیہ یا شیخین میں سے کسی ایک کی مرویات اور دوسری قسم میں دیگر چاروں اصحاب صحاح کے ساتھ امام احمد، دارمی اور امام بیہقی وغیرہم کی مرویات نقل کرنے کا التزام کیا تھا۔ سند اور مخرج کے مذکور نہ ہونے کی وجہ سے ناقدین حدیث نے مصابیح السنۃ پر تنقیدیں کیں تھیں۔ ان تنقیدوں کو دیکھ کر امام خطیب تبریزی نے مصابیح السنۃ کی از سر نو ترتیب اور تخریج کی۔ مزید ایک فصل کا اور اضافہ کیا۔ اس طرح مشکوٰۃ المصابیح میں تین فصلیں انہوں نے رکھیں۔ اول و دوم دونوں فصلوں میں تو وہی احادیث کریمہ رکھیں جنہیں امام بغوی نے ”قسم صحاح“ اور ”قسم حسان“ میں نقل کیا تھا۔ تیسری فصل کا اضافہ خطیب تبریزی نے کیا۔ یونہی امام بغوی نے سندوں کا ذکر نہیں کیا تھا۔ صاحب مشکوٰۃ نے سند یعنی راوی حدیث صحابی کے نام کو ذکر کرنے کا التزام کیا۔ امام بغوی نے ”مخرج“ کا حوالہ نہیں دیا تھا مگر خطیب تبریزی نے اس کا بھی حوالہ دیا۔ اس طرح مشکوٰۃ المصابیح کو مصابیح السنۃ کی اضافہ شدہ ترتیب جدید کہا جاسکتا ہے۔

## تعارف مصنف

صاحب ”چہل حدیث“ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کے چند گوشوں کا ایک اجمالی خاکہ

از: محمد سلیم بریلوی

مفسر اعظم ہند کے حالات زندگی کا اجمالی جائزہ:-

تاریخ پیدائش:- حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی پیدائش ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔ حجۃ الاسلام کے یہاں یہ پہلی ولادت تھی جس کی وجہ سے پورے گھرانے میں کافی خوشیاں منائی گئیں۔ سیدی سرکار علیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”تحذیک“ جیسی پیاری سنت نبوی کے مطابق چھوہارے کی قانش چبا کر حضرت مفسر اعظم ہند کو کھلوائی۔ استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں کی زبان مبارک سے فی البدیہ ایک مصرعہ جاری ہوا جو ولادت مفسر اعظم ہند کا مادہ تاریخ بن گیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ استاذ زمن کوفن تاریخ گوئی میں ملکہ حاصل تھا۔ یہ مصرعہ مندرجہ ذیل ہے۔ ع

علم و عمراقبال و طالع دے خدا (۱۳۲۵ھ)

علیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے شاندار اور تاریخ ساز عقیقہ کیا جس کا ذکر حیات علیٰ حضرت میں نہایت تفصیل سے کیا گیا ہے۔ خاندانی روایت کے مطابق یہ عقیقہ ”محمد“ نام پر کیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب نے اپنی کتاب ”مفسر

اعظم ہند، میں تحریر فرمایا ہے کہ ”آپ کا نام ابراہیم رضا حجۃ الاسلام نے تجویز فرمایا، لیکن مفتی محمود احمد رفاقتی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ”تذکرہ علمائے اہلسنت“ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ آپ کا یہ نام اعلیٰ حضرت کے شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا سید محمد ابراہیم مدنی جو مدینہ طیبہ کے باشندے تھے اور اعلیٰ حضرت کے شاگرد و خلیفہ حضرت سید حسین مدنی علیہ الرحمہ کے بھائی تھے انہوں نے اپنے نام پر ”محمد ابراہیم“ تجویز فرمایا تھا۔ دونوں میں تطبیق کی صورت یوں ہو سکتی ہے کہ حجۃ الاسلام کو انہوں نے اس نام کا مشورہ دیا ہو اور پھر آپ نے یہی نام اپنے فرزند کا رکھ دیا ہو۔

**تعلیم و تربیت:-** خاندانی دستور کے مطابق جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ بروز چہار شنبہ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے علما و مشائخ اور دیگر احباب کی موجودگی میں حضرت مفسر اعظم ہند کی رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی اور اسی موقع پر آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت فرما کر بشرط علم و عمل اجازت و خلافت بھی عطا فرمادی جس کی تصریح حجۃ الاسلام نے اپنے رجسٹرڈ وقف نامہ میں کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اعلیٰ حضرت جیسے قطب وقت نے اپنی ہی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا: ”میرا یہ پوتا میری زبان ہوگا“۔ (مفہوما)

مفسر اعظم ہند نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی اہلیہ مکرمہ یعنی اپنی دادی

صاحبہ اور اپنی والدہ ماجدہ سے ابتدائی تعلیم، ناظرۂ قرآن اور اردو کی ابتدائی کتابوں کی تکمیل فرمائی۔ سات سال کی عمر میں یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں داخل ہو کر اس وقت کے اساتذہ منظر اسلام سے علوم اسلامیہ کی تحصیل فرمائی۔ مشکوٰۃ المصابیح خاص طور حضرت حجتہ الاسلام سے پڑھی۔ آپ کے زمانہ تعلیم ہی میں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں وصال فرما گئے۔

فراغت و دستار بندی:- ۱۹ سال کی عمر میں ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۵ء میں آپ نے جملہ علوم مروجہ اور درس نظامی میں شامل جملہ فنون کی تکمیل فرمائی۔ حضرت حجتہ الاسلام نے جماعت اہل سنت کے مقتدر علماء و مشائخ کی موجودگی میں آپ کی دستار بندی فرمائی اور اپنی نیابت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

عقد نکاح:- اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے بڑے صاحبزادے حضرت حجتہ الاسلام اور چھوٹے شہزادے سرکار مفتی اعظم ہند ہیں۔ قطب وقت اور مجدد عصر سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کی زبان مبارک سے یہ بات نکل چکی تھی کہ ع

حامد منی انا من حامد

اس وجہ سے یہ بات تو سو فیصد سچی ہونا ہی تھی کہ اللہ کے نیک اور مقرب بندے اپنے نیک کاموں سے اللہ کا ایسا قرب حاصل کر لیتے ہیں کہ وہ جو کہہ دیں وہیں مثل صبح نمودار ہو جاتا ہے۔ حجتہ الاسلام ہی سے خاندان اعلیٰ حضرت کی بقا

لکھی جا چکی تھی۔ یہ سلسلہ خاندان آپ ہی نسل سے چلنا تھا۔ ایک موقع پر مفسر اعظم ہند کم سنی کے عالم میں اپنے دادا جان اور وقت کے مجدد کی آغوش میں تھے۔ دوسری طرف آپ کے چھوٹے شہزادے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی کم سن شہزادی بھی مجدد عصر کی بارگاہ میں موجود تھیں۔ دونوں ہی کی عمر بہت کم تھی اسی موقع پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے دونوں شہزادوں کو بلا کر اپنے پوتے اور پوتی دونوں کا نکاح فرما دیا۔ جب مفسر اعظم ہند کی عمر تقریباً ۲۲ سال کی ہوئی تو مورخہ ۲۶ ربیع الآخر بروز بدھ ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء آپ کی سہرابندی کی رسم ادا کی گئی۔ پھر بارات سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں گئی، رخصتی عمل میں آئی۔ نیز ۲۸ ربیع الآخر بروز جمعہ دعوت ولیمہ کا انعقاد ہوا۔ اس موقع پر شاندار جشن اور ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ اس جشن شادی کا دعوت نامہ منفرد انداز میں خود حضرت حجتہ الاسلام علیہ الرحمہ نے منظوم شکل میں تیار فرمایا۔ اس جشن کے مادہ تاریخ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تہنیت شادی بلطف الہی (۱۳۴۷ھ)

(۲) جشن شادی ابراہیم رضا (۱۹۲۸ء)

**مرکز اہلسنت کی ذمہ داریاں اور حجتہ الاسلام کی نیابت:-**

حجتہ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد پوری زندگی مرکز اہلسنت خانقاہ رضویہ، درگاہ اعلیٰ حضرت، رضا مسجد اور منظر اسلام کی خدمت انجام دیتے



رہے۔ مگر جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے مذکورہ بالا تمام اوقاف کے لیے ایک رجسٹرڈ وصیت نامہ تیار کیا جس میں آپ نے اپنے بعد اپنے بڑے شہزادے سرکار مفسر اعظم ہند حضرت مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کو اپنا جانشین، نائب مطلق، خانقاہ رضویہ حامدہ کا سجادہ نشین، منظر اسلام کا مہتمم اور رضا مسجد کا متولی نامزد فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی اپنی کتاب ”مفسر اعظم ہند“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”حجۃ الاسلام نے اپنے وصال ۱۷ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء سے قبل اپنے دونوں صاحبزادگان مفسر اعظم حضرت محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں اور حضرت حماد رضا خاں نعمانی میاں رحمۃ اللہ علیہم کے لیے اپنی خلافت کا اعلان فرمادیا تھا اور اپنی وصیت کے مطابق حضور مفسر اعظم کو اپنا نائب مطلق، خانقاہ عالیہ رضویہ کا سجادہ نشین اور دارالعلوم منظر اسلام کا مہتمم نامزد فرمایا تھا۔“

(مفسر اعظم ہند ص ۱۸)

سرکار حجۃ الاسلام کی اسی وصیت کی قدرے وضاحت کرتے ہوئے مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز نجم صاحب لطفی استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام اپنی کتاب ”جہان ربیعان“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”۱۹۳۸ء کی شام کا شانہ اعلیٰ حضرت، گھر کے تمام افراد چار پائیوں پر تشریف فرما تھے، حجۃ الاسلام حامد رضا خاں نے فرمایا: میں نے اپنی وصیت تحریر کرادی ہے۔ تمام موجود اہل خانہ ہمہ تن گوش تھے۔ آپ فرما رہے تھے ”میرے بعد میرا فرزند

اکبر محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں اور بعدہ، فرزند اصغر نعمانی میاں اور اس کے بعد ہمارا سجادہ نشین ومتولی ریحان رضا ہوگا۔“ زمانہ حیران تھا کہ ریحان رضا ابھی صرف ۴ سال کے ہیں اور حجۃ الاسلام نے ریحان رضا کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی خانقاہ کا سجادہ نشین نامزد کر دیا۔“

(جہان ریحان)

مذکورہ بالا اقتباسات میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب مرحوم اور ڈاکٹر اعجاز انجم صاحب لطفی نے حجۃ الاسلام کی جس رجسٹرڈ وصیت کا تذکرہ فرمایا ہے اس رجسٹرڈ وصیت نامہ اور وقف نامہ کی کاپی فقیر راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام نے مورخہ ۳۰/ اگست ۱۹۳۸ء کو یہ وقف نامہ اور وصیت نامہ تحریر فرمایا تھا۔ یہ وقف نامہ مورخہ ۲/ ستمبر ۱۹۳۸ء کو بریلی تحصیل میں رجسٹرڈ ہوا۔ حضرت جیلان میاں علیہ الرحمہ کی جانشینی سے متعلق اس رجسٹرڈ وصیت نامہ میں جو تصریحات ہیں انہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اس وقف نامہ میں ایک جگہ حضرت حجۃ الاسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

”انتظامِ تولیت خانقاہ شریف:- متولی وسجادہ نشین خانقاہ ہمارے بعد ہمارے دونوں فرزند یکے بعد دیگرے، ”اکبر“ بعدہ ”اصغر“ اور ان کے بعد ہمارا نبیرہ ”ریحان رضا خاں سلمہ“ صاحب سجادہ ومتولی ہوگا۔ ہمارے خلف اکبر“ ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں“ کو حضور پُر نور ”اعلیٰ حضرت“ قبلہ قدس سرہ نے

اپنا ”مجاز و ماذون“ بشرط علم فرمایا تھا اور خلف اصغر ”حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں“ سلمہ کو مجھ مقرر اول نے بشرط علم ”اجازت و خلافت“ دی اور اپنے نبیرہ ”ریحان رضا خاں“ سلمہ کو بھی ”مجاز و ماذون“ کیا اور مجھ مقرر اول نے اپنے داماد ”مولوی تقدس علی خاں ولد سردار ولی خاں“ سلمہ کو بھی ”مجاز و ماذون“ کیا ہے۔

(رجسٹر حامدی وقف نامہ)

سرکار مفسر اعظم ہند ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء سے لے کر ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ ۱۲ جون ۱۹۶۵ء تک خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ کے سجادہ نشین و متولی، رضا مسجد کے متولی اور منظر اسلام کے مہتمم اور دیگر اوقاف کے متولی رہے۔

دینی و علمی خدمات:- آپ نے اپنے دور میں مرکز اہلسنت کی بے مثال خدمات انجام دیں۔ منظر اسلام میں مہتمم کے منصب پر رہ کر طالبان علوم نبویہ کی علمی پیاس بھی بجھائی اور اپنے دعوت و ارشاد کے دوروں سے سنیت کو فروغ بھی بخشا۔ اعلیٰ حضرت کے پیغام کی ترسیل و تبلیغ کے لئے آپ نے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا دسمبر ۱۹۶۰ء میں اجراء فرمایا۔ علامہ تقدس علی خاں علیہ الرحمہ جب ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے تو منظر اسلام کا انتظام و انصرام ڈومنی مسجد، محلہ ذخیرہ بریلی شریف کے رہنے والے فیاض نامی شخص کے حوالے کر گئے۔ اس شخص نے وقف

بورڈ کے ذریعہ منظر اسلام کی تولیت کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۲ء کے درمیان وقف بورڈ میں یہ مقدمہ چلتا رہا۔ سروے انسپکٹر وقف بورڈ کے ذریعہ تفتیش و انکوائری ہوئی۔ اس نے حضرت مفسر اعظم ہند کی حمایت میں اپنی رپورٹ پیش کی تب وقف بورڈ نے یہ تولیت آپ کے حوالے کر دی۔ وقف بورڈ کے اس مقدمہ کے درمیان حضرت مفسر اعظم ہند کو بے شمار تکلیفوں، ذہنی الجھنوں اور مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا آخر کار اپنے اجداد کرام کی اس نشانی کو آپ نے تباہ و برباد ہونے سے بچا لیا۔ منظر اسلام جس حالت میں آپ کے پاس آیا وہ ناقابل بیان ہے۔ منظر اسلام میں تعلیمی سلسلہ موقوف ہو گیا تھا۔ آپ نے نہایت جدوجہد کے ذریعہ دوبارہ اس کو از سر نو شروع کیا۔ ذرائع آمدنی ختم ہو گئے تھے تب آپ نے اپنے نذرانے، گھر کے زیورات اور آبائی زمینوں کا غلہ وغیرہ سب قربان کر کے اس کے تعلیمی نظام کو استحکام بخشا۔ اعلیٰ حضرت کی کتابیں چھپواتے۔ ان کتابوں سے جو آمدنی ہوتی اسے منظر اسلام پر خرچ کر دیتے۔ اپنی کتابیں لکھ کر شائع کرتے اور ان سے آنے والی رقم کو بھی منظر اسلام کے مصارف میں صرف فرما دیتے۔

منظر اسلام کے ذرائع آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے آپ بیماری کی حالت میں بھی دور دراز کے سفر کرتے مگر اعلیٰ حضرت کی اس علمی یادگار پر خزاں کا موسم نہ آنے دیتے۔ اس سلسلے میں آپ نے کیسی مشقتیں برداشت کیں اس کا اندازہ

ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں درج ”کوائف دارالعلوم منظر اسلام“ کی سرخی کے ذیل میں دی گئی اس رپورٹ سے لگا سکتے ہیں۔

”باوجود سخت علالت کے نبیرہ اعلیٰ حضرت (مفسر اعظم ہند) نے دعوت عرس پکھریرا خانقاہ رحمانی پر بنارس ہوتے ہوئے مظفر پور کا سفر کیا۔ اس سفر کا داعیہ یہ تھا کہ دستار بندی کے اس جلسے میں ۳۰ طلبہ کی دستار بندی ہونا تھی۔ ۲۸ طلبہ درجہ حدیث، دو حفاظ اور ۲۸ طلبہ کی دستار کے ساتھ ”عبا پوشی“ کرنا تھی۔ بریلی میں حاسدین کی کشمکش سے انتظام مشکل تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اہل بنارس نے اس بات کو بخوشی برداشت کیا حالانکہ انہیں اور کام بھی تھے۔ ایک مقدمہ بھی تھا جو دیوبندی فتنہ کی پیداوار ہے۔ مسجد اہل سنت پر جس کی آمدنی اچھی ہے تولیت کا (دیباہ بنارس کی طرف سے) دعویٰ ہے۔ اہل بنارس کا خود مدرسہ موجود ہے۔ ”مدرسہ حمیدیہ رضویہ“ پھر بھی اہل سنت بنارس نے جامعہ اعلیٰ حضرت (منظر اسلام) کی امداد کی کہ جبہ و دستار کا صرفہ اپنے ذمہ لے لیا۔ اس سفر میں ایک صاحب خیر نے پانچ سو روپے بھی نذر جامعہ اعلیٰ حضرت کئے۔“

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۲ء رجب المرجب ۱۳۶۲ھ صفحہ نمبر ۳۰)

اس سفر میں آپ کی علالت کس قدر تھی اس کا اندازہ ذیل کے اس اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے۔

”اس سفر میں دو مرتبہ خطرے سے دوچار ہونا پڑا۔ پھر بھی سفر جاری رہا۔ انجکشنوں سے تدارک کیا گیا۔ پوکھریرا دیہات ہے (ضلع مظفر پور بہار) یہاں خانقاہ

رحمانی کا عرس تھا یہ خانقاہ اس اطراف میں مرکز اہل سنت ہے۔ نبیرہ اعلیٰ حضرت (مفسر اعظم ہند) کی آمد پر یہاں ہمیشہ بڑا اجتماع ہوا کرتا ہے چنانچہ ہوا۔ زبان بندی (علالت اس قدر تھی کہ زبان بند ہو گئی تھی مگر منظر اسلام کی وجہ سے پھر بھی سفر کیا) کی وجہ سے تقریر سے معذوری تھی پھر بھی تقریر (تحریری شکل میں سنا کر) ہوئی۔ تحریری تقریر کو مولانا سلیمان صاحب ہاتھوی، مدرس مدرسہ رحمانیہ نے سنائی۔ الحمد للہ! اس سفر کا منشا (طلبہ کے جبہ و دستار کے انتظام کا مقصد) پورا ہوا۔ اس سپاہی کی مثال ایک مجاہد کی طرح ہے۔ جیسے اس کا داہنا ہاتھ کٹ گیا ہو وہ بائیں ہاتھ سے جنگ کر رہا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہے اسی طرح یہ بھی۔ زبان سے تقریر نہیں ہو رہی تھی وہ ماؤف ہے تو قلم سے وہی کرتا رہا جو زبان کرتی تھی۔“

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۲ء رجب المرجب ۱۳۶۲ھ صفحہ نمبر ۳۰)

### ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اجراء:-

اعلیٰ حضرت کو صحافت کی اہمیت کا بخوبی احساس تھا۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ان کی تعمیر و ترقی کے لئے آپ نے جو دس نکاتی فارمولہ سینوں کے سامنے پیش فرمایا تھا اس میں ”اپنے رسائل و جرائد ہوں (مفہوما)“ یہ بھی ایک شق تھی جو بتاتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی نگاہ میں صحافت کی کیا اہمیت تھی۔ آپ نے صرف منصوبہ ہی نہیں پیش فرمایا بلکہ عملی اقدام بھی کئے۔ تحفہ حنفیہ پٹنہ، الفقہ

امرتسر اور دبدبہ سکندری جیسے صحافتی ستاروں کو روشن و منور رکھنے کے لئے ہر طرح سے مدد کی۔ خود بریلی شریف میں آپ کے زمانے میں آپ کے چھوٹے بھائی استاذِ زمن کی سرپرستی میں دو ماہنامہ اور ایک اخبار جاری ہوئے تھے۔ ماہنامہ ”قہر الدیان“، ماہنامہ ”بہارِ بے خزاں“ اور ہفت روزہ اخبار ”روز افزوں“ بہارِ بے خزاں کا رسمِ اجراء فروری ۱۹۰۳ء میں اور اخبار روز افزوں کا اجراء ۱۹۰۲ء میں ہوا تھا۔ ان کے علاوہ ۱۳۳۸ھ میں ماہنامہ الرضا جاری ہوا۔ جس کے مدیر علامہ حسین رضا خاں علیہ الرحمہ تھے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد جب یہ ماہنامہ بند ہو گیا تو حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے ۱۳۴۵ھ میں ماہنامہ یادگار رضا جاری فرمایا۔ یہ ماہنامہ بھی حضرت حجۃ الاسلام کے وصال (۱۹۴۳ء) کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۴۳ء سے ۱۹۶۰ء تک مکمل خاموشی رہی۔ حضرت مفسرِ اعظم ہند کو اس کا بہت احساس تھا۔ وہ صحافتی اہمیت و افادیت کو بخوبی جانتے تھے۔ منظرِ اسلام کی تعمیر و ترقی کے لئے بھی آپ نے اس ضرورت کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ عقائدِ اہلسنت کی ترویج و اشاعت کے میدان میں بھی ایک ماہنامہ کی شدید ضرورت آپ کے مد نظر تھی۔ اس لئے آپ نے جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ دسمبر ۱۹۶۰ء میں فروغِ اہل سنت، اشاعتِ افکارِ رضا اور منظرِ اسلام کے عروج و ارتقا کے لئے ”ماہنامہ اعلیٰ حضرت“ جاری فرمایا۔ اس کے پہلے شمارے میں ماہنامہ کے اجراء کے محرکات کی وضاحت یوں فرمائی:



"عرصے سے ایک ماہنامہ رسالے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ اہلسنت کے پاس نہ رسائل و اخبارات خصوصاً ہندوستان میں، اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر طرف باطل کی سیاہ کالی گھٹائیں چلی جا رہی ہیں اور اس کی کوئی امداد نہیں ہو رہی ہے اس سلسلے میں کرنے کی ضروری چیز روزانہ اخبار، ماہنامہ رسائل اور مدارس اہلسنت کی بڑے پیمانے پر امداد ہے۔"

کچھ آگے فرماتے ہیں:

"اس ضرورت کے پیش نظر یہ رسالہ شائع کیا جا رہا ہے۔ بہر حال ضرور شائع ہونا ہے۔ خدا نے چاہا مستقل شائع ہوگا۔ یہ رسالہ ایسے ہی چلے گا جیسا دارالعلوم۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت ان شاء اللہ خبرنامہ ہی ہوگا۔ ابھی تو ہلال ہی ہے۔ ایک دن آئے گا جب یہ ہلال بدر کامل ہو جائے گا۔ اور یہ ہو کر رہے گا۔"

(بحوالہ صد سالہ نمبر دوسری قسط ص ۱۵۶)

تدریسی، خانقاہی اور دعوت و ارشاد کے اسفار کی ذمہ داریوں کے باوجود آپ مسلسل ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عمدہ مضامین تحریر فرماتے۔

منظر اسلام کی تعمیر و ترقی میں ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اہم کردار:-

چونکہ آپ کا بنیادی نصب العین اعلیٰ حضرت کی علمی یادگار منظر اسلام کے روشن و تابناک ماضی کی بحالی اور اس کی عظمت رفتہ کی بازیافت تھا۔ اس لئے

ضرورت تھی کہ یادگار رضا کی بقا اور اس کی تعمیر و ترقی کے لئے ایک وسیع لائحہ عمل تیار کیا جائے اور اس کو عملی جامہ پہنانے اور اس خاکے میں رنگ بھرنے کے لئے چوں طرفہ ایک عالمگیر یا کم از کم ملک گیر تحریک چلائی جائے چنانچہ اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے حضور مفسر اعظم ہند مدرسہ منظر اسلام کی تعمیر و ترقی کے لئے عملی طور پر کمر بستہ ہو کر سرفروشانہ طریقہ سے میدان عمل میں کود پڑتے ہیں۔ خود ہی صدر مدرس ہیں، خود ہی مہتمم، خود ہی محصل ہیں، خود ہی مبلغ، خود ہی مدیر ہیں اور خود ہی منتظم۔

کبھی درس گاہ میں علم و فن کے موتی لٹا رہے ہیں تو کبھی میدان مناظرہ میں رازی و غزالی کے جلوے، علالت کے باوجود کبھی تو دور دراز کے دورے فرما رہے ہیں تو کبھی پوری رات منظر اسلام کی آبیاری، غرض کہ ایک جذبہ ہے۔ ایک عزم ہے، منظر اسلام کو اوج ثریا پر پہنچانا ہے، اعلیٰ حضرت کی امانت کو بچانا ہے۔ اس کے لئے تن من دھن کی بازی لگائے ہوئے ہیں اور اس میدان میں جب اس بات کا احساس ہوا کہ کسی بھی تحریک کی کامیابی کے لیے لڑیچر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ قلم کی طاقت وہ طاقت ہے جس نے حکومتوں کی بساطوں کو راتوں رات الٹ کر رکھ دیا، تحریکی اثر انگیزی نے دیکھتے ہی دیکھتے قلوب و اذہان کو مسخر کر لیا تو آپ نے انتہائی کس مہم پر کی حالت میں عقائد اہل سنت کے تحفظ، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کی تعمیر و ترقی کے لئے اس

ماہنامہ کو عروج تک پہنچانے کے لئے بے پناہ جدوجہد بھی کی اور قربانیاں بھی پیش فرمائیں۔ اس کے ذریعہ آپ نے منظر اسلام کو خوب خوب استحکام بخشا۔

منظر اسلام کی تعمیر و ترقی کے لیے اپیلیں، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے پلیٹ فارم سے: ماہنامہ کے قیام کے بعد منظر اسلام کے توسیعی خاکہ میں رنگ بھرنا کافی آسان ہو گیا۔ اس میں کافی تیزی آگئی چنانچہ حضور مفسر اعظم ہند کے زمانے میں جہاں ایک طرف باقاعدہ منظر اسلام کی تعمیر و ترقی پر مشتمل سالانہ رپورٹ، رمضان، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقعوں پر زکوٰۃ، صدقات اور چرم قربانی کی اپیل جاری کی جاتی تو وہیں دوسری طرف چندہ دہندگان کی فہرست اور دارالعلوم کے احوال و کوائف کے نام سے روداد چمن بھی ہوتی اور آمد و خرچ کا گوشوارہ بھی۔ رسالہ اور دارالعلوم کے تعاون کے لئے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی دردمندانہ یہ اپیل تو ذرا دیکھیں کہ جس میں حضرت مفسر اعظم ہند نے مرکز اہلسنت، خانقاہ رضویہ اور منظر اسلام کے تعلق سے اپنے جذبہ، لگن، تڑپ، ایثار، قربانی اور مرکز کے لئے مالی قربانی کے ساتھ صحت و توانی کی قربانی تک دینے کی ایک ایسی جامع روداد بیان فرمائی ہے جسے آپ کی دینی و مسلکی خدمات کا مکمل آئینہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس اپیل کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں:

"یہ آپ کو کرنا ہے" مگر کر نہیں رہے۔ اس رسالے کی اشاعت میں

توسیع کرنا ہے۔ علاوہ ازیں اپنا رسالہ دوسروں کو پڑھنے کے لیے دینا ہے، اپنے

اور بچوں کو زور دے کر پڑھوانا ہے، اس کے مضامین سنانا ہے۔ خصوصاً ائمہ مساجد کو یہ فرض ادا کرنا ہے۔ جہاں لوگ عادتاً نشست رکھتے ہیں وہاں اس کے سنانے کے لئے وقت مقرر کرنا ہے اور سنانا ہے۔ تبلیغ کے خیال سے اسے ہر اس جگہ پہنچانا ہے جہاں شیخ نجدی کا اڈا ہے یا اس کا گزر رہے یا اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ دارالعلوم اس رسالہ کا مالی بار برداشت کر رہا ہے جو مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء کے ماہ کا کم و بیش ۵۵۰ روپے ہے۔ اس لئے دارالعلوم کی مالی امداد کرنا ہے۔ مستقل، مسلسل۔ فطرہ، زکاۃ، پوست قربانی، زائد سے زائد دارالعلوم کو دینا ہے۔ دوسروں سے لینا ہے۔ غلہ کی زکاۃ سے زائد سے زائد دارالعلوم کی اعانت کرنا ہے۔ رسیدات ایک روپیہ، آٹھ آنے، چار آنے، دو آنے والی تیار ہو چکی ہیں۔ ان رسیدات کو طلب کریں، اور لوگوں سے حسب حیثیت لے کر رسید دیں اور دارالعلوم کو روانہ کریں یہ آپ کو کرنا ہے۔ یہاں علم و عمل، معرفت و اخلاص و نعت نبی کی شیریں کھجوریں اور دشمنان رسول کے لئے پتوں کی نوک پر نوکیلے کانٹے سب کچھ موجود ہے۔ مگر نہیں ہے مال دنیا اور نہ آپ کا وہ تعاون جس کی ضرورت ہے۔ اگر تمام قارئین رسالہ حمیت سے کام لیں اور ماہانہ ۴/۸ کے ٹکٹ روانہ کرتے رہیں تو بھی ایک کثیر رقم ماہانہ جمع ہو سکتی ہے اور یہ پریشانیاں دور ہو سکتی ہیں۔ یہ وقت پوست چرم قربانی کی قیمت روانہ کرنے کا ہے زائد سے زائد سعی کریں یہ آپ کو کرنا ہے۔ نہ کرنا افسوسناک اور شرمناک ہے ”ولینصرن اللہ من ینصرہ“

(قرآن شریف) اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی (اس کے دین کی) مدد کرے گا۔۔۔۔۔ ان ایپلوں کو سنی ان سنی مت کردو۔ اور انہیں ضائع نہ کرو۔ بے عملی کو ترک کرد۔ عمل کرو عمل! سعی کرو سعی! یہ کرنا ہے۔ مگر کمر نہیں رہے ہو! رسالہ کی اشاعت کو تین ہزار ماہانہ تک پہنچا دیجئے۔ اگر صرف ایک خریدار ایک صاحب دیں تو یہ ہو سکتا ہے اور مدرسہ کی ماہانہ آمدنی کو تین ہزار ماہانہ تک پہنچا دیجئے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ اس طرح کہ ہر ایک خریدار اس وقت کہ ۱۵۰۰/ اشاعت ہے دو روپے ماہانہ کی امداد کریں۔ کوئی باہم۔ جیسا چاہے کرے۔ مگر ہماری طرف سے درخواست ہے کہ کم از کم ایک روپیہ ماہانہ کی امداد فرمائیں۔ غور فرمائیے! ہمارے اخلاص و محنت پر، قرضہ مہتمم ذمہ مدرسہ ۲۳۷۰۵/ ہے جو کب لینا ہے؟۔ جب مدرسہ اس قابل ہو! وہ آج تک اس قابل نہ ہوا۔ نہ بظاہر امید ہے۔ لہذا امید وصول نہیں الا اس صورت میں کہ خدا نہ کردہ کوئی سخت احتیاط ہو تو کچھ قدر قلیل لے لیا جائے۔ (حضرت مفسر اعظم کا وہ قرضہ جو دارالعلوم کے ذمہ تھا آپ کی آخری سانس تک مدرسہ کے ذمہ ہی باقی رہا کبھی ادا نہ ہو سکا۔ بریلوی) اس طرف سے اہتمام۔ درس، رسالہ کے مضامین سب بلا معاوضہ ہو رہا ہے۔ اگر اس سب کا معاوضہ لیا جاتا تو خانقاہ سے لے کر یہ سب خدمات ڈھائی تین سو روپے ماہوار میں انجام پاتیں۔ مگر باوجود ان خدمات بلا معاوضہ کے پھر بھی ضرورت پڑنے پر اپنا پیسہ بھی بے دریغ خرچ ہوتا رہا ہے۔ اور اتنی مشکلات و

پریشانیاں اس سلسلے میں برداشت کی گئی ہیں جو علالت و مرض الموت کا باعث بن گئی ہیں۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ جون ۱۹۶۲ء ص ۱۳، ۱۴)

یہ وہ درد مندانہ اپیل ہے جو ذرا سی بھی دینی حمیت رکھنے والے کی رگ حمیت پھڑکا دینے کے لیے کافی ہے۔ جس میں ایک طرف رسالہ کا درد ہے تو دوسری طرف دارالعلوم منظر اسلام کی تعمیر و ترقی کی تڑپ، اپنا ایثار بھی ہے تو دوسروں سے ایثار کی درخواست بھی۔

اسی اپیل کے ساتھ حضور مفسر اعظم ہند نے ہر شمارے کے ساتھ ایک روپیہ آٹھ آنے چار آنے اور دو آنے کی رسیدیں منسلک کر کے بھیجنے کا بھی انتظام کیا تھا۔ اس وقت جو رسیدیں راقم کولمیں ان میں مندرجہ ذیل یہ مضمون اور چند دہندگان کی طرف سے یہ عہد تھا کہ:

"رسید دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف۔ دینی خدمات، درس قرآن و حدیث اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی مالی اعانت کے لیے، خصوصی تعمیر و غیرہ کے لیے۔ سالانہ، ماہانہ یا جیسا موقع ہو، اکثر مدد کرتا رہوں گا۔"

(رسید منسلک ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ جون ۱۹۶۲ء)

کوائف دارالعلوم کے عنوان سے دارالعلوم کی تعمیری پیش رفت کے سلسلے میں یہ صراحت ملتی ہے:

دارالعلوم کی بعض دوکانات جو بوسیدہ اور پرانی ہو کر گر چکی تھیں اب ان کی تعمیر ہو رہی ہے۔ اگرچہ یہ کام بہت بڑا ہے مگر تھوڑا تھوڑا اور ضروری ضروری۔ اہم فالام کے اصول پر آہستہ آہستہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ سال ایک مکان بن کر تیار ہوا اور اس سال یہ دوکان تعمیر ہو رہی ہے۔ دوکانات تعمیر ہونا اشد ضروری ہے اور ایک مکان کی خریداری اشد ضروری ہے۔ کتابوں کا بھی آرڈر کیا ہے۔ ۶۰۰ روپے کی کتابیں فوراً خریدی جا رہی ہیں جبکہ شدید حاجت ۱۰۰۰ روپے کی کتابوں کی تھی۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ جون ۱۹۶۲ء: ص ۳۰)

"دارالعلوم کی تعمیر ہو رہی ہے" کے عنوان سے یہ اپیل بھی پڑھے جانے کے لائق ہے۔

"یہ تعمیر کا سلسلہ، دوکانات، مکانات اور اصل دارالعلوم کی عمارت کی تعمیر سے شروع ہو رہا ہے۔ کام جاری ہے لہذا اہل الخیر اور ناظرین رسالہ سے گزارش ہے کہ وہ رسیدات چاک کر کے دارالعلوم کے دفتر میں روانہ فرمادیں مع اس رقم کے جو رسید کے متعلق ہو اور اس کے لیے خود عنایت فرمائیں اور دوسروں کو توجہ دلائیں۔ دارالعلوم کو مالی مشکلات کا سامنا ہے اور یہ اس لئے کہ اس کو بعض صاحبان کی مخالفانہ اور معاندانہ سرگرمیوں سے مستقل تکلیف ہے۔ چنانچہ اس وقت پوست قربانی میں دارالعلوم کو ایک پوست بالتقابل دس کے مل سکی ہے اور باوجود ان عظیم مصیبتوں کے اعلیٰ حضرت کا دارالعلوم اہل باطل دیوبندیوں اور



وہابیوں کے مقابل سینہ تانے ہوئے آگے ہی بڑھ رہا ہے اگرچہ اس کی پیٹھ میں اور بغل میں خنجر بھونکا جا رہا ہے۔ فقیر ابراہیم رضا خان عفی عنہ

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ جون ۱۹۶۲ء، آخری صفحہ)

ان ایپلوں کو پڑھ کر ہر صاحب فکر و دانش بخوبی یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے مرکز اہلسنت کو استحکام بخشنے، خانقاہ رضویہ کو عروج تک پہنچانے، منظر اسلام کے تعلیمی اور تعمیری ڈھانچے کو طاقتور بنانے اور اس کے ترقیاتی خاکہ میں رنگ بھرنے میں کس قدر محنت، مشقت، جدوجہد اور کوشش کی ہے۔ آپ کی اسی مخلصانہ لگن کا نتیجہ تھا کہ اللہ رب العزت نے منظر اسلام کو اس کی عظمت رفتہ دوبارہ عطا فرمائی اور اعلیٰ حضرت کا یہ گلستانِ علم فون پھر سے پر بہار ہو گیا۔

**لسانِ رضا :-** اعلیٰ حضرت نے آپ کو اپنی زبان فرمایا تھا۔ آپ کی زبان میں بہت تاثیر تھی۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ کی دعاؤں کی مقبولیت کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقریروں، تحریروں اور تدریس سے مسلک و مرکز کو بہت فائدہ پہونچا۔ آپ کی کتابیں نہایت مفید اور عوام و خواص کے لئے دلچسپی سے پڑھے جانے کا باعث ہیں۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں شائع ہونے والے آپ کے مقالات میں جو علمی نکات ہیں وہ بلاشبہ پڑھے جانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تقریباً ۱۵ کتابیں آپ نے تصنیف فرمائیں۔ زیادہ تر چھوٹے چھوٹے رسائل کی صورت میں ہیں۔ کمیت کے بجائے آپ کیفیت پر نگاہ رکھتے تھے۔ آپ کے اکثر رسائل پر الحمد للہ! راقم کافی کام کر چکا ہے۔ ارادہ تھا کہ صد

سالہ عرس رضوی کے موقع سے منظر عام پر لائے جائیں۔ کمپوزنگ ہو چکی ہے۔ کوشش یہی ہے کہ اسی موقع پر آجائیں۔ آپ کے جتنے مقالات ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں شائع ہوئے تھے ان میں اکثر کی راقم کمپوزنگ کرا چکا ہے۔ بہر کیف بات چل رہی تھی کہ آپ کی زبان میں بہت تاثیر تھی اور اس کی وجہ اعلیٰ حضرت کا وہ جملہ ہے جسے مفتی رفیق احمد صاحب عباسی امر وہی ثم دہلوی نے بیان فرمایا جو ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں شائع ہو چکا ہے۔ اس پر جو سرخی ہے وہ یوں ہے ”اعلیٰ حضرت کی پیش گوئی“۔ ”از: رفیق احمد صاحب عباسی (من) مفتیان امر وہی ثم الدہلوی“

اس سرخی کے ساتھ ان کا جو آنکھوں دیکھا واقعہ ہے وہ مندرجہ ذیل ہے:

”ایک مرتبہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ موقع دستار بندی کے جلسہ کا تھا مدرسہ منظر اسلام کے۔ اور میں اعلیٰ حضرت کے دسترخوان پہ حاضر تھا۔ یہ مری قسمت تھی کہ اعلیٰ حضرت نے مجھے ہمراہ کھانا کھلایا۔ اور بہت سے علما موجود تھے۔ حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں مکان سے باہر تشریف لے آئے۔ یہ ان کے بچپن کا زمانہ تھا۔ میں وہیں اعلیٰ حضرت کے دسترخوان پر سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ جس وقت جیلانی میاں صاحب آپ کے قریب آئے تو (اعلیٰ حضرت نے) اپنا دست مبارک ان کے سر پر رکھ کر فرمایا کہ ”یہ ثانی احمد رضا ہے“۔ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی خوبیاں آج نمایاں ہیں۔ آثار دعائیہ یاد کیجئے۔“

یہ دعا ہے۔ یہ دعا ہے۔ یہ دعا!

تیرا اور میرا خدا۔ (اے) احمد رضا!

تیری نسل پاک سے پیدا کرے  
کوئی تجھ سا دوسرا احمد رضا

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۲)

**ایک ضروری وضاحت:-** مذکورہ بالا رباعی کی کتابت و تحریر میں تحریف

کرتے ہوئے وہابیہ و دیانہ خبیثاء نے صرف پہلا شعر نقل کیا اور ”تیرا اور میرا خدا“ کے بعد ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں جو ڈیش (-) لگا ہوا تھا وہ اڑا دیا اور مفہوم یہ گڑھا کہ بریلوی لوگ احمد رضا کو (معاذ اللہ) خدا کہتے ہیں۔ حالانکہ ان خبیثوں کو بہ خوبی یہ معلوم ہے کہ رباعی کا پورا مفہوم چاروں مصرعوں سے مل کر پورا ہوتا ہے۔ نیز جو ڈیش لگایا گیا تھا وہ بھی ”تیرا اور میرا خدا“ والے جملے کو ”احمد رضا“ والے جملے سے منفصل کرنے کے لئے تھا۔ اس دعائیہ رباعی کا مفہوم یہ ہے کہ: ”شاعر اپنی تمنا کو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعائیہ انداز میں پیش کرتے ہوئے عرض کر رہا ہے کہ اے امام احمد رضا! آپ کا اور میرا خدائے ذوالجلال آپ کی نسل سے آپ ہی کے مثل کوئی دوسرا احمد رضا پیدا کر دے۔ یہی ہماری ہر وقت کی دعا ہے۔“

**وصال:-** اپنے علم و فن کی خوشبو بکھیرتا رضا کا یہ شگفتہ پھول مورخہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ بعد نماز فجر (جبکہ آپ فجر کی نماز ادا کر چکے تھے اور اوراد و وظائف میں مصروف تھے) تقریباً سات بجے اپنے لیہائے مبارکہ پر تبسم سجائے اس دنیا سے روپوش ہو گیا مگر ان کے علم و فن، ان کے ذریعہ

مذہب و مسلک، دین و سنیت اور مرکز و ملت کی ناقابل فراموش خدمات کی خوشبو سے آج بھی اہل سنت کے عوام و خواص اپنے قلوب و اذہان معطر کر رہے ہیں۔ مورخہ ۱۲ صفر المظفر مطابق ۱۳ جون بروز اتوار تقریباً ۸ بجے صبح آپ کی نماز جنازہ اسلامیہ انٹر کالج بریلی کے میدان میں ہوئی۔ تقریباً ساڑھے نو بجے صبح کو سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی مشرقی جانب آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

**اولاد:** اللہ رب العزت نے آپ کو پانچ شہزادوں اور تین شہزادیوں کی نعمت سے نوازا تھا۔ شہزادگان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ۔
- (۲) مولانا محمد تنویر رضا خاں صاحب قبلہ (آپ ۷۰ کی دہائی میں مفقود الخبر ہو گئے۔ آج تک آپ کا کہیں پتہ و نشان نہ لگ پایا۔ آپ پر جذب و تصوف کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ آپ کا ابھی عقد نکاح بھی نہ ہوا تھا۔
- (۳) تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ۔
- (۴) قمر ملت حضرت علامہ محمد قمر رضا خاں علیہ الرحمہ
- (۵) نبیرہ اعلیٰ حضرت پیر طریقت حضرت علامہ محمد منان رضا خاں منانی میاں صاحب مدظلہ۔

آپ کے شہزادوں میں سے اس وقت صرف حضرت منانی میاں صاحب قبلہ

مدظلہ باحیات ہیں۔ نیز تینوں شہزادیوں کا بھی وصال ہو چکا ہے۔

**تصانیف:** آپ نے اپنے بعد مندرجہ ذیل تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔

- (۱) ترجمہ تحفہ حنفیہ (۲) ترجمہ الدرر السنیہ (۳) نعمۃ اللہ (۴) رحمۃ اللہ (۵) ذکر اللہ (۶) حجۃ اللہ (۷) فضائل درود شریف (۸) تفسیر سورۃ بلد (۹) تشریح قصیدہ نعمانیہ (۱۰) زیارت قبور (۱۱) نور الصفاء (۱۲) تفسیر آیات متشابہات (۱۳) گلزار احادیث (۱۵) چہل حدیث۔

ان شاء اللہ آپ کی یہ تمام تصانیف مبارکہ راقم کی ترتیب جدید کے ساتھ بہت جلد منظر عام پر آئیں گی۔

# چہل حدیث

تصنیف لطیف

نبیرہ اعلیٰ حضرت، شہزادہ حجتہ الاسلام،

مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں

عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ

## ﴿مقدمہ مصنف﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب محمد صل الله عليه و سلم ان جعلنا  
بمحض رحمته و كرمه في عباد محمد صلى الله عليه و  
سلم و الصلوة والسلام على نور محمد صلى الله عليه  
و سلم و على آل محمد واصحاب محمد و اولياء محمد  
وابدال محمد و علماء ملة محمد و عباد محمد صلى الله  
عليه و سلم۔

اما بعد!

یہ مختصر فقیر نے تالیف کیا ”مشکوٰۃ المصابیح“ سے۔ یہ اظہار اس لیے کہ  
اس کا انکار نہ کر سکیں اور فقیر نے اس مختصر میں ان احادیث کا ذکر کیا جو کہ عقائد حقہ  
اہلسنت و جماعت کی تائید و توثیق کرتی ہیں اور فضائل اعمال کی احادیث کی طرف  
زیادہ توجہ نہ کی کہ جب تک عقیدہ درست نہ ہو، اعمال بے حقیقت ہیں۔ پھر میں  
نے ذکر و شکر کا اہتمام کیا اور جہاں تک ہو سکا مضمون کو طول دینے سے اجتناب کیا  
ہے اور مناسب موقع محل بعض نکات قرآنی جو اس کے الفاظ سے محتمل ہیں ”درجہ  
تاول“ میں، فقیر نے ذکر کیے اور یہ میرے سینہ میں جوش زن تھے اور میں مسرور  
ہوں کہ میرے رب نے توفیق عطا فرمائی طباعت و اشاعت کی کہ وہ نکات  
و اسرار شائع نہ ہوتے اور میں انتقال کرتا تو مجھ کو خوف تھا کہ یہ میرے لئے باعث  
ہلاکت ہوتا اور یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث مسرت ہوگا کہ سرکار دو



عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ﴿تعریف و توصیف اور فضائل و مناقب﴾ کے نئے نئے جواہر پارے ان کو دستیاب ہوئے۔ ”یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان“۔

﴿سورہ حُجْمَن - آیت ۲۲ رکوع ۱۱ پارہ ۲۷﴾

﴿ترجمہ: ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ کنز الایمان﴾

### ﴿سبب تالیف﴾

یہ بحرین قرآن و حدیث کے گہر و لعل و جواہر زواہر جس ”غواص حبشی“ ﴿مفسر اعظم ہند﴾ نے پیش کیے ہیں اسے امید ہے کہ محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہوں گے اور ان کی چمک دمک سے اس کا سیاہ رنگ اور تیرہ بختی اور قبر کی تاریکی کا فور ہوگی اور یہ ایک نمونہ ہیں اور بہت کچھ ابھی باقی ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ بہ برکات اولیائے کرام، یہ امانت میں ان کو پہنچا دوں جو اس کے اہل ہیں تاکہ ان کے قلوب و قبور و دین و دنیا روشن ہوں اور یہ فقیر ان کی خیر خواہی کا حق ادا کر سکے اور جو نا اہل ہیں ان کے چہرے اور تاریک ہوں۔

”یوم تبيض وجوه وتسود وجوه“

(سورہ آل عمران آیت ۱۰۶ رکوع ۲ پارہ ۴)

﴿ترجمہ: جس دن کچھ منہ اونچا لے (روشن) ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔﴾

﴿کنز الایمان﴾

مولیٰ تعالیٰ محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے قلوب میں جاگزیں فرمائے۔  
آمین۔

### ﴿تاریخ تالیف﴾

اور لکھا میں نے اس کو کلکتہ میں ۵/ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ اور ۶/ صفر میں  
دراں حالیہ میرے پاس شروع وغیرہ نہ تھیں اور نہ کوئی اور کتاب اور جب آپ  
مطلع ہوں میری خطا پر تو میرے لئے استغفار کریں اور اطلاع دیں اور جب آپ  
متعجب و متحیر ہوں اور کوئی چیز آپ پر اثر ڈالے اور آپ کو خوش کرے تو میرے  
لئے دعا فرمائیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

”وتعاونوا علی البر والتقویٰ“

﴿سورۃ مائدہ ۱- آیت ۲/ رکوع ۵/ پارہ ۶﴾

﴿ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ کنزالایمان۔﴾

### ﴿فائدہ تالیف﴾

اور جو، ان (۴۰) احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر دے  
یا کتاب دوسروں کو پہنچائے تو بے شک اس نے دین کی خدمت کی اور علم کو  
پھیلایا اور روز قیامت یہ شخص زمرہٴ علما میں محصور ہوگا اور ثواب عظیم حاصل کرے گا  
اور اموات کو ایصال ثواب کے لئے ایسی کتابوں کا جیسی یہ ہے، طبع کرانا، تقسیم  
کرانا، کا عظیم ہے۔

اللهم تقبلنا في خدمة العلم والعلماء و صلى الله على النبي  
الامي و آله صلى الله عليه و سلم صلوة وسلاماً عليك يا  
رسول الله! صلوة مقبولة لك رضا ولحقه اداء ولنا مغفرة  
وعطاء وللصدر شفاء و دواء وللعيون ضياء وللجنة بهاء  
وللنار طفاء.

## کتاب العلم

﴿امت تک چالیس حدیثیں پہونچانے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱﴾

عن ابی الدرداء قال: سئل رسول الله ﷺ ما حد العلم  
الذى اذا بلغه الرجل كان فقيها؟ فقال رسول الله ﷺ: من  
حفظ على امتي اربعين حديثا في امر دينها بعثه الله فقيها  
وكنت له يوم القيامة شافعا و شهيدا.

وعن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہا کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے جب آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا ہے حد علم کی جب اسکو پہونچے  
تو اس کو فقیہ کہا جائے؟ تو ارشاد فرمایا:

جو حفظ کرے میری امت کے لئے چالیس حدیثیں (یعنی امت کو  
پہونچائے اور اس عمل کو جاری رکھے) اپنے دین کے امر میں تو اٹھائے گا اللہ تعالیٰ

اس کو فقیہ بنا کر اور میں روز قیامت اس کا شفیع و گواہ ہوں۔  
 (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۶ شعب الایمان للبیہقی جلد دوم صفحہ ۲۷۰  
 حدیث نمبر ۱۷۲۶)

## ﴿عالم سب سے بڑا سخی﴾

﴿حدیث نمبر ۲﴾

و عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ: هل تدرون  
 من اجود جودا؟ قالوا: الله و رسوله اعلم. قال: الله تعالى  
 اجود جودا ثم انا اجود بنى آدم و اجودهم من بعدى رجل  
 علم علما فنشره، ياتى يوم القيامة اميرا وحده او قال امة  
 واحدة.

و عن انس بن مالك رضى الله تعالى عنه. فرمايا رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم نے:

کیا جانتے ہو کہ سخاوت میں سب سے بڑھ کر کون ہے؟ اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
 نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ ”اللہ ورسولہ اعلم۔“

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) اللہ تعالیٰ ہر سخی سے بڑھ کر سخی ہے۔

(۲) پھر میں

(۳) اور میرے بعد وہ شخص جس نے علم حاصل کیا اور اسے پھیلایا۔ آئے گا یہ شخص عالم روز قیامت جماعت کا واحد امیر بن کر۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۷ شعب الایمان للبیہقی جلد دوم صفحہ ۲۸۱ حدیث نمبر ۱۷۶۷)

## ﴿عابدوزاہد میں افضل کون؟﴾

﴿حدیث نمبر ۳﴾

وعنه (الحسن البصری) مرسلا قال: سئل رسول الله ﷺ عن رجلين كانا في بني اسرائيل احدهما كان عالما يصلي المكتوبة ثم يجلس فيعلم الناس الخير والآخر يصوم النهار ويقوم الليل- ايهما افضل؟ قال رسول الله ﷺ: فضل هذا العالم الذي يصلي المكتوبة ثم يجلس فيعلم الناس الخير على العابد الذي يصوم النهار ويقوم الليل كفضلي على ادناكم- رواه الدارمي-

عن الحسن البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سوال کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، ”دو شخصوں کے بارے میں بنی اسرائیل کے۔ ایک عالم تھا کہ پڑھتا نماز فرض صرف۔ پھر بیٹھتا اور لوگوں کو تعلیم کرتا خیر کی۔ اور دوسرا عابد کہ روزہ رکھتا دن کو اور تہجد پڑھتا،“ کہ ان میں افضل کون ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

وہ عالم، عابد پر افضل ہے مثل میری فضیلت کے تم میں سے ادنیٰ پر۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۶ سنن دارمی جلد اول صفحہ ۱۰۹ حدیث نمبر ۳۴۰)

## ﴿عالم فقیہ اچھا ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۴﴾

وعن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: نعم الرجل الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفع و ان استغنی عنہ اغنی نفسہ۔ رواہ رزین۔

وعن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وہ عالم فقیہ فی الدین اچھا ہے کہ اگر اس کی طرف حاجت لائی جائے نفع پہنچائے اور اگر اس سے لاپرواہی کی جاتی ہے تو وہ بھی لاپرواہ ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۶ حافظ جلیل امام رزین بن معاویہ عبدی متوفی ۵۲۰ھ نے اپنی کتاب ”التحرید فی الجمع بین الصحاح“ میں اس حدیث پاک کی تخریج فرمائی ہے۔)

## ﴿علم چھپانے والے کی سزا﴾

﴿حدیث نمبر ۵﴾

وعن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار۔ (رواہ احمد و ابوداؤد و الترمذی و رواہ ابن ماجہ عن انس)

و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

(عالم) جو سوال کیا گیا کسی علم سے جسے وہ جانتا ہو پھر وہ اسے چھپالے تو ایسے عالم (سوء) کو روز قیامت لگام آگ کی لگائی جائے گی۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۴ مسند امام احمد جلد دوم صفحہ ۲۶۳، سنن ابوداؤد جلد پانچ صفحہ ۶۷ حدیث نمبر ۳۶۵۸۔ سنن ترمذی جلد پانچ صفحہ ۲۹ حدیث نمبر ۲۶۱۴۹ ابن ماجہ نے اسی حدیث کے ہم معنی روایت نقل کی [سنن ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۹۶ حدیث نمبر ۲۶۱])

## فوائد

☆ چالیس حدیثیں یاد کرنا امت کے فائدے کے لیے، پھر ان کو امت کو پہونچانا، خواہ لکھ کر، پڑھ کر، سنا کر یا لکھی ہوئی، چھپی ہوئی یہ احادیث اور ان کی مثل دوسروں کو ہدیہ کرنا، یہ علم کی ”حدادنی“ ہے کہ عالم وفقیہ کا ثواب پائے گا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع و شہید ﴿گواہ﴾ ہوں گے۔

☆ ”اللہ و رسولہ اعلم۔“ ﴿ترجمہ﴾ ”اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں“، یہ بہت احادیث میں آیا ہے۔ ”وتبت الی اللہ ورسولہ“ ﴿ترجمہ﴾ ”میں توبہ کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی طرف“، اسی کی مثل ہے کہ متعدد احادیث میں موجود۔ گمراہ و بے دین جو اس کو منع کرتے ہیں، باطل پر ہیں۔

☆ ”عالم عابد پر افضل ہے“۔ ایک حدیث میں ہے ”ایک عالم شیطان پر بھاری



ہے ہزار عابد سے۔

﴿عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد.... مشكوة كتاب العلم ص: ۳۴۔

سنن ترمذی جلد ۵ / صفحہ ۴۶ / حدیث نمبر ۲۶۸۱﴾

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم صفحہ ۳۴ عن ابن عباس، سنن ترمذی جلد ۵ صفحہ ۴۶ حدیث نمبر ۲۶۸۱۔ ابن

ماہ جلد ۱ صفحہ ۸۱ حدیث نمبر ۲۲۲)

”اور تو“ صبح کر اس حال میں کہ عالم ہو یا متعلم یا عالم کا خادم و مصاحب اور نہ ہو

اس کے علاوہ کہ ہلاک ہو جائے گا“۔ ﴿اغد عالما او متعلما او مستمعا

او محبا ولا تكن الخامس فتهلك۔ حلیۃ الاولیاء ابی نعیم ج: ۷

ص: ۲۳۶۔ شعب الایمان للبیہقی ج: ۲ / صفحہ ۳۶۵﴾

☆ ”علمائے سوء جو کتمان علم کرتے ہیں“ ﴿اس کے﴾ معنی میں وسعت بھی ہے

اور چھپانا علم کا کنایہ ہے نعت ﴿تعریف و توصیف اور فضائل و مناقب﴾ نبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھپانے سے جو علمائے یہود و منافقین کا معمول ہے۔ یہود

نے نعت ﴿تعریف و توصیف اور فضائل و مناقب﴾ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

چھپائی توریت میں اور ان منافقین وہابیہ نے نعت ﴿تعریف و توصیف اور فضائل و مناقب﴾ نبی چھپائی قرآن وحدیث میں۔

## کتاب الایمان

### حدیث جبریل ﴿﴾

﴿حدیث نمبر ۶﴾

عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال: بينما نحن عند رسول الله ﷺ ذات يوم اذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب، شديد سواد الشعر، لا يرى عليه اثر السفر ولا يعرفه منا احد حتى جلس الى النبي ﷺ فاسند ركبتيه الى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه وقال يا محمد؟ اخبرني عن الاسلام! قال: الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله و تقيم الصلوة و تؤتي الزكوة و تصوم رمضان و تحج البيت ان استطعت اليه سبيلا. قال: صدقت. فعجبنا له يسأله و يصدقه. قال: فاخبرني عن الایمان! قال: ان تؤمن بالله و ملائکته و کتبه و رسله و الیوم الآخر و تؤمن بالقدر خیره و شره. قال: صدقت.

قال: فاخبرني عن الاحسان! قال: ان تعبد الله كأنك تراه  
- فان لم يكن تراه فانه يراك- قال: فاخبرني عن الساعة!  
قال: ماالمستول عنها بأعلم من السائل- قال: فاخبرني عن  
أما راتها- قال: ان تلد الامة ربتها و ان ترى الحفاة، العراة،  
العالة رعاء الشاء يتطاولون فى البنيان- قال: ثم انطلق  
فلبثت ملياً- ثم قال لى: يا عمر! اتدرى من السائل؟ قلت  
الله و رسوله اعلم- قال: انه جبرئيل اتاكم يعلمكم دينكم-  
رواه مسلم-

عن عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه - آپ نے کہا ہم لوگ  
حاضر خدمت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، یکا یک ایک شخص حاضر ہوئے جن  
کے کپڑے نہایت سفید، بال خوب سیاہ، سفر کی علامت ان پر نہ تھی، ہم ان سے  
ناواقف تھے۔ حضور کے نزدیک اس طرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور کہا یا  
محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خبر دیجئے مجھے اسلام سے!  
آپ نے فرمایا:

اسلام یہ ہے کہ تو یوں کہے ”اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا  
رسول الله“، نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے، حج بیت اللہ  
کرے اگر استطاعت ہو۔

کہا:

سچ فرمایا آپ نے۔

ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ سوال کرتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں۔

پھر کہا:

ایمان کیا ہے؟

فرمایا آپ نے:

”ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور روز قیامت پر اور یہ کہ تو ایمان لائے تقدیر کے خیر و شر پر۔“

پھر

کہا:

سچ فرمایا آپ نے۔

پھر کہا:

احسان کیا ہے؟

فرمایا آپ نے:

”یہ کہ تو عبادت کرے اللہ کی اس طرح گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔“

پھر کہا:

خبر دیجئے مجھے قیامت سے! (یعنی وہ کب ہوگی؟)

فرمایا حضور نے:

”سائل کو معلوم ہے جتنا مسؤل کو“۔

پھر کہا:

خبر دیجئے اس کی علامتوں سے!

آپ نے فرمایا:

”یہ کہ پیدا کرے گی باندی اپنے آقا کو اور دیکھو گے ان لوگوں کو جو ننگے پیر، ننگے

بدن رہتے ہیں، دل کے مفلس ہیں، اونچے اونچے مکان بناتے ہیں کہ وہ بکریوں

کے چرواہے بن گئے ہیں“ (یعنی حکومت کر رہے ہیں)

پھر یہ شخص چلے گئے تو کچھ دیر بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عمر! کیا تم جانتے ہو یہ سوال کرنے والے کون تھے؟

میں نے عرض کی:

”اللہ ورسولہ اعلم“۔ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یہ جبریل علیہ السلام ہیں“۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان صفحہ ۱۱ صحیح مسلم کتاب الایمان / باب الایمان بالقدر جلد ۱ صفحہ ۳۶

حدیث نمبر ۱۔ سنن ابوداؤد جلد ۵ صفحہ ۶۹ حدیث نمبر ۴۶۹۵۔ ابن ماجہ جلد ۱۔ صفحہ ۳۴ حدیث نمبر ۶۳۔ مسند

احمد جلد ۱ صفحہ ۵۱)

## ﴿تین لوگوں کے لئے دو گنا اجر﴾

﴿حدیث نمبر ۷۷﴾

وعن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ثلثة لهم اجران: رجل من اهل الكتاب امن بنبيہ و امن بمحمد و العبد المملوك اذا ادى حق الله و حق موالیه و رجل كانت عنده امة يطاها فادبها فاحسن تاديبها و علمها فاحسن تعليمها ثم اعتقها فتزوجها فله اجران۔ متفق عليه۔

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

”تین ہیں جن کے لیے دو گنا اجر ہے:

(۱) اہل الکتاب جو اپنے نبی پر ایمان لائے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔

(۲) اور عبد مملوک جب ادا کرے اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق۔

(۳) اور وہ شخص کہ ہو اس کے پاس باندی موطوءہ۔ پھر اسے اس نے ادب دیا اور

علم سکھایا، پھر اسے آزاد کر دیا اور نکاح کر لیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان صفحہ ۱۳ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۹۰۔ حدیث نمبر ۹۷۔ صحیح مسلم کتاب

الایمان جلد ۱ صفحہ ۱۳۴ حدیث نمبر ۲۴۱۔ ترمذی جلد ۳ صفحہ ۴۲۴ حدیث نمبر ۱۱۱۶۔ سنن دارمی جلد ۲ صفحہ

۲۰۶ حدیث نمبر ۲۲۴۴۔ مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۴۰۲)

## ﴿رسول سے صحابہ کی بیعت﴾

﴿حدیث نمبر ۸﴾

وعن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله ﷺ: وحوله عصابة من اصحابه. بايعوني على ان الا تشرکوا بالله شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تأتوا ببهتان تفترونه بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف فمن وفى منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذالک شیئا فعوقب به فی الدنیا فهو کفارة له ومن اصاب من ذالک شیئا ثم ستره اللہ علیہ فهو الی اللہ۔ ان شاء عفا عنه و ان شاء عاقبه۔ فبايعناه علی ذالک۔

و عن عبادة بن الصامت رضى الله تعالى عنه۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے گرد جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حاضر تھی: مجھ سے بیعت کرو، یہ ﴿ان باتوں پر﴾ کہ اللہ کا شریک نہ بناؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اولاد کو قتل نہ کرو گے، بہتان نہ اٹھاؤ گے، نافرمانی نہ کرو گے اللہ کی خیر کے معاملے میں۔ پس جس نے پورا کیا عہد کو اس کا اجر اللہ کے ذمہ کرم پر ہے اور جس نے اس میں سے کچھ کیا پھر اس کی سزا مل گئی اس کو دنیا میں تو یہ اس کے لیے کفارہ ہو گیا اور جس نے کچھ کیا پھر اسے اللہ تعالیٰ نے چھپا لیا اب



چاہے اسے معاف فرمادے۔ چاہے سزا دے۔

پھر ہم نے بیعت کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس چیز پر۔ (مذکورہ

چیزوں پر)

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان صفحہ ۱۳/صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۶۴/حدیث نمبر ۱۸/صحیح مسلم جلد ۳ صفحہ ۱۳۲۱  
حدیث نمبر ۴۱۔ ترمذی جلد ۴ صفحہ ۳۶/حدیث نمبر ۱۴۳۹۔ نسائی جلد ۷ صفحہ ۱۶۰/حدیث نمبر ۴۲۰۵۔ مسند  
احمد جلد ۵ صفحہ ۳۱۴)

## ﴿جنت کی کنجی﴾

﴿حدیث نمبر ۹﴾

وعن وهب بن منبه قيل له: اليس لا اله الا الله مفتاح الجنة؟ قال:  
بلى! ولكن ليس مفتاح الا وله اسنان فان جئت بمفتاح له  
اسنان فتح لك و الا لم يفتح لك. (رواه البخارى)

وعن وهب بن منبه رضى الله تعالى عنه. حضرت وهب بن منبه  
سے روایت ہے کہ سوال کیا گیا آپ سے کیا ”لا اله الا الله“ جنت کی کنجی نہیں؟  
کہا:

ہاں! مگر یہ کہ ہر کنجی کے لیے دندانے ضروری ہیں۔ پس اگر تو ایسی کنجی لایا جس  
میں دندانے ہیں، کھلے گا تیرے لیے۔ ورنہ نہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان صفحہ ۱۶۔ بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۰۹)

## فوائد

☆ حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ”اللہ ورسولہ اعلم“  
 ﴿ترجمہ: یعنی اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں﴾ قابل غور ہے! جس کو  
 اس زمانے کے منافقین ﴿دیوبندی وہابی﴾ شرک و بدعت کہتے ہیں۔  
 ☆ یہ حدیث ﴿حدیث جبرئیل﴾ بہت اہم ہے اور اس میں غیب کی خبریں ہیں۔  
 ”ننگے پاؤں، ننگے بدن والے بکریوں کے چرواہے ہو جائیں گے“، مراد اس  
 سے مشرکین کی حکومت ہے اور اس قوم کی مفلسی سے اشارہ دل کے تنگ ہونے کی  
 طرف ہے۔

☆ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اس سوال کے جواب میں کہ ”قیامت کب  
 ہوگی؟“ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ما المسئول عنها بأعلم  
 من السائل“ جس کے معنی یہ ہوئے کہ جتنا علم مجھے ہے اس معاملے میں، سائل  
 کو ﴿بھی﴾ اتنا ہے، تو یہ اخفاء ﴿راز الہی چھپانے﴾ کے لئے فرمایا کہ بلا  
 اجازت الہی ﴿قیامت کس سن میں ہوگی اس کا﴾ اظہار نہیں فرما سکتے۔  
 ﴿کیونکہ﴾

”لا یجلیہا لوقتہا الا هو“۔

(سورۃ الاعراف آیہ ۱۸۷ کو ع ۱۳ پارہ ۹)

﴿ترجمہ:- اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا﴾

☆ اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اختلاف لفظ کے ساتھ ”فسی خمس لا یعلمہن الا اللہ“ ﴿﴾ کے تحت آیت کریمہ ”ان اللہ عنده علم الساعة“۔ الآیۃ۔ ﴿﴾

(سورہ لقمان آیت ۳۴ پارہ ۲۱ رکوع ۱۳)

﴿﴾ بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم ﴿﴾ بھی ہے۔ پھر ایسے وقت جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی خبر بتا رہے ہیں کہ علامات قیامت سے حکومت مشرکین ہے۔ اس آیت کریمہ کا تذکرہ، اس بات پر صاف واضح دلالت ہے کہ غیب کو از خود صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ پانچ ہیں کہ نہیں جانتا ہے ان کو کوئی (یعنی از خود) مگر اللہ اور اس کی عطا سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔  
”وما هو علی الغیب بضنین“

(سورہ تکویر آیت ۲۴ رکوع ۶ پارہ ۳۰)

﴿﴾ ترجمہ ﴿﴾ اور یہ نبی غیب کی خبر بتانے میں بخیل نہیں۔

”فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول“۔

(سورہ جن آیت ۲۶، ۲۷ رکوع ۱۲ پارہ ۲۹)

﴿﴾ ترجمہ ﴿﴾ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا مگر جس رسول سے راضی ہوا۔  
”وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولكن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء“۔

(سورہ آل عمران آیت ۱۷۰ رکوع ۸ پارہ ۴)

﴿ترجمہ﴾ اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے لوگو! تم کو غیب کی اطلاع دے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے غیب کی خبر دینے کے لیے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے۔

☆ حدیث موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ”دونا اجر وثواب ہے اس عبد کے لئے جو اپنے آقاؤں کی بھی خدمت کرے اور ان کا حق ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرے کہ اس کی عبادت کرے“۔ عبد جس طرح دنیاوی ہوتا ہے کہ دولت مند اس کو خرید لیتا ہے اور عبد کا کفیل آقا ہوتا ہے اور یہ شرک نہیں، اسی طرح ”عبد“ باعتبار روحانیت بھی ہوتا ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر فرمایا:

”كنت مع رسول الله صل الله عليه وسلم وكنت عبده و  
خادمه“۔

﴿ترجمہ﴾ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفیق اور ان کا عبد و خادم تھا۔ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت مبارک میں پیش فرماتے اور عرض کرتے ہیں ﴿جس کو﴾ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ ﴿میں یوں نقل فرمایا گیا﴾

گفت ماد و بندگانِ کوئے تو

کردش آزاد ہم بر روئے تو

﴿ترجمہ﴾ حضرت ابو بکر نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ اے آقا! ہم دونوں ہی

آپ کی بارگاہ کے غلام ہیں۔ آپ کی رضا و خوشنودی ہی کے لئے میں نے انہیں (حضرت بلال کو) آزاد کر دیا ہے۔ ﴿

تو اس حدیث میں کنایہ ہے کہ وہ عبد جو حق اللہ اور حق اپنے آقاؤں کا ادا کرے یعنی نماز و فرائض خداوندی ادا کرے اور اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور اپنے بزرگوں، اولیائے کرام کے لیے ایصال ثواب کرے، دعائے خیر کرے۔

☆ اور حدیث عبادہ ابن صامت میں ”بیعت“ کا تذکرہ ہے اور بیعت کے معنی ہیں: ”فروخت کرنا“ اور یہ بیع (بیچنا) ہے اپنے نفس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرنا اور قرآن شاہد کہ:

﴿ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله ط﴾

(سورہ فتح آیت ۱۰ / رکوع ۹ / پارہ ۲۶)

﴿ترجمہ﴾ جو آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی و بندگی اللہ تعالیٰ کا غلام و بندہ ہونا ہے۔ ”من يطع الرسول فقد اطاع الله“۔

(سورہ نساء آیت ۸۰ / رکوع ۸ / پارہ ۵)

﴿ترجمہ﴾: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ ﴿کہئے اور تجدید ایمان کرتے رہئے۔

نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم۔

☆ حدیث وہب ابن منبہ میں ”جنت کی کنجی“ لا الہ الا اللہ“ ہے، مگر وہ جو دندانہ دار ہو، اور دندانہ دار سے اشارہ ”محمد رسول اللہ“ کی طرف ہے کہ اس کنجی کے دندانہ یہ ہیں:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کا ”م، ح“ (یہ دونوں) ”مفتاح“ ﴿بمعنی کنجی و چابی﴾ کا حرف اول و آخر ہے اور نام پاک کا ”م، د“ (یہ دونوں) ”مقلاد“ (کنجی) کا حرف اول و آخر ہے اور ”م، د“ بالکل بشکل کنجی کے ہے، جیسا کہ اس نقشہ سے ظاہر ہے۔



اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم

## باب الکبائر والنفاق

﴿گناہ کبیرہ کا بیان﴾

﴿حدیث نمبر ۱۰﴾

وعن عبد الله بن عمر وقال: قال رسول الله ﷺ:

الكبائر، الاشرار بالله و عقوق الوالدين وقتل النفس

واليمين الغموس۔ رواه البخارى وفى رواية انس: وشهادة

الزور بدل اليمين الغموس۔

وعن عبد الله بن عمرو۔ کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

کبائر یہ ہیں:

(۱) اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔

(۲) والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۳) قتل کرنا

(۴) اور یمین غموس۔ رواہ البخاری

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الكبائر وعلامات النفاق صفحہ ۱۷/بخاری

جلد ۱۱/صفحہ ۵۵۵/حدیث نمبر ۶۶۷۵۔ ترمذی بالفاظ متقاربہ۔ نسائی جلد ۷/صفحہ ۸۹/حدیث نمبر ۴۰۱۱۔

دارمی جلد ۲/صفحہ ۲۵۱/حدیث نمبر ۲۳۶۶۔ مسند احمد جلد ۲/صفحہ ۲۰۱)

وعن ابی ہریرۃ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

پچوسات ہلاک کرنے والی چیزوں سے!

عرض کیا:

یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟

حضور نے فرمایا:

۱۔ شرک ۲۔ جادو ۳۔ قتل ۴۔ سود ۵۔ مال یتیم ۶۔ اور منہ پھیرنا دشمن

سے۔ ۷۔ اور تہمت لگانا پار ساعورتوں کو۔

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الكبائر وعلامات النفاق صفحہ ۱۷/بخاری

جلد ۵/صفحہ ۳۹۳/حدیث نمبر ۶۶۷۵۔ مسلم جلد ۱/صفحہ ۹۲/حدیث نمبر ۸۹/سنن ابوداؤد جلد ۳/صفحہ ۲۹۲/

حدیث نمبر ۲۸۷۷۔ نسائی جلد ۶/صفحہ ۲۵۷/حدیث نمبر ۳۶۷۱)



## ﴿حضرت معاذ کو دس باتوں کی وصیت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۱﴾

عن معاذ قال: اوصاني رسول الله ﷺ بعشر كلمات. قال: لا تشرك بالله شيئاً وان قتلت وحرقت ولا تعقن والديك وان امراك ان تخرج من اهلك ومالك ولا تتركن صلوة مكتوبة متعمدا فان من ترك صلوة مكتوبة متعمدا فقد برئت منه ذمة الله ولا تشربن خمرا فانه رأس كل فاحشة واياك والمعصية فان بالمعصية حل سخط الله واياك والفرار من الزحف وان هلك الناس و اذا اصاب الناس موت وانك فيهم فاثبت وانفق على عيالك من طولك ولا ترفع عنهم عصاك ادبا واخفهم في الله.

و عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ کہا وصیت کی ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کی:

۱۔ شرک نہ کرا اگرچہ تو جلا دیا جائے یا قتل کر دیا جائے۔

۲۔ والدین کی نافرمانی نہ کر اور اگرچہ وہ تجھ سے یہ کہیں کہ تو اپنے اہل سے اور مال سے نکل جا۔

۳۔ اور ہرگز نہ چھوڑ نماز فرض کو قصداً کہ جس نے ایسا کیا اللہ اس کو امان دینے

سے بری الذمہ ہے۔

۴۔ اور ہرگز نہ پی شراب کو۔ پس وہ جڑ ہے ہر فحش کی۔

۵۔ اور بیچ تو معصیت سے ﴿کہ﴾ پس بے شک نافرمانی سے غضب الہی ہے۔

۶۔ اور بیچ تو دشمن کو پیٹھ دینے سے اور اگرچہ ہلاک ہو جائیں لوگ۔

۷۔ اور جب لوگ مرتے ہوں اور تو ان میں ہے تو ثابت قدم رہ۔

۸۔ اور خرچ کراپنے عیال پر اپنے مال سے۔

۹۔ اور اپنا عصا ان سے نہ اٹھا دینے کے لئے ﴿یعنی نصیحت کے لئے بوقت

ضرورت مارنے اور زبردستی کرنے سے پرہیز نہ کر﴾

۱۰۔ اور ان کو ڈرا اللہ تعالیٰ کے معاملے میں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان باب الکبائر صفحہ ۱۸۔ مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۳۸)

## فوائد

☆ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ میں ”بیمین غموس“ کا ذکر ہے اور

دوسری حدیث میں ”شہادت زور“ (یعنی) جھوٹی گواہی ﴿کا ذکر ہے﴾

﴿بیمین غموس کا مطلب﴾ یعنی ایسی بیمین ﴿قسم﴾ جو آگ میں غرق کر دینے

والی ہے۔ اگرچہ ظاہر معنی یہ ہیں ”جھوٹی قسم“ ﴿یعنی بیمین غموس کا اگرچہ ظاہری

اور اصطلاحی معنی جھوٹی قسم ہے﴾ لیکن حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس آیہ کریمہ پر

غور کرنے کی ضرورت ہے۔

”وَمَا اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِينِ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِينِ“

(سورۃ واقعہ آیت ۹۰، ۹۱، رکوع ۱۶ پارہ ۲۷)

﴿ترجمہ﴾ اگر مرنے والا اصحاب یمین سے ہے تو سلام ہے تیرے لئے  
اصحاب یمین کی طرف سے۔

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ صلوٰۃ و سلام پڑھنے والے اصحاب یمین ہیں  
اور یمین کے معنی قسم کے بھی ہیں اور قسم تاکید و توثیق کے لیے ہوتی ہے اور قرآن  
مجید میں آیت میثاق۔ ”وَ اِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ“۔ ﴿الآیۃ﴾

(سورۃ آل عمران آیت ۸۱، پارہ ۳ رکوع ۱۷)

﴿اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا﴾ سے ظاہر کہ ”ایمان  
علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم“ کی تاکید فرمائی ہے اور اس کا  
نام ”میثاق“ یعنی ”عہد موکد“ بیان فرمایا ہے۔ تو یمین کے معنی ہوئے ”وہ قسم جو  
ایمان و تعظیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے لی گئی ہے کہ اس عہد پر قائم رہیں  
گے۔“

اگرچہ معنی بہت وسیع ہیں مگر اختصار کے مد نظر ان دو پر اکتفا کرتا ہوں۔  
تو ”یمین“ کنایہ ہے: ”ایمان محمد رسول اللہ سے اور درود شریف پڑھنے سے اور  
آپ کی تعظیم و توقیر و محبت سے۔“

آیت کریمہ۔ ”اِنَّ الدِّیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اِیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔“

اولئك لا خلاق لهم في الآخرة۔

(سورۃ آل عمران آیت ۷۷/ رکوع ۱۶/ پارہ ۳)

﴿ترجمہ﴾ بے شک جو بدل رہے ہیں عہد خداوندی اور اپنی یمینوں کو دولت دنیاوی سے، ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔

اصحاب الیمین ہیں یعنی دہنی طرف والے ہیں، پھر اصحاب شمال میں ہو رہے ہیں۔ بائیں طرف والوں میں ہو رہے ہیں۔

اور یہ امانت رسول و ترک درود سے۔

”وكانوا يصرون على الحنث العظيم۔“

(سورۃ واقفہ آیت ۴۶/ رکوع ۱۵/ پارہ ۲)

﴿اور اس بڑے گناہ کی ہٹ (ضد) رکھتے تھے۔﴾ اور یہ اصحاب شمال اصرار کرتے تھے حنث عظیم پر۔

”حنث“ (کا) معنی ”قسم توڑنا“، یعنی اپنی قسم ”تعظیم مصطفیٰ“ کی، توڑ

رہے ہیں، تو یاد رکھیں حسب ذیل امور اور ان کا تقابل خیال میں لائیں۔

۱۔ اصحاب یمین۔ درود شریف والے، دہنی طرف والے، چکی قسم والے۔

۲۔ اصحاب شمال، تارک درود شریف، بائیں طرف والے، قسم توڑنے پر مصر۔

آیت کریمہ۔ ”ان الذین یکتُمون ما انزل اللہ من الکتب

ویشترون بہ ثمنًا قليلًا اولئک ما یاکلون فی بطونہم الا النار

ولا يكلمهم الله يوم القيامة ولا يذكهم ولهم عذاب اليم ط اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى والعذاب بالمغفرة فما اصابهم على النار ط۔

(سورہ بقرہ آیت ۱۷۴/۱۷۵/۱۷۶ پارہ ۲)

﴿ترجمہ﴾ بے شک وہ لوگ جو چھپا رہے ہیں اس چیز کو جو خدائے تعالیٰ نے اتاری کتاب سے (جو مشتمل ہے نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور وہ یہود ہیں) [اور یہ وہابی دیوبندی] اور خرید رہے ہیں اس کے عوض دولت دنیا (پس نہیں ظاہر کرتے نعت ﴿فضائل و مناقب﴾ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) یہ لوگ نہیں کھا رہے ہیں اپنے شکموں میں مگر آگ کو اور نہ کلام فرمائے گا اللہ تعالیٰ ان سے روز قیامت اور نہ پاک فرمائے گا ان کو گناہوں سے۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے خرید لیا بدلے میں ہدایت کے (یعنی نعت نبی کے) گمراہی کو (نفاق کو) اور بدلے میں مغفرت (نعت نبی) کے عذاب کو (نفاق کو) کیسے سخت صابر ہیں آگ پر۔

تو منافقین (یعنی وہابی دیوبندی) جو تقسم بھی کہتے ہیں ”محمد رسول اللہ“۔

اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے۔ ”اذا جاءك المنافقون“۔ (الآیة)

(سورہ منافقون آیت ۱۳/۱۴/۱۵ پارہ ۲۸)

﴿ترجمہ﴾ جب حاضر خدمت ہوں منافق اور کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے

شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔  
اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں۔

اور ان کی گواہی جھوٹی گواہی، ”شہادت زور“، یعنی یہ قول ان کا محض زبانی اور  
دھوکہ دینے کے لئے ہے۔ ”يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا“

(سورہ بقرہ آیت ۹/ رکوع ۲/ پارہ ۱)

﴿ترجمہ: فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو۔ کنز الایمان﴾ کہ دھوکہ دینا  
چاہتے ہیں اپنے اس زبانی دعوے سے اللہ کو اور مسلمانوں کو، کہ اگر دل سے محمد  
رسول اللہ کہا ہوتا تو تعظیم کرتے، درود پڑھتے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
شان میں گستاخیاں نہ کرتے۔

”وَإِذَا قِيلَ لَهُم تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَالْإِسْلَامَ رَأَيْتَ  
الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا“

(سورہ نساء آیت ۶۱/ رکوع ۶/ پارہ ۵)

(ترجمہ) اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ قرآن کی طرف (تو آتے ہیں) اور  
رسول کی طرف! تو دیکھو گا تو منافقوں کو کہ رک جاتے ہیں تجھ سے رک جانا۔  
تو منافق کے دل میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رکاوٹ ہے۔

اب ان کی ﴿مندرجہ ذیل﴾ عبارتیں پڑھ لو!

☆ ”مرکڑی میں مل گئے“۔

☆ ”جس کا نام محمد ہے کسی چیز کا مختار نہیں“۔

☆ ”شیطان ان سے زیادہ عالم ہے“۔

☆ ”دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں“۔

☆ ”یا رسول اللہ کہنا شرک“۔

☆ ”ان سے مدد مانگنا شرک“۔

☆ ”ان کا نام سن کر انگوٹھا چومنا منع“۔

☆ ”جیسا علم ان کو ہے ایسا ہر صبی و مجنون بلکہ جانوروں کو حاصل“۔

☆ ”میلا دشریف شرک“۔

☆ ”سلف صالحین مشرک“۔

حالانکہ یہ سب ﴿گستاخانہ عبارتیں اور اقوال خبیثہ﴾ لغو و بکواس ہیں۔

”الامن و العلیٰ“، ”انباء المصطفیٰ“، ”حسام الحرمین“،

”برکات الامداد“، ”الطیب الفاتحہ“، ”خالص الاعتقاد“،

ملاحظہ فرمائیے کہ باطل کا بطلان صاف ظاہر ہو جائے گا۔

☆ حدیث حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ”نماز قصداً چھوڑنے سے آدمی

امان الہی سے نکل جاتا ہے“، پھر دیکھ لو بے نمازیوں کی نحوست کے نتائج کہ

مسلمانوں سے امن و امان اٹھتا جا رہا ہے۔ فرشتے پہرا دینے کے لئے اور حفاظت

کے لئے مقرر ہیں اور ان کی بدلیاں ہوتی رہتی ہیں۔



”لہ معقبات من بین یدیدہ ومن خلفہ“۔

(سورہ رعد آیت ۱۱/ پارہ ۱۳/ رکوع ۸)

﴿ترجمہ: آدمی کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے۔

کنز الایمان﴾

اور جب بندہ ترک نماز اور دیگر گناہ کبیرہ کرتا ہے تو حفاظت نہیں کی جاتی۔ اب ہر طرف سے بلائیں اور مصیبتیں ٹوٹ پڑتی اور ہجوم کرتی ہیں۔ ایسے وقت:

☆ استغفار اور درود شریف کی کثرت اور تقویٰ کا عہد کرے۔

☆ اپنے اہل و عیال کی تادیب ﴿اور ان کو نصیحت﴾ کرتا رہے۔

☆ اور اپنا عصا ﴿اپنی ذمہ داری﴾ ان سے نہ اٹھائے۔ ﴿بلکہ انہیں زجر و توبیخ کرتا رہے﴾

☆ اور یہ تادیب اللہ و رسول کی اطاعت کے لئے رکھے۔

☆ ”وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا“۔

(سورہ طہ آیت ۱۳۲/ پارہ ۱۶/ رکوع ۱۷۰)

﴿ترجمہ﴾ اپنے اہل و عیال کو نماز و درود کا حکم کرو اور خود اس پر قائم رہو۔

﴿ملاحظہ﴾

یہ بھی ہمیشہ یاد رہے کہ ”صلوٰۃ“ قرآن شریف میں بمعنی ”نماز“ اور بمعنی ”درود“ دونوں کے آیا ہے۔ تو اگر صراحتاً ایک معنی میں آیا، تو کنایتاً دوسری طرف بھی اشارہ فرماتا ہے۔ اور یہ دونوں، ”اعمال خیر“ ہیں اور افضل و محبوب اعمال

ہیں۔

آیت کریمہ:- ”ان الله و ملائكتہ يصلون على النبي۔ يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما“۔

(سورہ احزاب آیت ۵۶/ رکوع ۴/ پارہ ۲۲)

﴿ترجمہ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیج رہے ہیں نبی پر۔ اے ایمان دارو! درود و سلام بھیجو نبی پر۔

”تو يصلون“، ”صلوا“ ظاہر کہ ”صلوة“ سے ﴿مشتق ہیں﴾ اور ”الصلوة و السلام عليك يا رسول الله“ میں ”صلوة“ موجود۔ تو یہ ”صلوة“ اللہ کے لیے بمعنی ”نماز“ اور نبی کے لیے بمعنی ”درود“ اور اس سے کمال عظمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار مقصود۔

## کتاب الایمان

﴿باب الایمان بالقدر﴾

﴿تقدیر کی اہمیت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۲﴾

وعن ابن مسعود قال: حدثنا رسول الله ﷺ وهو الصادق المصدوق۔ ان خلق احدكم يجمع في بطن امه اربعين يوما نطفة ثم يكون علقه مثل ذاك ثم يكون مضغة مثل ذاك ثم يبعث اليه ملكا باربع كلمات فيكتب عمله

واجله ورزقه و شقى او سعيد ثم ينفخ فيه الروح فو الذى  
لا اله غيره ان احدكم ليعمل بعمل اهل الجنة حتى ما يكون  
بينه وبينها الا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل اهل  
النار فيدخلها وان احدكم ليعمل بعمل اهل النار حتى ما يكون  
بينه وبينها الا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل اهل  
الجنة فيدخلها (متفق عليه)

وعن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه - فرمايا رسول الله صلى الله عليه وسلم  
نے (حدیث کا جزو اول اختصاراً مذکور نہ کیا گیا) ﴿حضرت ابن مسعود سے مروی  
ہے کہ ہم سے صادق و مصدوق آقا ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کسی کی پیدائش  
ہونا ہوتی ہے تو اس کی ماں کے شکم میں چالیس روز اسے نطفہ کی صورت میں جمع کیا  
جاتا ہے پھر چالیس روز ”مضغہ“ کی صورت میں پھر چالیس روز ”علقہ“ کی  
صورت میں پھر فرشتہ کو چار چیزیں لے کر بھیجا جاتا ہے تو وہ اس کا عمل، اس کی  
اجل، اس کا رزق اور یہ کہ وہ شقی ہوگا کہ سعید وہ فرشتہ یہ سب لکھتا ہے پھر اس  
میں جان ڈالتا ہے ﴿پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم میں  
سے ایک شخص عمل کرتا ہے اہل جنت کے عمل، یہاں تک کہ جنت صرف ہاتھ بھر رہ  
جاتی ہے۔ پھر سبقت کرتا ہے اس پر تقدیر کا نوشتہ تو عمل کرتا ہے دوزخیوں کے سے  
، یہاں تک کہ دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ ”نعوذ باللہ من النار“۔ اور ایک  
شخص تم میں سے عمل کرتا ہے ابتداء دوزخیوں کے سے، یہاں تک کہ دوزخ ہاتھ

بھر رہ جاتی ہے، پھر تقدیر کا نوشتہ سبقت کرتا ہے تو عمل کرتا ہے جنتیوں کے، یہاں تک کہ داخل ہو جاتا ہے جنت میں۔ ”اللهم انا نسالك الجنة“۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر، صفحہ ۲۰۔ بخاری جلد ۶/صفحہ ۳۰۳ حدیث نمبر

۳۲۰۸۔ مسلم جلد ۲/صفحہ ۲۰۳۶/حدیث نمبر: ۱۔ سنن ابوداؤد جلد ۵/صفحہ ۹۲/حدیث نمبر ۴۷۰۸۔ ترمذی

جلد ۲/صفحہ ۳۸۸/حدیث نمبر ۲۱۳۷۔ سنن ابن ماجہ مقدمہ جلد ۱/صفحہ ۲۹/حدیث نمبر ۷۶)

## ﴿اعتبار خاتمہ کا ہوتا ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۳﴾

وعن سهل بن سعد قال: قال رسول الله ﷺ: ان العبد  
ليعمل عمل اهل النار وانه من اهل الجنة ويعمل عمل اهل  
الجنة وانه من اهل النار واما الاعمال بالخواتيم.

عن سهل بن سعد - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

بیشک ایک بندہ عمل کرتا ہے اہل نار کے عمل اور وہ بے شک فی الحقیقت (علم الہی میں) اہل جنت سے ہے۔

اور عمل کرتا ہے ایک شخص اہل جنت کے عمل (اور وہ علم الہی میں) اہل نار سے ہے، اور اس کے سوا نہیں کہ آخری اعمال کا اعتبار ہے۔

## ﴿اعمال خیر کی توفیق﴾

﴿حدیث نمبر ۱۲﴾

وعن مسلم بن یسار قال: سئل عمر بن الخطاب عن هذه الآية: "واذا اخذ ربك من بنى آدم من ظهورهم ذريتهم" - الآية. قال عمر: سمعت رسول الله ﷺ يسأل عنها فقال: ان الله خلق آدم ثم مسح ظهره بيمينه فاستخرج منه ذرية فقال: خلقت هؤلاء للجنة وبعمل اهل الجنة يعملون. ثم مسح ظهره فاستخرج منه ذرية. فقال: خلقت هؤلاء للنار وبعمل اهل النار يعملون. فقال: رجل، ففيم العمل يا رسول الله؟ فقال رسول الله ﷺ: ان الله اذا خلق العبد للجنة استعمله بعمل اهل الجنة حتى يموت على عمل من اعمال اهل الجنة فيدخله به الجنة و اذا خلق العبد للنار استعمله بعمل اهل النار حتى يموت على عمل من اعمال اهل النار فيدخله به النار.

(رواه مالك و الترمذی و ابوداؤد)

وعن مسلم بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بحذف الحدیث اختصاراً) ﴿مسلم بن یسار سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب سے آیت کریمہ "واذا اخذ ربك من بنى آدم من ظهورهم ذريتهم" -

الایہ - [ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی] کے بارے میں معلوم کیا گیا تب حضرت عمرؓ نے بتایا کہ آقا ﷺ سے جب اس کے بارے میں معلوم کیا گیا تھا تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرما کر ان کی پشت پر اپنا دست قدرت اپنی شان کے لائق پھیرا تو اس سے ایک ذریت نکالی اور فرمایا کہ میں نے انہیں جنت کے لئے پیدا فرمایا جتنی اعمال کے ساتھ جو یہ کریں گے۔ پھر اپنی شان کے لائق دوبارہ دست قدرت پھیرا تو ایک اور ذریت کو ان کی پشت سے نکالا اور فرمایا کہ میں نے انہیں دوزخ کے لئے پیدا فرمایا دوزخی اعمال کے ساتھ جو یہ کریں گے تب ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! پھر اعمال کا کیا کردار ہے؟ تب ﴿فرمایا رسول اللہ ﷺ﴾: بیشک جب اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے بندہ کو جنت کے لیے، عمل کراتا ہے اس سے اہل جنت کے عمل، یہاں تک کہ انتقال کرتا ہے انہی اعمال پر۔ پس داخل فرماتا ہے ان اعمال کے ساتھ اس کو جنت میں اور جب پیدا فرماتا ہے کسی کو نار کے لیے تو عمل کرنے دیتا ہے اسے دوزخیوں کے عمل، یہاں تک کہ مرجاتا ہے انہی اعمال پر۔ پس داخل فرماتا ہے اس کو ان اعمال سے دوزخ میں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان باب الایمان بالقدر صفحہ ۲۱۔ مؤطا امام مالک جلد ۲: کتاب القدر،

ترمذی باب القدر، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۴۴)

## فوائد

☆ ”خواتیم اعمال“ یعنی اعمال آخری کا اعتبار ہے۔ تو ہر شخص اپنی عمر کو آخری عمر گمان کرے اور فوراً ہی نیک اعمال میں مصروف ہو اور اپنے نیک اعمال پر بھی مطمئن نہ ہو کہ خدا نہ کردہ جس راہ پر وہ جا رہا ہے اس سے بہک جائے اور بد عمل ہو جائے اور اعمال صالحہ انعام خداوندی ہیں اور انعام ان کو ملتا ہے جو اپنے رب کو راضی کرتے ہیں اور یہ حسن عقیدہ اور درود شریف اور خشوع اور دعا سے ہوگا۔

☆ اور حدیث سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس کی مثال منافقین ہیں کہ حدیث شریف میں ہے:

”ایک قوم آخر زماں میں ہوگی، سرمنڈائے گی اور پا جامہ اونچے پہنے گی، تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں سے حقیر سمجھو گے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں سے حقیر سمجھو گے، پڑھیں گے قرآن کو اور وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ الخ“

تو یہ عمل کر رہے ہیں اہل جنت کے سے اور علم الہی میں یہ دوزخی ہیں۔ ”ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار“

(سورہ نساء آیت ۱۳۵/ رکوع ۱۷/ پارہ ۵)

﴿ترجمہ﴾ منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں۔

دوسری مثال ﴿یعنی بندہ اہل نار کے عمل کرتا ہے اور علم الہی میں وہ اہل جنت سے



ہے ﴿اس کی اہل سنت و جماعت کے مذنبین و گناہگار بندے ہیں جو عمل کر رہے ہیں دوزخیوں کے سے مگر بتقاضائے حدیث نبوی ”شفاعتی لاهل الكبائر من امتی“۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اپنے حسن عقیدہ کی برکت سے جنت میں جائیں گے، ایمان پر مرنا شرط ہے۔

☆ جو لوگ بد اعمالیاں کر رہے ہیں، توبہ کریں، حسن عمل کریں، نماز و روزہ حج و زکوٰۃ کے پابند ہوں، بکثرت درود پڑھیں کہ خدا نخواستہ سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔ تمہارا عقیدہ اچھا ہے، عمل بھی اچھے کرو۔ منافق کا عقیدہ برا ہے، عمل کی خوبی سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ”والذین کفروا اعمالہم کسراب“۔

(سورہ نور آیت ۳۹ / رکوع ۱۱ / پارہ ۱۸)

﴿ترجمہ﴾ اور جو کافر و ناشکرے ہوئے ان کے عمل سراب کی مانند کہ دھوپ میں چمکتا ہوا ریت، پیاسا اس کو گمان کر رہا ہے پانی، یہاں تک کہ جب آیا اس کے پاس، اسے کچھ بھی نہ پایا اور پایا اللہ کو اپنے نزدیک۔ تو اس کا حساب پورا کر دیا۔

تو یہ منافق اپنے اعمال پر بہت خوش ہو رہے ہیں، دھوپ میں ریت چمک رہا ہے، اسے پانی سمجھ رہے ہیں، اپنے اس عمل خیر کے سراب کی طرف آرہے ہیں، جب وہاں پہنچے تو دھوکہ اور فریب نظر تھا۔

انہیں جانا کہاں چاہیے تھا؟ یہ قرآن کریم سے پوچھو!

”ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوك فاستغفروا اللہ واستغفر

لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيمًا۔

(سورہ نساء آیت ۶۴ / رکوع ۶ / پارہ ۵)

﴿ترجمہ﴾ اور جب انہوں نے ظلم کیا ہوتا اپنی جانوں پر تو تیرے پاس آتے ہوتے پھر معافی چاہتے اللہ سے اور رسول بھی سفارش کرتے تو پاتے اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا، رحمت والا۔

اب یہاں دونوں آیتوں کا تقابل کرو۔

☆ وہاں اعمالِ حسنہ کیے!

☆ یہاں گناہ کیے!

☆ وہاں ”جاء“ اپنے حسنِ عمل کے پاس گئے جسے وسیلہ سمجھ رہے ہیں۔

☆ اور یہاں ”جاء وک“ تیری خدمت میں حاضر ہوتے تھے، وسیلہ بناتے۔

☆ وہاں ”وجد الله عنده“ اللہ کو اپنے نزدیک پایا مگر قہار۔

☆ یہاں ”لوجدوا الله توابا رحيمًا“۔ البتہ پاتے اللہ کو توبہ قبول فرمانے

والا رحيم۔

اب ہر ایک کو الگ الگ پڑھیے، مگر تقابل کا خیال رہے:

(۱) اعمالِ حسنہ کیے، انہیں پر بھروسہ کیا، ان اعمال کے پاس گئے، اللہ کو پایا ”قہار و جبار“۔

(۲) گناہ کیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہو گئے،

اللہ کو پایا ”تواب و رحيم“۔

## ﴿ کتاب الایمان ﴾

### باب اثبات عذاب القبر

#### ﴿ فتنہ قبر کی خبر ﴾

﴿ حدیث نمبر ۱۵۱ ﴾

وعن اسماء بنت ابی بکر قال: قام رسول الله ﷺ خطبنا فذكر فتنه القبر التي يفتن فيها المرء. فلما ذكر ذلك ضج المسلمون ضجة. رواه البخاری هكذا زاد النسائی: حالت بيني وبين ان افهم كلام رسول الله ﷺ فلما سكنت ضجتهم قلت لرجل قريب مني: اى بارك الله فيك ماذا قال رسول الله ﷺ فى اخر قوله؟ قال: قال: قد اوحى الى انكم تفتنون فى القبور قريبا من فتنه الدجال.

وعن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا۔ پس ذکر فرمایا فتنہ قبر کا کہ فتنہ میں ڈالا جائے گا انسان قبر میں پھر جب آپ نے یہ ذکر فرمایا تو اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین روئے اور آواز رونے کی بلند ہوئی۔ یہاں تک کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس درمیان کا کلام نہ سن سکی۔ پھر جب سکون ہوا تو میں نے قریب والے شخص سے پوچھا:

کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ارشاد؟  
کہا:

فرمایا آپ نے:

”تحقیق وحی کی گئی ہے میری طرف کہ بے شک تم (اے سامعین) فتنے میں ڈالے  
جاؤ گے قریب فتنہ و جال کے۔“

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر صفحہ ۲۶۔ بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۳۷۔ نسائی  
جلد ۲ صفحہ ۱۰۳/حدیث نمبر ۲۰۶۲)

## ﴿کافر کا عذاب قبر﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶﴾

وعن ابی سعید قال: قال رسول الله ﷺ: ليسلط على  
الكافر في قبره تسعة و تسعون تنيناً تنهسه و تلدغه حتى  
يقوم الساعة لو ان تنينا منها نفخ بالارض ما انبتت  
خضرا۔ (رواه الدارمي و روى الترمذی نحوه وقال سبعون  
بدل تسعة و تسعون)

و عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے:

کافر پر اس کی قبر میں مسلط کیئے جائیں گے ننانوے (۹۹) عظیم الجثہ زہریلے

سانپ۔، برابر ڈستے رہیں گے قیامت تک، اگر ایک سانپ بھی ان میں کا زمین پر پھونک مارے تو زمین سبزہ نہ اگائے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر صفحہ ۲۶۔ سنن دارمی جلد ۲ صفحہ ۴۲۶/ حدیث نمبر ۲۸۱۵۔ مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۸۔ ترمذی (ہم معنی حدیث) جلد ۴ صفحہ ۵۵۱/ حدیث نمبر ۲۴۶۰)

## فوائد

☆ حدیث اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ”تم فتنے میں ڈالے جاؤ گے قریب فتنہ دجال کے“ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد غالباً پورا ہو گیا، کہ ان کے مقابر یک چشم، نجدیت نے منہدم کیے اور بے حرمتی کی، جائے بول و براز بنائے، حجاج سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے مگر وہ جو منافق نہ ہو، حالانکہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جو قبر سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، منع فرمایا کہ صاحب قبر کو ایذا نہ دے۔

﴿کتاب الایمان﴾

## باب الاعتصام بالکتاب والسنة

﴿بہترین کلام، کلام اللہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۱﴾

وعن جابر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اما بعد! فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد و شر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة. (رواه مسلم)

عن جابر رضى الله تعالى عنه - فرمايا رسول الله صلى الله عليه وسلم نے:  
 بہترین کلام کتاب اللہ اور بہترین ہدایت، ہدایت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور  
 بدترین امور نئی باتیں ہیں۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۲۷- صحیح مسلم جلد ۷/ کتاب الجمعة  
 باب تخفيف الصلوة والخطبة حدیث نمبر ۴۳ مطبوعہ بیت الافکار الدولیہ ریاض)

## ﴿نبی رحمت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸﴾

وعن ابی موسیٰ قال: قال رسول الله ﷺ: مثل ما بعثنی  
 الله به من الهدی والعلم کمثل الغیث الكثير اصاب ارضا  
 فكانت منها طائفة طيبة قبلت الماء فانبتت الکلاً والعشب  
 الكثير وكانت منها اجادب امسکت الماء فنفع الله بها الناس  
 فشربوا وسقوا وزرعوا واصاب منها طائفة اخرى انما هی  
 قیعان لا تمسک ماء ولا تنبت کلاً فذاک مثل من فقه فی دین  
 الله و نفعه بما بعثنی الله به فعلم وعلم و مثل من لم یرفع  
 بذالک رأسا یقبل هدی الله الذی ارسلت به۔ (متفق علیہ)

وعن ابی موسیٰ رضى الله تعالى عنه - فرمايا رسول الله صلى الله عليه وسلم

نے:

میری اور اس علم و ہدایت کی مثال جس کے ساتھ میں بھیجا گیا، ابر رحمت کی طرح ہے جو زمین پر برسا، تو جو اچھی زمین تھی اس نے سبزہ اگایا اور کچھ زمین میں جذب ہو گیا اور گڈھوں میں ٹھہر گیا کہ لوگوں نے پیا اور کھیتی کے کام آیا، جانوروں نے پیا۔

اور خراب زمین جس میں نہ تو ٹھہرا اور نہ اس میں سبزہ پیدا ہوا، تو یہ ﴿اچھی زمین﴾ مثال ہے اس شخص کی جو فقیہ ہو دین میں۔ اللہ نے اس کو نفع دیا۔ پس علم حاصل کیا اور دوسروں کو بتایا اور یہ دوسری ﴿بری﴾ زمین یہ مثال ہے اس شخص کی جس نے اپنا سر نہ اٹھایا اور اللہ کی ہدایت قبول نہ کی۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۲۸۔ بخاری جلد ۱۳ صفحہ

۲۵۰۔ حدیث نمبر ۲۸۳۷۔ مسلم جلد ۲ صفحہ ۷۸۸/۱۷ حدیث نمبر ۱۶)

## ﴿آخری زمانے کے دجال کذاب﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹﴾

وعن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: یكون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباکم۔ فیاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ (رواہ مسلم)



عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:  
ہوں گے آخری زمانے میں دجال کذاب۔ لائیں گے تمہارے پاس ایسی باتیں  
جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے نہیں سنیں۔ تو ان سے بچو! انہیں اپنے سے دور  
کرو! ایسا نہ ہونہیں گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان،  
باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۲۸۔ مسلم مقدمہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۔ حدیث نمبر ۷۔ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۴۹)

## ﴿اسلام کی ابتدائی اور آخری حالت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰﴾

وعنه (ابی ہریرۃ) قال: قال رسول الله ﷺ: بدأ الاسلام غريبا و سيعود كما بدأ۔ فطوبى للغرباء!

وعنه ﴿عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾ اسلام غربت سے  
شروع ہوا اور عنقریب لوٹے گا اپنی حالت غربت کو، پس خوشخبری ہو غریبوں کو۔  
(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۲۹۔ مسلم جلد ۱ صفحہ ۸۴ مطبوعہ مجلس  
برکات باب بیان ان الاسلام بدأ غریبا۔ ترمذی جلد ۵ صفحہ ۱۹ حدیث نمبر ۲۶۲۹۔ ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۱۹  
حدیث نمبر ۲۹۸۶۔ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۸۹)

## ﴿اسلام کا مدینہ میں سمٹ جانا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۱﴾

وعنه (ابی ہریرۃ) قال: قال رسول الله ﷺ: ان الايمان ليأرز الى المدينة كما تارز الحية الى جحرها۔ (متفق عليه)

وعنه ﴿عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک ایمان ضرور داخل ہو جائے گا مدینہ میں جیسے سانپ داخل ہو جاتا ہے اپنے سوراخ میں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۲۹۔ بخاری جلد ۴ صفحہ ۹۳ حدیث نمبر ۱۸۷۶۔ مسلم جلد ۱ صفحہ ۸۴ مطبوعہ مجلس برکات باب بیان ان الاسلام بداء غریبا۔ حدیث نمبر ۱۴۷۷۔ ترمذی (ہم معنی حدیث) حدیث نمبر ۱۷۰۱۔ ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۸۔ حدیث نمبر ۳۱۱۱۔ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۸۶)

## فوائد

بدعت دو طرح ہے:

﴿۱﴾ حسنہ۔ ﴿۲﴾ اور سیئہ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی جماعت کے متعلق فرمایا:

”نعمت البدعة هذه“ یہ اچھی بدعت ہے جیسے آگے معلوم ہوگا۔

قرآن شریف میں سبح رحمت بعض آیات میں کنایہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

”فانظر الى اثر رحمة الله كيف يحيى الارض بعد موتها ان ذلك لمحى الموتى“۔ (سورہ روم آیت ۵۰/ رکوع ۸/ پارہ ۲۱)

﴿ترجمہ﴾ پس دیکھو تو آثار رحمت الہی (یعنی بارش کے نتائج کی طرف) کس طرح مردہ جلاتا ہے۔ بے شک مردہ زندہ کریں گے۔

قطع نظر ابرو و سحاب کے کہ حدیث میں فرمایا میری مثال بادل کی طرح ہے۔

رحمت الہی کون ہے؟

”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“۔

(سورہ انبیاء آیت ۷۰/۱۰ رکوع ۷/ پارہ ۱۷)

﴿ترجمہ: (اے محبوب) ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

کنز الایمان﴾

قرآن شریف میں ”رحمت و نعمت“ اشارہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پس ابر رحمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بارش آپ کے فیوض و برکات ہیں اور زندگی و حیات، ایمان و حسن عمل ہے۔ بے شک یہ مردہ جلانے کا یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام۔

اور آیت کریمہ

”وفی الارض قطع متجورات“۔ الآیۃ

(سورہ رعد آیت ۴/ رکوع ۷/ پارہ ۱۳)

﴿ترجمہ﴾ اور زمین کے مختلف قطعے ہیں پاس پاس اور باغات۔ الخ

☆ یہ کنایہ ہے کفار اور مومنین کی طرف کہ ابر رحمت سب پر برسا۔ وہ خراب زمین تھی، پیداوار نہ ہوئی۔

☆ اور یہ اچھی زمین تھی، ایمان کے درخت اگے اور سبزہ اور باغ و بہار پیدا

ہوئے۔

☆ اور حدیث میں وہ زمین جس میں پانی رک گیا وہ علماء ھیں اور اولیاء ھیں جن کے فیوض و برکات سے جانور و انسان، نباتات فیض پار ھے ھیں۔

☆ ”حدیث ﴿نمبر﴾ ۱۹“ آخر زمانہ میں دجال و کذاب کا ذکر۔ یہ ”آخر زمان“ اشارہ ھے ان فتنوں کی طرف جو حضور کی بعثت سے ایک ہزار سال بعد ھوئے۔

اور یہ فتنہ وہابیت جو ”ابن عبدالوھاب“ نے اٹھایا اس کی پیدائش ۱۱۱۱ھ کی ھے کہ تمام علمائے سلف کو کافر و مشرک بتایا۔ فتنہ و فساد، پھوٹ اور اختلاف، امت میں پیدا کیا۔ وہ باتیں کہیں جو مسلمانوں کے لیے نئی تھیں کہ ان کے طریقہ قدیم آبائی کو کفر و شرک بتایا۔

تو حضور کا ارشاد مبارک ”کل بدعة ضلالة“ ان ہی کی جماعت کے متعلق ھے کہ جتنے فرقے نئے پیدا ھوں سب گمراہ ھیں۔ ہر بدعت یعنی ہر فرقہ جدیدہ رافضی، وہابی، قادیانی، غیر مقلد، نیچری سب بدعت ھیں اور ضلالت۔ نہ کہ میلاد شریف، غرباء کو کھانا کھلانا اور اذان کے بعد صلاۃ۔ یہ سب خیر ھیں تو بدعت حسنہ کہ دین کے موافق ھیں نہ متضاد۔

☆ ”حدیث ﴿نمبر﴾ ۲۰“ معرفت مومن کے لیے ھے۔ ہر شہر میں غرباء سنی صحیح العقیدہ اور امراء بیشتر الا ماشاء اللہ بدعقیدہ۔

”حدیث ﴿نمبر﴾ ۲۱“ ایمان کو مدینے میں سمٹ آنے اور داخل ھونے کو فرمایا۔ یہ بھی یاد رہے کہ ”غرباء“ میں۔ نہ یہ کہ ارکان حکومت و اہل دولت میں۔ پھر مدینہ شریف محبت نبوی کے لئے مشہور اور وہ دل بھی مدینہ ھے جہاں

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ تو ایمان ایسے ہی دل میں داخل ہوتا ہے۔  
 اور وہ دل جو مدینہ نہیں، نجد ہے۔ اس دل میں ایمان نہیں داخل ہوتا بلکہ  
 شیخ نجدی۔ اور اے لوگو جاننے ہو شیخ نجدی کون؟ تو سن لو! خوب کان کھول کر سن  
 لو! اصطلاح شرع میں ”شیطان“ کو ”شیخ نجدی“ کہتے ہیں۔  
 ”اللهم احفظنا عن فتنة الشيخ النجدی و کل مسلم و مسلمة  
 آمین“۔

## ﴿ کتاب الایمان ﴾

### باب الاعتصام بالکتاب والسنة

#### ﴿ انتراق امت ﴾

﴿ حدیث نمبر ۲۲ ﴾

وعن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله ﷺ: لياتين  
 على امتي كما أتى على بني إسرائيل حذ والنعل بالنعل  
 حتى ان كان منهم من اتى امه علانية لكان في امتي من  
 يصنع ذالك وان بني اسرائيل تفرقت عى ثنتين و سبعين  
 ملة و تفرق امتي على ثلث و سبعين ملة. كلهم في النار الا  
 ملة واحدة. قالوا: من هي يا رسول الله؟ قال: ما انا عليه و  
 اصحابي۔

(رواه الترمذی)

وعن عبد الله بن عمرو رضى الله تعالى عنه - فرمايا رسول الله صلى الله عليه وسلم نے:

ایسا ہی حال میری امت پر بھی آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر آیا یہاں تک کہ وہ بھی ہو جو اپنی ماں کے پاس آیا علانیہ (بدکاری کے لیے) البتہ ایسا ہی میری امت میں بھی ہوگا اور بنی اسرائیل متفرق ہو گئے بہتر (۷۲) فرقوں میں اور میری امت متفرق ہوگی بہتر فرقوں میں، سب آگ میں جائیں گے مگر ایک۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۳۰ - ترمذی جلد ۵ صفحہ ۲۶ حدیث نمبر ۲۶۴۲۔)

﴿امت مسلمہ گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳﴾

وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله لا يجمع امتي او قال امة محمد على ضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار۔ (رواه الترمذی)

وعن ابن عمر رضى الله تعالى عنه - فرمايا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے:

اللہ تعالیٰ میری امت کو مجتمع نہ فرمائے گا گمراہی پر اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے، اور جو جماعت سے الگ ہو وہ آگ میں گیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۳۰ - ترمذی جلد ۴ صفحہ ۴۰۵ حدیث نمبر ۲۱۶۷۔)

## ﴿سواد اعظم کی اتباع﴾

﴿حدیث نمبر ۲۴﴾

و عنه (ابن عمر) قال: قال رسول الله ﷺ: اتبعوا السواد  
الاعظم فانه من شذ شذ في النار. (رواه ابن ماجه عن انس)

و عنه ﴿عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما﴾ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

پیروی کرو بڑی جماعت کی پس بے شک جو اس سے الگ ہو وہ آگ میں گیا۔  
(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۳۰۔ سنن ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰۳ /  
حدیث نمبر ۳۹۵۰۔ مرقات جداول صفحہ ۳۸۳)

## ﴿فتنوں کے وقت عمل خیر کی اہمیت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۵﴾

وعن ابی ہریرۃ قال: قال رسول الله ﷺ: انکم فی زمان  
من ترک منکم عشر ما امر به هلك ثم یأتی زمان من عمل  
منہم بعشر ما امر به نجا. (رواه الترمذی)

و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:  
تم لوگ ایسے زمانے میں ہو کہ جو تم میں سے چھوڑ دیگا دسواں حصہ اس چیز کا کہ اس  
کا حکم دیا گیا تو ہلاک ہو جائے گا۔ پھر ایک زمانہ آئے گا جو عمل کرے گا اس زمانے



والوں میں سے دسواں حصہ اس چیز پر کہ جس کا حکم دیا گیا نجات پا جائے گا۔  
(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۳۱-ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۵۹ حدیث نمبر ۲۲۶۷)

## ﴿سودا اعظم سے علیحدگی کا وبال﴾

﴿حدیث نمبر ۲۶﴾

وعن ابی ذر قال: قال رسول الله ﷺ: من فارق الجماعة شبرا  
فقد خلع رقبته الاسلام من عنقه. (رواه احمد و ابو داؤد۔)

وعن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے:

جو ہٹا جماعت سے بالشت بھر بھی تو اس نے اتار دیا حلقہ اسلام کا اپنے گلے سے۔  
(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۳۱-سنن ابو داؤد جلد ۵ صفحہ ۱۱۸  
حدیث نمبر ۴۷۵۸-مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۱۸۰)

## ﴿شیطان بھڑیئے کے مثل ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۷﴾

وعن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله ﷺ: ان الشيطان  
ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذ الشاذة والقاصية و  
الناحية و اياكم والشعاب و عليكم بالجماعة العامة۔  
(رواه احمد)

عن معاذ بن جبل رضى الله تعالى عنه - فرمايا رسول الله صلى الله عليه وسلم نے:

بے شک شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ جیسے بھیڑیا اس بھیڑ کو پکڑ لیتا ہے جو تنہا رہ جاتی ہے اور اپنی جماعت سے دور ہوتی ہے اور گھاٹیوں سے بچو! اور لازم پکڑ لو جماعت عام کو۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۳۱۔ مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۵۲۔ ترمذی جلد ۵ صفحہ ۳۵۳۔ ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۱۸ حدیث نمبر ۲۸)

## ﴿جدال و عناد کے بعد گمراہی﴾

﴿حدیث نمبر ۲۸﴾

و عن ابی امامة قال: قال رسول الله ﷺ: ماض قوم بعد هدى كانوا عليه الا اوتوا الجدل ثم قرأ رسول الله ﷺ هذه الآية: "ما ضربوه لك الا جدلا بل هم قوم خصمون" - (رواه احمد والترمذی وابن ماجه)

و عن ابی امامة رضى الله تعالى عنه - فرمايا رسول الله صلى الله عليه وسلم نے:

نہیں گمراہ ہوئی کوئی قوم بعد اس کے کہ وہ ہدایت پر تھی مگر یہ کہ دیے گئے ”جدال و عناد“۔ پھر پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو:

”ما ضربوه لك الا جدلا بل هم قوم خصمون“ -

(سورۃ زخرف آیت ۵۸/ رکوع ۱۲/ پارہ ۲۵)

﴿ترجمہ: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑالو

لوگ۔ کنز الایمان﴾

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۳۱۔ مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۵۲۔ ترمذی

جلد ۵ صفحہ ۳۵۳ حدیث نمبر ۳۲۵۳۔ ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۱۸ حدیث نمبر ۴۸)

## فوائد و تشریح

☆ ”میری امت تہتر فرقہ ہو جائے گی، سب آگ میں جائیں گے مگر ایک“، اس حدیث کے وجود ہی سے انکار کیا ہے وہابیہ نے ”سفر السعادة“ نام کی ایک کتاب میں اور یہ اس لیے کہ وہ اس کو اپنے خلاف میں سمجھتے ہیں۔

☆ اس حدیث میں جماعت کثیر کی پیروی کا حکم ہے اور بحمدہ تعالیٰ عقیدہ حقہ اہل سنت و جماعت (جسے یہ لوگ بریلوی کہتے ہیں) قدیم سے اکثریت کا عقیدہ ہے اور بحمدہ تعالیٰ اسی عقیدہ والوں کی اکثریت ہے اور ان احادیث ہی سے ثابت کہ عقیدہ وہابیہ، دیوبندیہ، نیچریہ، قادیانیہ، رافضیہ وغیرہم باطل ہیں کہ مذہب، جماعت کثیر کا نہیں بل کہ اقلیت کا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔ جن باتوں کو بدعات سیئہ کہا جا رہا ہے کیا ان پر اجماع امت نہ ہو چکا؟ تمام بلاد اسلامیہ میں قدیم سے میلاد نبی صلی

اللہ علیہ وسلم و قیام ﴿﴾ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرنے ﴿﴾ پر امت جمع ہوئی اور علماء و اولیاء و صلحاء کا معمول۔

☆ ”حدیث ﴿﴾ نمبر ﴿﴾ ۲۵“ چونکہ اس زمانے میں فتن ﴿﴾ فتنے ﴿﴾ بہت ہوں گے کہ ایمان پر قیام نہایت مشکل ہوگا۔ اس لیے قیام ایمان کا ثواب زیادہ ہوگا جو باعث نجات ہو جائے گا۔ اور اسی زمانے میں دیکھ لیجئے۔

☆ ”حدیث ﴿﴾ نمبر ﴿﴾ ۲۸“، ”جو قوم ہدایت پر تھی پھر گمراہ ہوئی، مگر یہ کہ دیا گیا اس قوم کو عناد“۔ کس سے یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے؟  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے!

اور یہ منافقین ہیں جن کے دل میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد و جدال ہے۔

ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور اپنے نفس کے دھوکے میں نہ آئیں۔  
”و غرکم باللہ الغرور“۔

(سورہ حدید آیت ۱۲ / پارہ ۲۷ / رکوع ۱۸)

﴿﴾ ترجمہ ﴿﴾ اور دھوکا دیا تم کو (اے منافقین) اللہ کا نام لے کر دھوکہ باز نہ۔  
یعنی شیطان نے۔ یعنی تو حید تم اس کو سمجھے کہ نبی کی توہین کرو۔  
☆ آیہ کریمہ جو حدیث میں ہے:

”وما ضربوہ لك الا جدلا بل هم قوم خصمون“۔

(سورہ زخرف آیت ۵۸ / رکوع ۱۲ / پارہ ۲۵)

﴿ترجمہ﴾ آپ کے لئے اے نبی! مثالیں نہ بیان کیں مگر بوجہ عناد کے، بلکہ یہ قوم جھگڑالو ہیں۔

اب ان کی بعض مثالیں سن لو:

﴿۱﴾ ایسا علم ﴿یعنی جیسا رسول کو ہے﴾ تو ہرنچے اور پاگل وغیرہ کو حاصل ہے۔  
 ﴿۲﴾ بڑے بھائی کی طرح ہیں۔

﴿۳﴾ نماز میں ان کا خیال آنا گدھے بیل کے خیال سے بدتر وغیرہ وغیرہ۔ نعوذ باللہ۔  
 ”انظر كيف ضربوا لك الامثال فضلوها فلا يستطيعون سبيلا“  
 (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۸ / رکوع ۵ / پارہ ۵)

﴿ترجمہ﴾ دیکھو تو اے نبی! کیسی تشبیہیں تمہیں دے رہے ہیں؟ تو گمراہ ہوئے  
 اب راستے پر آنے کی استطاعت نہ رکھیں گے۔

منافق اور کافر کا حکم ایک ہی ہے یعنی منافقین کفار ہیں۔ اس لیے کہا کہ وہ  
 مصداق ہیں اُن آیات کے جو کہ منافقین کے بارے میں آئیں۔

☆ ”حدیث ﴿نمبر﴾ ۲۷“ میں فرمایا: ”گھاٹیوں سے بچو“ اور گھائی سے مراد  
 نجدیت اور اس کے امثال ہیں۔

آیہ کریمہ ”الم نجعل له عينين۔ ولسانا وشفقتين۔ وهدينه  
 النجدين۔ فلا تقتحم العقبة۔ وما ادريك ما العقبة“۔

(سورۃ بلد آیت ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، پارہ ۳۰ / رکوع ۱۵)

﴿ترجمہ﴾ کیا ہم نے اس کی دوا نکھیں نہ بنائیں اور زبان اور دلب اور اس کو دو بلندیوں کی طرف رہ نمائی نہ کی۔ پھر بھی بلا تامل گھاٹی میں نہ کودا اور تو کیا جانے وہ گھاٹی کیا ہے؟ دوا نکھیں!

مراد اس سے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ہے کہ یہ روحانیت کی دوا نکھیں ہیں۔ زبان اور دو ہونٹ۔

تو زبان ”لا الہ الا اللہ“ پڑھنے کے لیے ہے۔ پڑھ کر دیکھ لو! تجربہ کرو کہ لب اس حالت میں بے عمل رہیں گے صرف زبان کی حرکت سے کلمہ طیبہ کا یہ جز اول پڑھا جائے گا۔

اب آگے پڑھو! ”محمد رسول اللہ“۔ تجربہ کرو تو دیکھو گے اب لب متحرک ہو گئے۔

”نجدین“ دو بلندیاں اور مراد اس سے بیت اللہ اور گنبد خضراء ہیں۔ جو بچے کے لئے دو پستانوں کی مانند ہیں کہ ہر دوسے دودھ پیتا ہے۔ یہ اہتمام فرماتا ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ﴿فضائل و مناقب﴾ کا مگر پھر بھی بلا تامل، بلا تحقیق، بے غور و فکر، بے سوچے سمجھے، لوگ ہیں کہ گھاٹی میں، کھڈ میں، پستی میں گر رہے ہیں۔

یہاں آیہ کریمہ میں ”نجد“ بمعنی ”بلندی“، تو کعبہ اور گنبد خضراء کو کہا اور اُس نجد کی طرف گھاٹی سے کنایہ فرمایا۔

”فك رقبة۔ او اطعم۔ في يوم۔ ذي مسغبة يتيما ذا مقربة۔ او مسكينا ذا متربة۔ ثم كان من الذين امنوا وتواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمة۔ اولئك اصحاب الميمنة“۔

(سورہ بلد، آیت ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲)

﴿ترجمہ﴾ غلام کی گردن چھڑانا۔ بھوکے کو بھوک کے دن کھانا کھلانا۔ یتیم کو جو قربت دار ہے یا مسکین کو جو خاک والا ہے پھر ہوان سے جو ایمان لائے اور حق و رحم کی وصیت کی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اصحاب یمین ہیں۔

”رقبہ“ (گردن) اور آخر میں ”اصحاب یمین“ کا ذکر، ایک عجیب مناسبت رکھتا ہے۔ غلام کی رقبہ (گردن) پر آقا اپنے یمین (دائیں ہاتھ) سے قبضہ کرتا ہے۔ ”گردن پر دہنے ہاتھ سے قبضہ کرنا“ یہ اصطلاح ہے کہ قبضہ کرنے والا ”آقا“ اور وہ ”عبد“ ہے اور یہ ”رقبہ“ (گردن) ”ملک“ (مال) ”یمین“ (دینے ہاتھ کا) ہے۔ گردن غلام کی ہے اور یمین دینا ہاتھ آقا کا ہے۔

تو اصحاب ”یمین“ کے ایک معنی اور بھی واضح ہوئے:

”نحن عباد محمد صلى الله عليه وسلم“

”گردن“ ہماری۔ ”ملک یمین“ ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یعنی آپ ﴿آقائے ﷺ﴾ کے دینے ہاتھ کا ”مال“ اور ”مقبوضہ“ اور جس کی گردن پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا تو یہ ”رحمة للعالمين، رؤف الرحيم“



کی ملکیت ہوئی۔ تو یہ گردن عذاب کے فرشتوں کی گرفت سے آزاد ہے۔  
 ☆ ”فك رقبه“ - ”غلام کی گردن چھڑانا“ یہ ہے کہ وہ غلامی محمد رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرے۔

☆ اور پھر اصحاب یمین کے وہ معنی جو صراحۃً قرآن مجید ”سورہ واقعہ“ میں مذکور  
 ہوئے:

”درو و سلام پڑھنے والے“

تو اس محل میں اصحاب یمین کے تذکرے سے صاف واضح کہ یہ آیات رد و ہابیت  
 و نجدیت فرما رہی ہیں۔

☆ اور ”غلام کی گردن چھڑانا“ بایں معنی بھی محتمل کہ جب بندہ قبر میں گیا اور اپنے  
 سوئے اعمال کی پاداش میں اس کی گردن پکڑی گئی، تو صدقہ و خیرات، کھانا کھلانا  
 غرباء و مساکین کا، کہ معمول قدیم اہل ایمان ہے، یہ ”فدیہ“ ہو جاتا ہے اور اس  
 کا ثواب مردے کی روح کو پہنچانا، ایسا ہے جیسے بھوکے کو کھانا کھلانا کہ وہ وہاں بھوکا  
 اور حاجت مند ہے، تو ”یتیم مسکین“ کا کنایہ اس میت کی طرف بھی ہوتا ہے۔

☆ یتیم ہے اس لحاظ سے کہ اپنے ورثہ سے منقطع ہے۔

☆ ”ذا مقربة“۔ ”قربت دار“۔ مسکین اس اعتبار سے کہ دولت ثواب اعمال  
 سے خالی ہاتھ ہے۔ جب ایصال ثواب کیا گیا تو اس کو یہ دولت ملی جس کی اس کو  
 بہت حاجت۔

☆ ”ذا متربة“۔ ”صاحب خاک یا صاحب تربت“۔

☆ اور یہ ”اہل عقبہ“ (گھائی والے) ان کاموں کو روکتے ہیں اور حیلہ، بدعت کا کرتے ہیں جس سے میت کو خیر و ثواب و فائدہ ملتا اور وہ کار خیر ہے، تو غلام کی گردن کو نہیں چھڑاتے۔ تو یہ ”مناع للخیر“ ﴿یعنی﴾ خیر کو بہت زیادہ روکنے والے ہیں۔

تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف میں جو۔

”مناع للخیر معتد اثم۔ عتل بعد ذلک زنیم“

(سورہ قلم آیت ۱۲، ۱۳، رکوع ۳، پارہ ۲۹)

آیا، اس کے مصداق فی زمانہ یہی ہیں۔

## کتاب فضائل القرآن

### ﴿تدوین قرآن﴾

﴿حدیث نمبر ۲۹﴾

وعن زید بن ثابت قال ارسل الی ابو بکر مقتل اهل الیمامة  
فاذا عمر بن الخطاب عنده۔ قال ابو بکر: ان عمر اتانی  
فقال: ان المقتل قد استحر یوم الیمامة بقراء القرآن وانی  
اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذهب کثیر من  
القرآن وانی ارئ ان تامر بجمع القرآن۔ قلت لعمر: کیف

تفعل شيئاً لم يفعله رسول الله ﷺ؟ قال عمر: لهذا. و الله - خیر۔ فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح الله صدری لذلك ورأیت فی ذالك الذی رأى عمر۔ قال زید: قال ابو بكر: انك رجل شاب عاقل لا نتهمك و قد كنت تكتب الوحي لرسول الله ﷺ فتتبع القرآن فاجمعه! فو الله لو كلفوني نقل جبل من الجبال ماكان اثقل على مما امرنی به من جمع القرآن۔ قال: قلت: كيف تفعلون شيئاً لم يفعله رسول الله ﷺ؟ قال: هو۔ و الله - خیر۔ فلم یزل ابو بكر یراجعنی حتی شرح الله صدری للذی شرح له صدر ابی بكر و عمر۔ فتتبع القرآن اجمعه من العسب و اللخاف و صدور الرجال حتی وجدت اخر سورة التوبة مع ابی خزیمة الانصارى لم اجدھا مع احد غیره۔ ”لقد جاءكم رسول من انفسكم“ حتی خاتمة براءة فكانت الصحف عند ابی بكر حتی توفاه الله ثم عند عمر حیوته ثم عند حفصة بنت عمر۔ (رواه البخاری)

وعن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ کہا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے: (اور آپ کا تب وحی میں)

مجھے بلوایا زمانہ قتل اہل یمامہ میں کہ (اہل نجد ہیں) حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی وہاں موجود ہیں۔

فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ:

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور کہا سخت قتال ہوا یمامہ کی جنگ کے دن قرآن قرآن کا اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر ایسے ہی حفاظ قرآن شہید ہوئے تو بہت سا قرآن جاتا رہے گا اور میں پسند کرتا ہوں کہ آپ حکم دیں قرآن کے جمع کرنے کا۔ میں نے کہا:

اے عمر! کیسے کرو گے تم وہ چیز جو نہیں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یعنی بدعت ہے)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

یہ۔ ”قسم خدا کی“۔ خیر ہے۔

تو اسی طرح میرے اور ان کے درمیان لوٹ پھیر ہوتی رہی یہاں تک کہ شرح صدر (سینہ کھل جانا) کر دیا میرا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اور میں نے بھی پسند کیا جس کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پسند کیا اور اے زید!

”تم نو جوان، عاقل ہو۔ تمہاری عدالت مسلم ہے اور تم وحی لکھا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ پس تم تلاش کرو قرآن کو اور جمع کرو“ (یعنی ایک کتاب میں)

پس قسم ہے اللہ کی اگر وہ مجھے تکلیف دیتے پہاڑ ڈھونے کی تو وہ اس سے زیادہ بھاری نہ ہوتا میرے لیے جس کا مجھے حکم دیا یعنی جمع قرآن کا۔

تو میں نے کہا:

”کیوں کر کریں گے آپ لوگ وہ کام کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔

کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

وہ۔ واللہ۔ خیر ہے۔

بس بار بار یہی لوٹ پھیر ہوتی رہی یہاں تک کہ میرا سینہ بھی کھول دیا اللہ تعالیٰ نے اس چیز کے لئے کہ کھولا سینہ ابی بکر و عمر کا اس کے لیے۔

پس تلاش کیا میں نے قرآن کو کہ میں اس کو جمع کرتا ہوں الواح اور تختیوں اور پتھروں کے پتروں اور لوگوں کے سینوں سے یہاں تک کہ میں نے پایا ”سورہ توبہ“ کی آخری آیات کو ”ابو خزیمہ“ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس۔ یہ مجھے کہیں اور دستیاب نہ ہوئی وہ آیت یہ ہے:

”لقد جاءكم رسول“۔ الی اخرہ۔

(سورہ توبہ آیت ۱۲۱ رکوع ۵ / پارہ ۱۱)

﴿ترجمہ: تحقیق کہ تمہارے پاس ایک رسول آئے﴾

پھر یہ صحیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا یہاں تک کہ

وفات پائی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین کے پاس۔ رواہ البخاری۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن باب اختلافات القراءات وجمع القرآن صفحہ ۱۹۳۔ بخاری جلد ۹  
صفحہ ۱۰۔ حدیث نمبر ۴۹۸۶)

## ﴿سورۃ ملک دافع عذاب قبر﴾

﴿حدیث نمبر ۳۰﴾

وعن ابن عباس قال: ضرب بعض اصحاب النبی ﷺ خبآء  
ہ علی قبر وهو لا يحسب انه قبر فاذا فيه انسان يقرأ  
”سورة تبارك الذي بيده الملك“ حتى ختمها. فأتى النبی ﷺ  
فاخبره فقال النبی ﷺ: هي المانعة هي المنجية تنجيه من  
عذاب الله. (رواه الترمذی وقال هذا حديث غريب)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہا آپ نے:  
بعض اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیمہ لگایا قبر پر اور انہیں نہیں معلوم کہ  
وہاں قبر ہے۔ پس وہاں یعنی قبر میں انسان ہے جو تلاوت کر رہا ہے۔

”سورة تبارك الذي بيده الملك“

(سورۃ ملک آیت ا رکوع ۱ پارہ ۲۹)

﴿ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک۔ کنز الایمان﴾

کے اختتام تک۔ تو خبر دی اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ تو فرمایا آپ نے کہ: ”یہ ﴿سورۃ ملک﴾ عذاب قبر کو دفع کرتی ہے اور عذاب الہی سے نجات دلانے والی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن صفحہ ۱۸۷۔ ترمذی جلد ۵ حدیث نمبر ۲۸۹۰)

## ﴿جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھنے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۳۱﴾

وعن ابی سعید ان النبی ﷺ قال: من قرأ "سورة الكهف" في يوم الجمعة اضاء له النور ما بين الجمعتين۔

(رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر)

و عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جس نے ”سورۃ کہف“ جمعہ کے دن پڑھی تو روشن کرے گی نور سے دو جمعوں کے درمیان۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن صفحہ ۱۸۹۔ بیہقی دعوات کبیر۔ حاکم نے حضرت ابوسعید سے مروی ہے یہ حدیث روایت کی۔ مستدرک للحاکم جلد ۲ صفحہ ۳۶۸)

## ﴿سورۃ واقعہ کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۳۲﴾

وعن ابن مسعود قال: قال رسول الله ﷺ: من قرأ "سورة الواقعة" في كل ليلة لم تصبه فاقة ابدًا وكان ابن مسعود يأمر بناته يقرأن بها في كل ليلة۔ (رواہما البیہقی فی شعب الایمان)



وعن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:  
جس نے ”سورۃ واقعہ“ پڑھی ہر رات، اسے فاقہ کبھی نہ ہوگا اور حضرت ابن مسعود  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم فرماتے تھے کہ:  
ہر رات سورۃ واقعہ پڑھا کریں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن صفحہ ۱۸۹- شعب الایمان للبیہقی - جلد ۲ صفحہ ۴۹۰ حدیث نمبر ۲۴۹۴)

## فوائد و تشریح

☆ ”حدیث ﴿نمبر ۲۹﴾“، بہت اہم حدیث ہے۔ ”وادی بنی حنیفہ“ جہاں  
”جنگ یمامہ“ ہوئی، ”نجد“ میں ہے۔ جب یہ جنگ ختم ہوئی اور مسلمان فتحیاب  
ہوئے، مسلمانوں نے خوشی سے کہا:  
فتنہ ختم ہوا۔

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:  
”قیامت تک یہ وادی فتنوں کی وادی رہے گی، ایک فتنہ ختم ہوگا دوسرا اٹھ کھڑا ہوگا۔“  
حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما رہے ہیں:  
”اللهم بارک فی یمیننا، اللهم بارک فی شامنا۔“

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ! تو برکت عطا فرما ہمارے ملک شام میں اور ملک یمین میں۔  
ایک صحابی نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! ”وفی نجدنا“

﴿ترجمہ﴾ یا رسول اللہ! اور ہمارے ملک نجد میں۔

حضور نے دوبارہ اسی طرح دعا فرمائی اور نجد کے بارے میں دعا نہ کی۔ صحابی نے عرض کی:

یا رسول اللہ! ”وفی نجدنا“۔

تو حضور نے سہ بارہ فرمایا:

”فیہ الزلازل والفتن ومنہ یخرج قرن الشیطان“۔

﴿ترجمہ﴾ نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں اور یہاں سے شیطان کا سینک نکلے گا۔

تو یہ دیوبندی، وہابی، ان کے عقائد وہی ”نجدی عقائد“ ہیں۔ مگر خدائے تعالیٰ

آنکھ دے اور کان دے کہ ان احادیث و آیات کو سنیں۔ مگر ”ختم اللہ علی قلوبہم“

(سورۃ بقرہ آیت ۷ رکوع اپارہ)

﴿ترجمہ﴾ کہ مہر ہو گئی ہے نفاق و کفر کی، نہیں سنتے اور نہیں جانتے۔

☆ پھر اسی حدیث میں جمع قرآن اگرچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمایا

مگر ”واللہ! ہو خیر“ مگر یہ کہ واللہ! وہ خیر ہے۔

تو جو کار خیر ہے کہ ذکرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صلوٰۃ و سلام و قیام کہ واللہ! وہ خیر ہے،

مساکین کو کھانا کھانا، سوم و چہلم وغیرہ ہیں کہ واللہ! وہ خیر ہے۔ ان کا روکنے والا

”مناع للخیر“۔ خیر کا روکنے والا۔ اور یہ سب ”بدعت حسنہ“۔ جیسا ”جمع

قرآن“ اور اس کے ”رکوع“ اور ”اعشار“ یہ سب ”بدعت حسنہ“ ہیں۔ تو نجد سے

جو بھی آواز آئے اسے روک دو اور تم صدیقی و فاروقی بنو!۔

☆ ”حدیث ﴿نمبر﴾ ۳۰“ سورۃ ملک ۴۰/ چالیس مرتبہ پڑھنا اور ثواب اس کا میت کو بخشنا، اس کی مغفرت کا ضامن ہے۔ کسی کو عذاب قبر کا حکم ہوگا اور وہ سورۃ ملک پڑھنے والا ہوگا، سورۃ ملک فرشتگانِ عذاب کو روکے گی اور رب عزوجل سے عرض کرے گی:

کیا میں تیرا کلام نہیں؟ مجھے اپنے قرآن سے جدا کر دے اگر میں تیرا کلام نہیں ہوں! میں اس کی شفیع ہوں۔ اس کی خطاؤں کو معاف فرما!  
حکم ہوگا:

جنت سے اس کے لئے سامانِ راحت لے جا!  
عذاب واپس ہوگا اور سامانِ راحت سے اس کی قبر بھر جائے گی۔  
اس سورہ ﴿سورۃ ملک﴾ کو اور سورۃ واقعہ کو رات کے وقت ضرور پڑھ لیا کیجئے۔  
عمل کیجئے کہ  
”فسیری اللہ عملکم ورسولہ“

(سورۃ توبہ آیت ۱۰۵/ کو ع ۲/ پارہ ۱۱)

﴿ترجمہ﴾ عنقریب تمہارے عمل اللہ ورسول ملاحظہ فرمائیں گے۔  
اس آیت کریمہ کو بھی وہابی قرآن مجید سے نکلوا دیں اگر ان کا بس چلے۔  
☆ ”حدیث ﴿نمبر﴾ ۳۰“۔ ”سورۃ ملک قبر میں مدفون صاحب تلاوت فرما رہے ہیں اور صحابی سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں۔“

تویہ اگر ”مرکڑی میں مل گئے ہوتے“ تو یہ پڑھ کون رہا ہے؟  
پھر ایسے دائمی حیات پانے والے نفوس کی قبور کریمہ کی اہانت کرنا اور وہاں

غلاظت و بدبو و ناپاکی ڈالنا مناسب ہوگا یا پھول اور خوشبو کا اہتمام کرنا؟  
 دنیا کی اسی ادنیٰ زندگی میں اپنے رہنے کی جگہ کو صاف ستھرا اور مزین بنا کر رہتے  
 ہو یا وہی سب کچھ بول و براز و غلاظت و ناپاکی ہوتی ہے؟  
 پھر جہاں قرآن مجید کی تلاوت ہو وہاں بخور ﴿خوشبو﴾ و پاکی کا اہتمام کرتے  
 ہیں اور وہ اپنے قبور میں درود و سلام و ذکر پاک فرما رہے ہیں تو وہاں تو اور بھی  
 اہتمام زینت و عطر و گل کا کرنا مناسب!

”وَيُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا“  
 (سورہ ابراہیم آیت ۲۷ رکوع ۱۶ پارہ ۱۳)

﴿ترجمہ﴾ اور ثابت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ مومنوں کو قول ثابت پر دنیا و آخرت میں۔  
 اور آخرت سے مراد قبر و حشر ہے۔

## کتاب الدعوات باب جامع الدعاء

﴿حضور کے وسیلہ سے دعا مانگنا﴾

﴿حدیث نمبر ۳۳﴾

عن عثمان بن حنيف قال: ان رجلا ضرير البصر اتى  
 النبى ﷺ فقال: ادع الله ان يعافيني! فقال: ان شئت  
 دعوت وان شئت صبرت فهو خير لك. قال: فادعه! قال:  
 فأمره ان يتوضأ فيحسن الوضوء و يدعو بهذا الدعاء:

”اللهم انى اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد نبى الرحمة  
انى توجهت بك الى ربى ليقتضى لى فى حاجتى هذه. اللهم!  
فشفعه فى“۔ (رواه الترمذى) وقال هذا حديث حسن  
(صحيح غريب)

عن عثمان بن حنيف۔ کہا آپ ﷺ حضرت عثمان بن حنيف ﷺ نے کہ:  
ایک شخص نابینا حاضر دربار نبوت ہوئے تو عرض کی:  
دعا فرمائیے! اللہ تعالیٰ مجھے عافیت دے۔

آپ نے فرمایا:  
اگر تو چاہے دعا کرے اور اگر چاہے صبر کرے اور یہ تیرے لیے بہتر ہے۔  
عرض کی:

دعا کا طالب ہوں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:  
وضو کرو اچھا وضو اور یہ دعا مانگو:

”اللهم انى اسألك واتوجه إليك بنبيك محمد نبى الرحمة۔  
يا محمد! انى اتوجه بك الى ربى ليقتضى لى حاجتى هذه. اللهم  
فشفعه فى“۔

﴿ترجمہ﴾ اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا

ہوں ”بوسیلہ“ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، جو نبی ہیں رحمت کے (یعنی مہربان ہیں) یا رسول اللہ! میں متوجہ ہوتا ہوں ”آپ کے وسیلہ سے“ اپنے رب کی طرف تاکہ میری یہ حاجت پوری فرمائی جائے۔ اے میرے اللہ! انہیں ﴿آقلاویہ کو﴾ میرا شفیع بنا (ترمذی شریف)

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب جامع الدعاء صفحہ ۲۹۱۔ سنن ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۱۔ حدیث نمبر ۴۵۱۳، باب صلوة الحاجۃ۔ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۳۸۔ مستدرک للحاکم جلد ۱ صفحہ ۵۲۶۔ نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۱۰۶/۱ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۳۱۱ھ۔ معجم صغیر للطبرانی۔ صفحہ ۱۰۴/۱ مطبع انصاری دہلی ۱۳۱۱ھ۔ وفاء الوفا جلد ۲ صفحہ ۴۲۰)

**نوٹ:-** یہ دعا بہت ہی مقبول دعا ہے۔ حصول مراد میں پرتا شیر۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے زمانہ خلیفہ سوم میں یہ دعا ایک صاحب کو تعلیم کی اور ان کی مراد پوری ہوئی اور وہ ناپیدنا جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی دینا ہو گئے۔

## فائدہ

☆ اس حدیث شریف سے ”وسیلہ“، ”شفاعت“ اور ”ندا یا رسول اللہ“ کا ثبوت ہے اور وہابیت کا ردِ بلیغ۔

﴿کتب احادیث میں وہابیہ و دیابنہ کی خیانتیں اور تحریفیں﴾

☆ اب ان منافقوں کی خیانت دیکھئے اور تحریف! کہ ان کے مطالع ﴿چھاپہ خانوں﴾ میں جو کتب احادیث طبع ہو رہی ہیں تو یہ کیسی خیانتیں اور تحریفیں کر رہے

ہیں؟ چنانچہ جس کی ایک مثال یہ موجود ہے کہ:  
 ”مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ ”مطبع مجیدی“ کانپور باہتمام ”محمد شفیع“ میں اس حدیث  
 میں یہ دانستہ تحریف کی کہ ”یا محمد“ حذف کر دیا۔“

بجائے اس کے کہ ایمان لائیں، مانیں، یہ تحریفات کر رہے ہیں۔ اور یہ  
 خیانتیں کھلا ثبوت ہیں ان کے عقیدہ کے بطلان کا۔ اب کاتب یا مدیر یا صحیح جو کوئی  
 ان میں اس عقیدہ کا تھا اس نے یہ خیانت کی۔ اب چونکہ اسی طرح طباعتیں ہو  
 رہی ہیں۔ ”اخبار“ ان کے، ”مطالع“ ان کے ”مدرسے“ ان کے تو یہی محرف و  
 غلط صحیح سمجھا جائے گا اور حقیقت بالکل ہی مخفی ہو جائے گی۔ نعوذ باللہ۔

## ﴿اپیل﴾

علمائے کرام و طلبہ تصحیح کا اہتمام کریں اب جہاں یہ رسالہ چھپ  
 حدیث ﴿پہونچے﴾، ”ترمذی شریف“ کو دیکھیں اور ”مشکوٰۃ شریف“ کو دیکھیں!  
 اگر اسی طرح محرف ہو، اصلاح کر کے نوٹ لکھ دیں۔

”يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ“

(سورۃ مائدہ آیت ۱۳/ پارہ ۶/ رکوع ۷)

﴿اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں۔ کنز الایمان﴾

”وَيَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ“

(سورۃ آل عمران آیت ۱۸۰/ پارہ ۴/ رکوع ۹)



﴿اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی﴾  
 تو یہ قوم تحریف و تبدیل اور کتمانِ نعمت میں یہود کے مانند ہے۔  
 ”فبما نقضهم ميثاقهم لعنّهم“۔

(سورہ مائدہ آیت ۳ / پارہ ۶ / رکوع ۷)

﴿ترجمہ﴾ پس بوجہ ميثاق توڑ دینے کے میں نے ان پر لعنت فرمائی۔  
 ميثاق کیا ہے؟

آیت ميثاق۔ ”واذ اخذ الله ميثاق النبيين“

(سورہ آل عمران آیت ۸۱ / پارہ ۳ / رکوع ۱۷)

﴿اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا﴾  
 سے صاف ظاہر کہ ”ميثاق“ اصطلاح ہے، ”ایمان لانے سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر“ اور درود و تعظیم وغیرہ سب اسی میں داخل۔  
 لعنت کیا ہے؟  
 صاحب جلالین نے تحریر کیا:

”لعنّهم ای ابعدناهم من رحمتنا“

(تفسیر جلالین صفحہ ۹۶ تحت آیت: فبما نقضهم ميثاقهم الآية۔ مطبوعہ مجلس برکات مبارکپور)

یعنی ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

اور رحمت: ”رحمة للعالمين“ ہیں۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمت ہیں، ان  
 سے میں نے ان کو دور کر دیا اور یہی ”لعنت“ ہے۔ تو ميثاق توڑنے میں بھی یہ یہود  
 کی مانند اور لعنت میں برابر کے شریک۔

## کتاب الدعوات

﴿دشمن اولیاء سے اعلانِ جنگ﴾

﴿حدیث نمبر ۳۴﴾

وعن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ تعالیٰ قال من عاد لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب و ما تقرب الی عبدی بشئى احب الی مما افترضت علیہ و ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ الی یتبطش بہا و رجلہ الی یمشی بہا و ان سألنی لأعطینہ و لئن استعاذنی لأعیدنہ و ما ترددت عن شی انا فاعلہ ترددی عن نفس المؤمن یکرہ الموت و انا اکرہ مساءتہ و لا بدلہ منہ۔ (رواہ البخاری)

و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

☆ جو میرے ولی سے دشمنی رکھے میں اسے جنگ کا چیلنج دیتا ہوں۔

☆ اور جو میرے بندے کی طرف تقرب ﴿قرب حاصل﴾ کرے کسی چیز کے

ساتھ تو یہ محبوب تر ہے مجھے اس چیز سے جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔  
 ☆ اور جو بندہ ہمیشہ میری طرف تقرب کرتا ہے نوافل سے یہاں تک کہ میں  
 اسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ پس جب وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو میں اس کی ”سمع“  
 ﴿کان﴾ ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی ”بصر“ ﴿آنکھ﴾ ہو  
 جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ”ہاتھ“ ﴿بن جاتا ہوں﴾ جس  
 سے وہ گرفت ﴿پکڑ﴾ کرتا ہے اور میں اس کا ”پیر“ ﴿بن جاتا ہوں﴾ جس سے  
 وہ چلتا ہے۔

☆ اور اگر سوال کرے مجھ سے تو ضرور عطا فرماؤں۔

☆ اور اگر پناہ چاہے تو ضرور پناہ دوں۔

☆ اور میں جو کچھ کرنے والا ہوں اسے کسی سے نہیں پھیرتا مگر نفس مومن سے جو  
 مکر وہ رکھتا ہے موت کو اور میں ناپسند کرتا ہوں اس کی ایذا اور میں اسے ضرور اس  
 کا بدل دوں گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ صفحہ ۱۹۶۔ صحیح بخاری۔ کتاب  
 الرقاق، باب التواضع)

## ﴿محفل ذکر کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۳۵﴾

وعنه (عن ابی ہریرۃ) قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان لله  
 ملائكة يطوفون في الطرق يلتمسون اهل الذكر فاذا وجدوا  
 قوما يذكرون الله تنادوا: هلموا الي حاجتكم! قال فيحفونهم

باجنحتهم الى السماء الدنيا قال فيسألهم ربهم وهو اعلم بهم-  
 ما يقال عبادى؟ قال: يقولون: يسبحونك و يكبرونك و  
 يحمدونك و يمجدونك. قال: فيقول: هل رأوني؟ قال:  
 فيقولون: لا. والله. مارأوك. قال: فيقول: كيف لورأوني؟  
 قال: فيقولون: كانوا أشدك عبادة و اشدك تمجيذا و  
 اكثرك تسبيحا. قال: فيقول: فما يسألون؟ قالوا: يسألونك  
 الجنة. قال: يقول: و هل رأوها؟ فيقولون: لا. والله. يارب!  
 مارأوها. قال: يقول: فكيف لورأوها؟ قال: يقولون: لو انهم  
 رأوها كانوا اشد عليها حرصا و اشد لها طلبا و اعظم فيها  
 رغبة. قال: فمم يتعونون؟ قال: يقولون: من النار. قال:  
 يقول: فهل رأوها؟ قال: يقولون: لا. والله. يارب!  
 مارأوها؟ قال: يقول: فكيف لو رأوها؟ قال: يقولون:  
 لورأوها كانوا اشد منها فراراً و اشد لها مخافة. قال: فيقول:  
 فاشهدكم انى قد غفرت لهم. قال: يقول ملك من الملائكة:  
 فيهم فلان ليس منهم، انما جاء حاجة. قال: هم الجلساء لا  
 يشقى جليسهم. (رواه البخارى)

وعنه ﴿عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه﴾ فرمايا رسول الله صلى

اللہ علیہ وسلم نے:

بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں۔ گھومتے ہیں راستوں میں کہ تلاش کرتے ہیں اہل ذکر کو۔ (ذکر کرو اور پوری مجلس ”لا الہ الا اللہ“ جتنا ہو سکے پڑھے) جب پاتے ہیں کسی قوم کو ذکر الہی کرتے تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں:

”یہاں ہے تمہارا مطلوب و مقصود“!

پھر ان کو ڈھانپ لیتے ہیں اپنے پروں سے آسمان دنیا تک۔

پھر سوال فرماتا ہے رب تعالیٰ:

کیا کہہ رہے ہیں میرے بندے؟ حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔

فرشتے عرض کریں گے:

وہ تیری تسبیح و تکبیر و تہلیل میں مصروف ہیں (اس موقع پر سنانے والا اور مجلس ”

سبحان اللہ والحمد للہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ پڑھیں جتنا ہو سکے)

پھر فرمائے گا:

کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟

عرض کریں گے:

نہیں۔

پھر فرمائے گا:

اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو؟

عرض کریں گے:

تو زیادہ تیری عبادت و ذکر و تسبیح کرتے۔

(اب پہلے سے بھی زیادہ پڑھا جائے ”سبحان اللہ والحمد للہ لا الہ

الا اللہ واللہ اکبر)

پھر پوچھے گا:

اور کیا مانگ رہے ہیں؟

عرض کریں گے:

جنت۔

(مانگوں اللہم انا نسألك الجنة“ اے اللہ! تجھ سے جنت مانگ رہے ہیں)

سوال فرمائے گا:

کیا انہوں نے اس ﴿جنت﴾ کو دیکھا ہے؟

عرض کریں گے:

نہیں۔

فرمائے گا:

اگر وہ اس کو دیکھ لیتے؟

عرض کریں گے:

تو اس کی طلب و حرص ان کو زیادہ ہوتی۔

(اللهم انا نسالك الجنة)

پھر فرمائے گا:

کس چیز سے پناہ چاہ رہے ہیں؟

عرض کریں گے:

نار سے۔

فرمائے گا:

کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے؟

عرض کریں گے:

نہیں۔

فرمائے گا:

اگر اس کو دیکھ لیتے؟

عرض کریں گے:

تو اس سے زیادہ بھاگتے اور زیادہ ڈرتے۔

(پناہ مانگئے، اور پڑھئے۔ اللّٰهم نعوذ بك من النار)

پھر فرمائے گا:

اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے بے شک ان کو بخش دیا اور ان کی

مغفرت فرمادی۔



ایک فرشتہ عرض کرے گا:

ان میں فلاں شخص بھی ہے جو ان میں سے نہیں۔ کسی غرض سے آیا ہے۔  
فرمائے گا:

یہ وہ قوم ہے کہ ان کی برکت سے ان کا ہم نشین بھی بد بخت نہ ہوگا۔

﴿اللہ ذکر کرنے والے کے ساتھ ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۳۶﴾

وعن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ تعالیٰ

يقول: انا مع عبدی اذا ذکرنی و تحرکت بی شفتاه۔

(رواہ البخاری)

و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے“

(ذکر کرو ”لا الہ الا اللہ“ جتنا ہو سکے)

”اور جب متحرک ہوں اس کے لب میرے ساتھ“ (رواہ البخاری)

(متحرک کرو لب۔ ”محمد رسول اللہ“)

## فوائد و تشریح

☆ ”حدیث ﴿نمبر ۳۴﴾ میں ”ولی کے دشمن کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے لڑائی کا چیلنج ہے“ اور اولیائے کرام کے دشمن وہی ہیں جن کی زبانوں سے، اطوار سے ہر طرح دشمنی و عداوت ظاہر ہو رہی ہے۔

یہی رافضی کہ صدیق و فاروق و عثمان رضی اللہ عنہم و اصحاب کی عداوت میں گرفتار اور خارجی عداوت اہل بیت میں۔ وہابی عداوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم و عداوت اولیائے کرام میں۔

☆ اور اس حدیث سے یہ بھی مستفاد کہ مسلمان باہمی عداوت نہ کریں۔ فرق مراتب ہر جگہ ہے۔ اگر اس کا مرتبہ تم سے زائد ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمایت اس کے ساتھ ہے اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ ولی کی عداوت سے یا دولت دنیا یا اولاد یا صحت یا عافیت یا ایمان کا زوال ہو جائے گا۔

☆ اور جس کے دشمن زیادہ ہوں وہ زیادہ اللہ کو یاد کرے، زیادہ عبادت کرے۔

☆ جو زیادہ اطاعت الہی کرے گا وہی کامیاب ہوگا۔

☆ اور نزاع نہ کرے اور ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہے۔

”اللہ ربی لا شریک لہ“۔ (۸۷ بار)

”حسبنا اللہ و نعم الوکیل“۔ (۴۵ بار)

”اللہ رب محمد صلی علیہ و سلم“

”نحن عباد محمد صلی علیہ و سلم“

جتنا ہو سکے ورد کرے۔ نوافل پڑھے اور استقلال سے پڑھتا رہے۔

”سیہزم الجمع ویولون الدبر“

(سورہ قمر آیت ۲۵/ رکوع ۱۰/ پارہ ۲۷)

﴿ترجمہ: اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پٹھیں پھیر دیں گے۔ کنز الایمان﴾

بھی پڑھنا دشمن کے دفع کے لئے اثر عظیم رکھتا ہے۔

حدیث شریف میں تو یہ ذکر، ولی کے دشمنوں کا فرمایا۔ اب ولی کے دوستوں اور

خادموں کا تذکرہ فرماتا ہے۔

”جو میرے بندہ کی طرف تقرب کرے، نزدیکی حاصل کرے کسی چیز کے ساتھ“

تو اس ”بندہ“ سے مراد ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ ہیں اور وہ ”چیز“ جس کا

تذکرہ فرمایا، وہ ”درو شریف“ ہے۔

☆ اور اولیائے کرام نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو ”تقرب“ ان سے

”کسی چیز کے ساتھ“ کنایہ ان کی خدمت و تعظیم و ہدایا ہیں اور بعد وصال کے

کنایہ ہے ”ایصال ثواب“ سے۔

☆ تو یہ گیارہویں شریف حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہدیہ ہے،

ایصال ثواب ہے کہ اسی طرح سے تقرب ہوتا ہے اللہ کے بندے اولیائے کرام

کی طرف۔

☆ اور اسکے بندے عوام مسلمین بھی کہ ان کی طرف تقرب ہوتا ہے ہدایا، دعوتوں، تواضع، مزاج پرسی، عیادت، صلہ رحم، غرباء و مساکین کو کھانا کھلانا اور ایک دوسرے کی حاجت روائی کے ساتھ۔ مگر خاص مضمون تو ولی کے متعلق ہے۔ اور ولی مخفی ہیں اور ظاہر بھی اور ہر مسلمان بقدر اپنے مرتبہ کے اس کی ولایت سے حصہ رکھتا ہے۔ تو سب کے ساتھ ہی تواضع کے ساتھ برتاؤ کرے۔ جن کے درجات ظاہر ہیں ان کے ساتھ مراتب کے لحاظ سے معاملہ کرے۔  
تو فرماتا ہے:

”یہ چیز یعنی ”محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف“ اور ولی کی تعظیم و خدمت مجھے محبوب تر ہے اس چیز سے جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ اور جب بندہ تقرب نوافل سے کرتا ہے اور محبوب الہی ہو جاتا ہے تو ”فنا فی اللہ“ ہو جاتا ہے۔ اب اس کو بشریت کے معیار سے نہ جانچو۔ اب اس سے وہ ظہور میں آتا ہے کہ طاقت بشری اس سے عاجز ہے بلکہ اس کا فہم بھی اس کو مشکل۔ ایسے کی دعا مقبول جو مانگے ضرور دوں۔“

☆ اسی لیے ان سے دعا کراتے ہیں اور ان کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں کہ:  
”نبی اللہ حی یرزق“۔ حدیث۔

﴿ترجمہ﴾ اللہ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیے جاتے ہیں۔

☆ شہدائے کرام زندہ ہیں۔

”ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتاً۔“

(سورہ آل عمران آیت ۱۶۹/۸ رکوع ۸ پارہ ۴)

﴿ترجمہ: جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے تم انہیں مردہ نہ سمجھو﴾

☆ اولیائے کرام زندہ ہیں حیات ابدی کے ساتھ۔ جیسا حدیث کا آخری حصہ فرماتا ہے کہ:

”میں کسی سے اپنی تقدیر جسے میں کرنے والا ہوں نہیں پھیرتا مگر نفس مومن سے جو مکروہ رکھتا ہے موت کو اور میں ناپسند کرتا ہوں اس کا رنجیدہ کرنا۔“ تو مرتے ہیں مگر آن کے لیے۔ ”کل نفس ذائقة الموت“۔

☆ ”حدیث ﴿نمبر﴾ ۳۵“ میں ﴿﴾ ذکر کی ترغیب ہے اور یہی ولایت ہے مگر تقویٰ ضروری ہے کہ گناہوں سے بچے اور توبہ واستغفار کرے اور حدیث کا یہ حصہ ”لا یشقی بہم جلیسہم“۔ ﴿ترجمہ﴾ ان کا ہم نشین ان کی وجہ سے شقی، بد بخت نہیں، تو یہ ”بہم“، ان کی برکت و کرامت و فیض کا اظہار ہے۔ تو انہیں کے ساتھ بیٹھے کہ۔

صحبت صالح ترا صالح کند۔ صحبت طالح ترا طالح کند  
دیدن عالم عبادت ایں بود۔ فتح ابواب سعادت ایں بود  
نیم ساعت صحبت با اولیا۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا  
﴿ترجمہ: (۱) نیک آدمی کا ساتھ تجھے نیک اور برے کا ساتھ تجھے برا بنا دے

گا (۲) عالم کا دیکھنا عبادت اور سعادت و نیک بختی کے دروازے کھلنے کا سبب ہے (۳) نصف ساعت اولیائے کرام کے ساتھ رہنا یہ بناریا کاری والی سو سالہ طاعت و فرمانبرداری سے بہتر ہے ﴿

اور صحبت بد مذہب سے ایسا بھاگے جیسا سانپ سے بھاگتا ہے۔

”فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین“۔

(سورۃ انعام آیت ۶۸/ رکوع ۱۴ پارہ ۷)

﴿ترجمہ: تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ﴾

☆ ”حدیث ﴿نمبر ۳۶﴾ میں ”تحریک شفتین“ دونوں ہونٹوں کے ہلنے سے مراد ”محمد رسول اللہ“ کہنا اور ”درو شریف“ پڑھنا ہے۔ کہ ”لا الہ الا اللہ“ کہنے میں زبان ہلتی ہے مگر ہونٹ ساکن رہتے ہیں۔

”اور میں اس کے ساتھ ہوں جب اس کے لب ہلتے ہیں میرے ساتھ“ یہاں ﴿حدیث شریف میں﴾ ”میرے ساتھ“ سے کنایہ ہے کہ ”میں بھی درود بھیج رہا ہوں“ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی۔ الایۃ۔

(سورۃ احزاب آیت ۵۶/ پارہ ۲۲/ رکوع ۴)

﴿ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ کنز الایمان﴾

## کتاب الصلوٰۃ علی النبی

﴿اللہ کے نبی زندہ ہیں﴾

﴿حدیث نمبر ۳۷﴾

عن ابی الدرداء قال: قال رسول الله ﷺ: اكثرُوا الصلوة على يوم الجمعة. فانه مشهود يشهده و الملكة. و ان احدلم يصل على الا عرضت على صلوته حتى يفرغ منها. قال: قلت: و بعد الموت؟ قال: ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء. فنبى الله حى يرزق. (رواه ابن ماجه)

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

زیادہ کرو درود بھیجنا مجھ پر جمعہ کے دن کہ اس میں حاضر ہوتے ہیں فرشتے اور تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو میرے اوپر درود بھیجتا ہے ﴿مگر﴾ وہ پیش کر دیا جاتا ہے میرے حضور میں۔ یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو۔ کہا:

یا رسول اللہ! آپ کے انتقال فرما چکنے کے بعد بھی؟

آپ نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادیا ہے زمین پر نبی کے جسم کا کھانا تو اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعة صفحہ ۱۲۱۔ سنن ابن ماجہ جلد ۵ صفحہ ۵۲۲ حدیث نمبر ۱۶۳)



## ﴿آقا پر درود بھیجنے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۳۸﴾

وعن ابی مسعود قال: قال رسول الله ﷺ: أولى الناس بى يوم القيامة اكثرهم على صلوة. (رواه الترمذی)

وعن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

لوگوں میں مجھ سے قریب تر روز قیامت وہ شخص ہے جو مجھ پر زیادہ درود و سلام بھیجتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ صفحہ ۸۶ - سنن ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۵۴ حدیث نمبر ۴۸۴)

## ﴿ذکر رسول پر درود نہ بھیجنے والا بخیل﴾

﴿حدیث نمبر ۳۹﴾

وعن علی رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: البخيل الذى من ذكرت عنده فلم يصل على. (رواه الترمذی و رواه احمد عن الحسين بن على وقال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح غريب)

وعن علی رضى الله تعالى عنه - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

بخیل وہ شخص ہے کہ میں ذکر کیا گیا اس کے نزدیک تو مجھ پر درود نہ بھیجے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ صفحہ ۸۷۔ سنن ترمذی جلد ۵ صفحہ ۵۱۵ حدیث نمبر ۳۵۴۶۔ مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۰۱)

## ﴿کثرت سے درود بھیجنے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۴۰﴾

وعن ابی بن کعب قال: قلت: یا رسول اللہ! انی اکثر الصلوٰۃ علیک فکم اجعل لک من صلوتی؟ فقال: ما شئت۔ قلت: الربع؟ قال: ما شئت فان زدت فهو خیر لک۔ قلت: النصف؟ قال: ما شئت فان زدت فهو خیر لک۔ قلت: فالثلثین؟ قال: ما شئت فان زدت فهو خیر لک۔ قلت: اجعل لک صلوتی کلها۔ قال: اذا یکفی همک ویکفر لک ذنبک۔  
(رواہ الترمذی)

و عن ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں ﴿ابن کعب﴾ نے عرض کی:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ پر بکثرت درود و سلام بھیجتا ہوں تو کتنا بھیجوں؟

تو آپ نے فرمایا:

تو جتنا چاہے۔

میں نے عرض کی:

چہارم؟ (کل وظائف کا)

آپ نے فرمایا:

جتنا تو چاہے اور جتنا زیادہ کرے تیرے لئے خیر ہے۔

میں نے عرض کی:

نصف؟

آپ نے فرمایا:

جتنا تو چاہے اور جتنا زیادہ کرے خیر ہے۔

میں نے عرض کی:

دو تہائی؟

فرمایا:

جتنا چاہے اور جتنا زیادہ کرے بہتر ہے۔

میں نے عرض کی:

اب میں گل درود ہی پڑھوں گا۔

آپ نے فرمایا:

یہ تیرے ہرغم و الم کے لئے کافی ہے اور تیرے گناہوں کو میٹ دے گا۔“

## فوائد و تشریح

☆ حدیث ابی الدرداء میں ”وہ پیش کر دیا جاتا ہے میرے حضور، یہاں تک کہ فارغ ہو“، اس ﴿ارشاد﴾ سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ:

”دروود پڑھنے والا حاضر دربار ہوتا ہے جب تک وہ درود پڑھتا رہتا ہے۔“  
تو درود کی پیشی بایں طور ہو کہ یہ حضور کے ”مسمع و مبصر“ میں ہو۔ اور فرشتے بھی پیش کرتے ہیں۔

یہ جیسے قبور میں نکیرین سوال کرتے ہیں ”ما تقول فی هذا الرجل“  
﴿ترجمہ﴾ کیا کہتے ہو تم ان صاحب کے بارے میں؟ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی قبور میں تشریف فرما ہوتے ہیں یا روضہ مبارکہ تک کشادہ ہو جاتا ہے۔  
☆ اس حدیث مبارکہ میں حیات مبارکہ کا واضح ثبوت ہے پھر بھی ﴿معاندانکار کرتا ہے حالانکہ﴾ جب حیات شہداء قرآن شریف سے ثابت اور وہ ﴿شہید﴾ درجے میں انبیائے کرام سے کہتر و ادنیٰ تو جو ادنیٰ کے لئے ثابت وہ اعلیٰ کے لئے بدرجہ اعلیٰ ثابت۔

☆ ”حدیث ﴿نمبر﴾ ۳۹“ میں ”بخیل وہ ہے جو درود نہ پڑھے“ اور یہ صفت منافق کی ہے اور ”منفق“ ﴿خرچ کرنے والا﴾ بمعنی ”سخی“ یہ صفت مومن کی ہے۔

تو ”سفاوت“ قرآن شریف میں کنایہ ہوا ”دروود پڑھنے“ سے اور مومن و منافق میں ”ما بہ الامتیاز“ درود و سلام ہی ہے کہ نماز وہ بھی پڑھتا ہے۔ تو یہ ”شعار

ایمان“ ہوا۔

☆ ان احادیث سے درود شریف کی فضیلت ثابت ہے اور یہ عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب تر ہے۔

☆ تجربہ شاہد ہے کہ دین و دنیا کی برکات درود شریف سے حاصل ہوتی ہیں اور ﴿درود پاک﴾ ”غم و ہم“ کا دافع ہے۔

☆ تجربہ شاہد ہے کہ ہزار ہا مقدمات میں اس سے کامیابی ہوئی۔  
☆ گناہگار کی بخشش کا سہل وسیلہ ہے۔

☆ فوائد بے شمار ہیں۔

مریض کو شفا ہوگی۔

مقروض کا قرض ادا ہوگا۔

دولت و مال میں برکت ہوگی۔

ہر حاجت و مراد پوری ہوگی۔

گھر میں لکھ کر لگانا خیر و برکت و حفاظت کا باعث۔

والصلوة والسلام علی محمد سید المرسلین و آلہ و صحبہ

اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

## مرکز اہل سنت بریلی شریف کی چند خصوصیات

از: محمد سلیم بریلوی

بریلی شریف کی مرکزی حیثیت:-

امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی، مذہبی، مسلکی، علمی اور روحانی خدمات کی بنیاد پر بریلی شریف کو عالم سنیت میں مرکز اہل سنت کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ یوں تو اعلیٰ حضرت کے گھرانے میں رشد و ہدایت، بیعت و ارشاد اور فتویٰ نویسی کا سلسلہ آپ کے جد امجد سیدنا مفتی محمد رضا علی خاں علیہ الرحمہ ہی کے زمانے (۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) سے باقاعدگی کے ساتھ جاری و ساری تھا جس کو اعلیٰ حضرت کے والد ماجد امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں علیہ الرحمہ نے مزید استحکام بخشا مگر امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو نشان امتیاز عطا فرمایا۔ آپ کے دور میں آپ کے علم و فضل کی شہرت کی وجہ سے پوری دنیائے سنیت کے خطے خطے سے علماء، مشائخ اور عوام و خواص آپ کی طرف پروانہ دار کشاں کشاں آنے لگے حتیٰ کہ ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ جب علمائے اہل سنت کی مقتدر اور عبقری شخصیتوں نے آپ کو مجرد تسلیم کیا اور بریلی شریف کو اپنا مرکز مانا۔

## ذات اعلیٰ حضرت سنیت کا نشان امتیاز:-

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے اپنی مخلصانہ، دینی و مذہبی، مسلکی و مشربی اور علمی و روحانی خدمات کے ذریعہ بریلی شریف اور خانوادہ رضویہ کو نشان امتیاز بخشا اور اس طرح بخشا کہ ان کی ذات ہی خوش عقیدگی اور ٹھوس سنیت کی کسوٹی اور معیار بن گئی۔ اہل سنت نے امام اہل سنت کی بے مثال دینی خدمات کی وجہ سے بریلی شریف کو مرکز اہل سنت تسلیم کیا۔ اس دار فانی سے امام اہل سنت کے کوچ کر جانے کے بعد ان کے دونوں شہزادگان حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں اور تاجدار اہل سنت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مرکز اہل سنت بریلی شریف کی مرکزیت کو ہر جہت سے مضبوط و مستحکم کرنے کا زریں کارنامہ انجام دیا۔ حضور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ بھی شب و روز مرکز و مسلک کے استحکام میں مصروف رہے۔ سرکار مفتی اعظم ہند اور حضرت جیلانی میاں کے وصال کے بعد ریحان ملت حضرت علامہ مفتی محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ نے خاندان اعلیٰ حضرت اور مرکز اہلسنت کی آن بان شان کو برقرار رکھا، ملک و بیرون ملک کے بیشمار دورے کر کے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کو فروغ بخشا۔ جن ملکوں میں خانوادہ رضویہ بزرگوں میں سے کوئی نہ پہنچا وہاں حضرت ریحان ملت ہی سب سے پہلے تشریف لے گئے۔ خاندان اعلیٰ



حضرت کے بزرگوں میں سے بیرون ملک کے اسفار سب سے پہلے حضرت ریحان ملت ہی نے شروع کئے۔ قدرت کی طرف سے اگرچہ انہیں بہت کم عمر نصیب ہوئی تھی مگر اس مختصر سی مدت میں انہوں نے مذہب و مسلک اور مرکز اہل سنت کی بے شمار خدمات انجام دیں۔ مرکز اہل سنت کو خوب سے خوب تر تقویت بھی پہنچائی اور اسے استحکام بھی بخشا۔ ہندوستان کے علاوہ پاکستان، نیپال، موریشس، افریقہ، ہالینڈ، امریکہ، سرینام جیسے بہت سے ممالک کا انہوں نے سفر کیا۔ ان خطوں اور ملکوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترسیل و تبلیغ کے ساتھ سلسلہ قادریہ، برکاتیہ، رضویہ کو بھی خوب فروغ بخشا۔ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت، یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں بہت سارے تعمیراتی اور ترقیاتی کام کرائے۔

### عہد اعلیٰ حضرت میں بریلی شریف کی مرکزیت:-

اللہ تعالیٰ کا یہ خاص کرم ہے کہ اس نے شہر بریلی شریف میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کو پیدا فرما کر ہمارے اس شہر کو مرکز اہل سنت بنا دیا۔ ویسے تو اعلیٰ حضرت کے آبا و اجداد بھی اپنے اپنے دور میں روحانی پیشوا اور دینی مقتدا تسلیم کئے گئے۔ اس لئے آپ کے جد امجد حضرت علامہ رضا علی خاں علیہ الرحمہ کو ”قطب بریلی“ کے نام سے یاد کیا گیا لیکن بریلی شریف کو دنیائے سنیت کا مرکز ہونے کا شرف امام اہل سنت کی بے لوث دینی و مسلکی خدمات کی

بنیاد پر حاصل ہوا۔

**عہدِ حجۃ الاسلام میں مرکز اہلسنت کا استحکام:-**

اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد حبیبین و معتقدین تو پُر امید تھے مگر حاسدین اور معاندین زیر لب تبسم ریز تھے کہ اب بریلی کی مرکزیت ختم ہو جائے گی کیونکہ اب ان کے مشن کو آگے بڑھانے والا اُن جیسا کوئی نہیں۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ مشیت خداوندی نے شہزادہ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، حضرت علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کو دینِ متین کی خدمت کے لیے منتخب فرمالیا جنہوں نے اپنی فکر و دانش، علم و عمل اور جدوجہد سے یہ ثابت کر دیا کہ بیٹا اپنے والد بزرگوار کی طرح تقدیس الوہیت اور تعظیم رسالت کا پرچم بحسن و خوبی بلند رکھنے کا اہل بھی ہے اور صالح بھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی دینی خدمات کے ذریعہ اسلام و سنت کا بخوبی تحفظ بھی فرمایا اور اسلاف کرام خصوصاً اعلیٰ حضرت کے افکار و نظریات حقہ کو عام بھی کیا۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کو بھی فروغ دیا اور بد مذہبوں کا بھی ہر محاذ پر مقابلہ کیا اور ردِّ بلیغ بھی فرمایا۔

**عہدِ مفتی اعظم ہند میں مرکز اہلسنت کی بہاریں:-**

ان کے وصال کے بعد پھر مخالفین و معاندین کے دلوں میں یہ فتور جاں گزریں ہوا کہ اب بریلی کی مرکزیت ختم ہو جائے گی کہ حجۃ الاسلام جیسا اب اس خاندان میں کوئی نہیں۔ اب کون یہاں سے بریلی کی مرکزیت کو استحکام بخشے گا؟ مگر اللہ

رب العزت نے انہیں کے دور میں اُن کے چھوٹے بھائی اور اعلیٰ حضرت کے چھوٹے شہزادے تاجدار اہل سنت سرکار مفتی اعظم ہند کو اس عظیم دینی خدمت اور عشق رسول کے پیغام کو عام کرنے کے لیے منتخب فرما دیا۔ آپ اہل سنت و جماعت کے مقتدا تسلیم کئے گئے۔ آپ نے بھی خوب سے خوب تر مسلمانان اہل سنت کی ہر محاذ پر پیشوائی فرمائی۔

### عہد مفسر اعظم ہند میں مرکز اہلسنت کی ارتقائی حیثیت:-

حجۃ الاسلام کے بڑے شہزادے سرکار مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے بھی اپنے چچا جان اور خسر محترم سرکار مفتی اعظم ہند کا دست و بازو بن کر ہر میدان میں اہل سنت کے پرچم کو بلند فرمایا، مرکز اہلسنت کو تقویت بخشی۔ اعلیٰ حضرت کی علمی یادگار منظر اسلام کو خوب سے خوب تر ترقیاتی راہ پر گامزن کیا، منظر اسلام کے تابناک ماضی کو اپنے عہد میں اپنا سب کچھ نکھار کر کے نہ صرف یہ کہ برقرار رکھا بلکہ اس میں مزید سدھار و نکھار بھی پیدا فرمایا۔ خانقاہ رضویہ کے اوقاف کی بھی حفاظت فرمائی اور مرکز اہلسنت میں بے شمار علمی اور تعمیری کام بھی کرائے۔ اعلیٰ حضرت کی کتابوں کو طبع کرا کر دنیا کے خطے خطے میں پھیلانے کا بھی کارنامہ انجام دیا اور ”لسان رضا“ کی عملی تصویر بن کر ملک کے خطہ خطہ تک اعلیٰ حضرت اور اپنے مشائخ کرام کے پیغام کو عام کر کے جماعت اہلسنت کی مضبوط قیادت بھی فرمائی اور ان کے عقائد و معمولات کی

حفاظت و پاسبانی کے لئے حتی الامکان کوششیں بھی فرمائیں۔

### عہد ریحان ملت میں مرکز اہلسنت کی شان:-

ان دونوں بزرگوں کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد پھر حاسدین کی بانچھیں کھل گئیں اور دشمنان اہل سنت بغلیں بجانے لگے کہ اب بریلی شریف میں کوئی نہیں رہا جو اہل سنت کی پیشوائی کرے اور عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت کا کارنامہ انجام دے۔ مگر قدرت نے ایک بار پھر ان کے ارادوں کو اور ان کی باطل تمناؤں کو خاک میں ملا دیا کہ جب بریلی شریف کی مسند سجادگی پر ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان متمکن ہوئے۔ انہوں نے نہ صرف ہندوستان بلکہ عالمی سطح پر مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم بلند فرمایا۔ مرکز کی آن بان شان کے لئے حضرت ریحان ملت کے جو کارنامے ہیں وہ بلاشبہ آب زر سے لکھ کر دنیا والوں کے سامنے لائے جانے کے لائق ہیں۔ ان شاء اللہ بہت جلد دنیا ان کی خدمات کو سینہ قرطاس پر دیکھے گی۔

### عہد حاضر میں مرکز اہلسنت کی حیثیت:-

حضرت ریحان ملت کے وصال کے بعد جہاں خانقاہ عالیہ رضویہ اور درگاہ اعلیٰ حضرت کے تعمیری اور ترقیاتی کاموں، بروقت اعراس کے انتظامات، ملک و بیرون ملک سے مرکز اہل سنت میں حاضر ہونے والے مہمانوں کی بیشمار ضروریات کے اہتمام و انصرام اور اندرونی معاملات کی بحسن و خوبی انجام دی

کے لیے ریحان ملت کے شہزادے حضرت صاحب سجادہ حضور سبحانی میاں صاحب منتخب ہوئے۔ وہیں عالمی سطح پر مرکز اہل سنت کی مرکزیت، فقہ و فتاویٰ کے میدان میں اس کی خصوصیات، بد مذہبوں کے رد و ابطال میں اس کی مثالی خوبیوں اور اس کے علمی امتیازات کے تحفظ و پاسبانی کے لیے اللہ رب العزت نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ اور بزرگان دین کے طفیل تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں علیہ الرحمہ کو منتخب فرمادیا۔ جنہوں نے ہر میدان میں اپنے بزرگوں اور اسلاف امت کے عقائد و نظریات کو مبرہن اور مدلل کرنے کے ساتھ خوب سے خوب تر اس کی ترویج و اشاعت کی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کو ایسا فروغ بخشا کہ اتنا فروغ آج تک کسی کے ذریعہ سے نہ ہوا۔

اللہ کا بے پناہ احسان، رسول اکرم ﷺ کا عظیم صدقہ اور بزرگان دین کا بے انتہا فیضان کہ خانوادہ رضویہ کے افراد کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دین و سنیت کی خدمات کا خوب سے خوب تر جذبہ عطا فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے موجودہ شاہزادگان میں سے ہر ایک اپنے اپنے طور پر مرکز و مسلک کی خدمات انجام دینے کے لئے ہر وقت کمر بستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خانوادہ رضویہ کی عظمت و رفعت کو قیامت تک باقی رکھے۔

**خانقاہ رضویہ کے خانقاہی اختصاصات:-**

یوں تو خاندان اعلیٰ حضرت کی پہچان یہاں کے بزرگوں کی بے مثال

دینی و مذہبی اور علمی خدمات کی بنیاد پر ہوئی ہے۔ فقہ و فتاویٰ کے میدان اور عشق رسول کی حفاظت و پاسبانی کے سلسلہ میں اس خاندان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان خدمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں رشد و ہدایت اور بیعت و ارشاد کے میدان میں بھی بے مثال امتیازات و اختصاصات سے نوازا ہے۔ اس خاندان میں بیعت و ارشاد اور خانقاہی رسوم کی ادائیگی شریعت و طریقت اور معرفت و روحانیت کی مکمل پاسداری کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اس خاندان سے سلسلہ قادریہ اور صوفیانہ رسم و رواج کو جس قدر فروغ حاصل ہوا وہ بلاشبہ تاریخ تصوف کا ایک اہم اور روشن و تابناک باب ہے۔

رشد و ہدایت، بیعت و ارشاد اور خانقاہی رسوم کی ادائیگی کا سلسلہ اعلیٰ حضرت کے جد امجد سیدنا مفتی محمد رضا علی خاں علیہ الرحمہ ہی کے زمانے (۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) سے باقاعدگی کے ساتھ جاری و ساری تھا مگر سرکار اعلیٰ حضرت کے دینی و مذہبی بے مثال کارناموں کی وجہ سے پوری دنیائے سنیت کے خطہ خطہ سے علما، مشائخ اور عوام و خواص آپ کی طرف پروانہ و ارکشاں کشاں آنے لگے، جس کی وجہ سے اس خانقاہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کو بے پناہ فروغ حاصل ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے متحدہ ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کو بے حد عروج و ارتقا حاصل ہونے لگا۔

خانقاہ رضویہ کا ایک جامع تعارف کراتے ہوئے استاذ گرامی و قار حضرت علامہ

مفتی ڈاکٹر ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی تحریر فرماتے ہیں کہ:

مرکز اہل سنت بریلی شریف کا خانوادہ رضویہ دو سو سال سے امت مسلمہ کی قیادت اور سیادت کا فریضہ انجام دیتا آ رہا ہے۔ اس خانوادہ عالیہ میں سات پشتوں سے ولایت و کرامت کا تسلسل برقرار ہے، لیکن اسے عالمگیر شہرت اور مقبولیت، امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، عارف باللہ، قطب الارشاد، عاشق رسول، شیخ الاسلام والمسلمین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء - ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء] کی ذات ستودہ صفات کی بدولت نصیب ہوئی۔ پھر سلسلہ قیادت و سیادت اور شہرت و مقبولیت کو آپ کے شہزادگان حجتہ الاسلام، مرشد الانام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا قادری [۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء]، مفتی اعظم قطب عالم شاہ مصطفیٰ رضا قادری [۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء]، مفسر اعظم ہند حضرت ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں، مفکر اعظم ریحان ملت حضرت علامہ مفتی ریحان رضا خاں اور نبیرہ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ سراج الطریقہ قطب زماں قاضی القضاۃ فخر ازہر علامہ شاہ اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ (علیہ الرحمہ) اور موجودہ صاحب سجادہ نبیرہ اعلیٰ حضرت، محسن قوم و ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں و دیگر خانوادہ اعلیٰ حضرت نے اپنی بے لوث دینی، علمی، روحانی، ملی خدمات کے ذریعہ تسلسل کے ساتھ باقی رکھا اور اس سلسلے کو عالمی سطح پر مزید وسعت بخشی۔

خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ برصغیر میں سلسلہ قادریہ کو فروغ دینے والی ایک عظیم خانقاہ ہے۔ جس تناسب سے سلسلہ قادریہ کا فروغ اس خانقاہ عالیہ کے ذریعہ ہوا



اور ہو رہا ہے، وہ اپنے آپ میں بے نظیر ہے۔ براہ راست خانوادہ رضویہ کے مشائخ طریقت کے ذریعہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ سے وابستہ ہونے والے افراد کی تعداد بارہ سے پندرہ کروڑ تک پہنچتی ہے اور آئے دن اس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور خاص بات یہ ہے کہ سلسلہ قادریہ رضویہ کی یہ وسعت صرف ایک صدی کی دین ہے۔ بعض دیگر خانقاہوں کی طرح اپنے خلفاء کے مریدین کو خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ اپنے خانے میں ڈالنے کی قائل نہیں، ورنہ رضوی قادریوں کی تعداد میں کئی کروڑ کا مزید اضافہ ہو جائے۔

### خانقاہ قادریہ رضویہ، بریلی شریف کی چند خصوصیات حسب ذیل ہیں:

علم و فضل اور تصنیف و تالیف کی خوبیاں بہت سی خانقاہوں اور خانوادوں میں ملتی ہیں، لیکن جیسی وسعت، ہمہ گیری اور مقبولیت خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے مشائخ کی تصانیف عالیہ کو نصیب ہوئی، وہ اپنے آپ میں بے نظیر ہے۔ یہ خانقاہ تقریباً دو صدی کی مدت میں ڈیڑھ ہزار سے زائد نہایت قیمتی تصانیف امت مسلمہ کو نذر کر چکی ہے جن کی گراں قدری، ہمہ گیری، حوالہ جاتی حیثیت اور اشاعت کا پھیلاؤ اس قدر عظیم ہے کہ یہ بحر و بر کی وسعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ چکی ہیں اور کروڑوں کی تعداد میں چھپ کر یورپ، ایشیا، مشرق وسطیٰ، عالم عرب، آسٹریلیا اور افریقہ کے براعظم میں پھیل چکی ہیں۔ صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مطبوعہ تصانیف تین سو سے زائد ہیں، کئی سو مخطوطات کی صورت میں ہیں اور نہ جانے کتنی گردش زمانہ کی نذر ہو گئیں۔ حضرت حجتہ الاسلام کی بھی کئی تصانیف مبارکہ ہیں۔ حضرت مفتی اعظم قطب

عالم قدس سرہ کی تصانیف کی تعداد تقریباً پچاس ہے۔ حضرت مفسر اعظم ہند کی تصانیف بھی ایک درجن سے زائد ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ کی تصانیف مبارکہ ستر سے تجاوز کر چکی ہیں جو عربی، انگریزی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ اور شائع ہو کر عالم عرب اور یورپی ممالک میں پھیل چکی ہیں۔ یہ تصانیف عالیہ ملت اسلامیہ کے ایمانی تحفظ، علمی افادے اور روحانی بالیدگی میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں اور ہر جگہ اہل سنت کے لئے حوالہ اور ماخذ کا کام دیتی ہیں۔ اسی بنیاد پر بریلی شریف کو اہل سنت کی مرکزیت نصیب ہے۔

﴿ نعت و مناقب کے مجموعے دیگر عالی خانقاہوں کے بزرگوں نے بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل فرمائی ہے جن میں سے بعض مجموعے اور کلام عوام اہل سنت میں خاصے مقبول اور رائج ہیں لیکن خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے مشائخ کے تحریر فرمودہ مجموعہ ہائے نعت و مناقب کو جیسا قبول عام اور رواج دوام حاصل ہے، وہ اپنے آپ میں بے مثل و بے مثال ہے۔ یہ ان بزرگوں کی اللہ اور اس کے مقدس رسول ﷺ کی بارگاہ میں قرب خاص اور مقبولیت کی روشن دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت، استاذ زمن، حضرت حجتہ الاسلام، سرکار مفتی اعظم، حضور ریحان ملت اور حضرت تاج الشریعہ کے کلام کو اہل سنت کے درمیان لافانی مقبولیت حاصل ہے۔ صرف حدائق بخشش کے لاکھوں نسخے ہر سال شائع ہو کر مجبان رسول کے ہاتھوں میں پہنچتے ہیں۔ کلام رضا اور سلام رضا کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ یہ ساری دنیا میں پورے ذوق و شوق کے ساتھ پڑھا اور سنا جاتا ہے، حتیٰ کہ جہاں اردو زبان جاننے والے عام طور سے نہیں ملتے، وہاں بھی یہ سلام روزانہ بعد نماز فجر اور میلاد شریف کی محفلوں میں پڑھا جاتا ہے۔ ایک

صاحب نے بتایا کہ میں ایک ایسے ملک میں پہنچا جہاں زمین کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں اور صرف سمندر رہ جاتا ہے، اور وہاں کے لوگ اردو زبان سے بھی واقف نہیں، وہاں بھی میں نے فجر کی نماز کے بعد سلام رضا کا نغمہ اپنے کانوں سے سنا۔ بقول علامہ کوثر نیازی ”اذان کے بعد فضاؤں میں سب سے زیادہ گونجنے والا کلام اور نغمہ سلام رضا ہے۔“ جس سے ایمان کو بالیدگی نصیب ہوتی ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

✽ عملیات کی دنیا میں بہت سے بزرگوں کی کتابیں موجود اور رائج ہیں لیکن جیسی مقبولیت ”شمع شبستان رضا“ اور ”مجموعہ اعمال رضا“ کو ملی، وہ بے مثل ہے۔ بلا مبالغہ شمع شبستان رضا کی ہزار ہا ہزار جلدیں ہر سال فروخت ہوتی ہیں اور درجنوں طباعتی ادارے اسے شائع کرتے ہیں۔ ایک حاسد خانقاہ نے اس کے بالمقابل اپنی شبستان کی شمع روشن کی لیکن وہ شمع شبستان رضا کے بالمقابل بالکل پھیکی اور ماند رہی۔

سرکار اعلیٰ حضرت اور سرکار مفتی اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مستخرجہ نقوش و تعویذات بھی پوری دنیا میں مقبول و معروف ہیں اور آج بھی خلق خدا کی حاجت روائی اور دستگیری کرتے ہیں، بالخصوص اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا چراغ قادری اور سرکار مفتی اعظم قطب عالم قدس سرہ کا تحفہ نوری، امت مسلمہ کے لئے لازوال تحفہ اور آسیب، سحر اور شر دشمنان کو دفع کرنے میں بعونہ تعالیٰ اکسیر ہے۔ بریلی شریف کے تعویذات و نقوش اور تعویذات پر مشتمل انگشتریاں افادیت، مقبولیت اور شہرت میں

بے نظیر ہیں۔ یہ بھی اس خانقاہ عالیہ کی ایک عظیم ملی، دینی اور سماجی خدمت ہے۔

✽ شریعت کی پابندی اور علم دین کا فروغ خانقاہ عالیہ قادر یہ رضویہ اور اس سے وابستگان کی خاص پہچان ہے۔ اسی لئے یہ خانقاہ اور اس کے منتسبین، متوسلین اور اس کی نیازمند خانقاہیں غیر شرعی رسوم و خرافات سے بالکل پاک اور جادہ شریعت مصطفویہ پر پوری استقامت کے ساتھ جمی رہتی ہیں۔ عقیدے کا تعلق اور شریعت کا اہتمام اس خانقاہ عالیہ کی شناخت ہے۔ میرے ایک چشتی دوست نے دوران گفتگو مجھ سے بیان کیا کہ ”میں نے حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے جتنے مرید بھی دیکھے، سب میں عقیدے کی پختگی کے ساتھ خشیت الہی کا عنصر خاص طور سے پایا۔“ یہ خانقاہ عالیہ رضویہ کے مشائخ کی بارگاہ خدا و رسول ﷺ میں مقبولیت کی دلیل ہے کہ ان سے وابستہ ہونے والا بھی اللہ والا ہو جاتا ہے۔

✽ خانقاہیت اور بیعت و ارشاد کا ہمہ گیر اور وسیع ترین خداداد سلسلہ، خانوادہ رضویہ پر عنایات ربانی کا صرف ایک گوشہ ہے۔ اس خانوادہ کریمہ کا اصل طرہ امتیاز یہ ہے کہ اس نے دو صدی کے دوران ہر زمانے میں تحفظ ایمان و سنیت کا مشن جاری رکھا، عشق مصطفیٰ کی شمع فروزاں رکھی، اس کی لو کبھی مدھم نہ ہونے دی، ناموس مصطفیٰ کی حفاظت کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہا۔ اسلام پر غیروں یا اپنا کھلانے والوں نے جب بھی نگاہ ترجہی کی، اساطین خاندان رضویہ نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنی مساعی جمیلہ سے اسلامی قدریں اس قدر محفوظ اور مستحکم رکھیں کہ ہلائے نہ ملیں۔ اسلام و سنیت اور شریعت کے خلاف جس کے قدم بھی اٹھے، اس خانوادہ کریمہ نے پاسبانی اسلام کے فرائض پوری تندہی اور ذمہ داری سے ادا کئے۔ اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کسی بھی

دنیاوی مصلحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تحریک قادیانیت، وہابیت، نیچریت، دیوبندیت، رافضیت، بہائیت، شمع نیازی، جاہل مستوفین کی ہر بے راہ روی کا تعاقب یہاں سے کیا گیا، انہیں دعوت اصلاح و توبہ دی گئی۔ جنہوں نے بے راہ روی سے توبہ کر لی، انہیں سینے سے لگا لیا گیا، ورنہ اہل سنت کو شرعی حکم کے مطابق ان سے رابطہ ختم کر لینے کی تلقین کی گئی۔ دین و شریعت کے معاملے میں اس خانوادے کا معیار اکہرا اور بے لوث ہے۔ یہاں دین اور خانقاہیت کے نام پر کوئی سیاست نہیں ہوتی۔ جو کچھ ہوتا ہے، اس سے مقصود رضائے الہی کے حصول کے لئے دین و شریعت، اسلام و سنیت اور اکابرین تصوف کی روحانی قدروں کا تحفظ ہوتا ہے اور اس میں اپنے اور بے گانے کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ ستمبر ۲۰۱۵ء)

## مرتب کی زندگی کے چند مشاہداتی پہلو

زینت مسند خطابت حضرت علامہ سید ارشد اقبال صاحب رضوی دامت برکاتہم العالیہ  
خطیب و امام مسجد انوار خالد شاہ، بنونی۔ ساؤتھ افریقہ

حامدا و مصلیٰ و مسلما!

میرے عزیز دوست اور میرے ہم پیالہ و ہم نوالہ حضرت علامہ مفتی محمد سلیم صاحب برکاتی بریلوی۔ زید علمہ و فضلہ۔ کی قلمی کاوش ”نجوم ہدایت“ کی طرح ان کی تخریج، تقدیم اور ترتیب جدید کے ساتھ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مایہ ناز ”اربعین“ بنام ”چہل حدیث“ بھی بلاشبہ جہاں ”علم حدیث“ کا ایک بہترین شاہکار ہے وہیں اس بات کی بھی روشن دلیل ہے کہ موصوف تدریسی صلاحیتوں کے ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی فنی مہارت رکھتے ہیں۔ دیگر علوم و فنون میں درک رکھنے کے ساتھ علم حدیث اور اس کے ذیلی فنون پر بھی کافی گہری نظر رکھتے ہیں۔ اگرچہ علم حدیث کے تعلق سے ان کے یہ فنی جواہر پارے اب منظر عام پر آ رہے ہیں مگر وہ زمانہ طالب علمی ہی سے اس فن میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے ”فن جرح و تعدیل میں امام احمد رضا کی مہارت“ اور ”نقد رجال میں امام احمد رضا کی فنی مہارت“ جیسے مضامین اپنے طالب علمی کے زمانے میں اس وقت تحریر فرمائے تھے جبکہ عام طور پر طلبہ اس فن میں درک رکھنا تو کجا اس کے مبادیات تک سے واقفیت نہیں رکھتے۔ آپ ۱۹۹۴ء سے اشرفیہ میں زیر تعلیم رہے۔ اعدادیہ سے درجہ تخصص تک مکمل تعلیم اشرفیہ میں ہی حاصل کی۔ ابتداء ہی سے میرے ان کے ساتھ گہرے مراسم رہے۔

مفتی صاحب کا بچپن اور ان کا پورا زمانہ تعلیم میری نگاہوں میں آج بھی محفوظ ہے۔ موصوف سے جامعہ اشرفیہ کے زمانہ تعلیم ہی سے کافی گہری دوستی رہی ہے۔ موصوف ایام تعلیم ہی سے کافی ذہین و فطین اور محنتی و جفاکش واقع ہوئے ہیں۔ اشرفیہ میں اپنے شاندار اور امتیازی تعلیمی ریکارڈ، اپنی ذہانت و فطانت، اپنی خوش اخلاقی، ملن ساری، اساتذہ اور سینئر طلبہ کے ساتھ مؤدبانہ سلوک، ہر خطہ کے طلبہ کے ساتھ اپنے جذبہ ہمدردی اور اپنے جذبہ خیر خواہی کی بنیاد پر طلبہ اور اساتذہ دونوں میں یکساں طور پر مقبول اور ہر عزیز رہے ہیں۔ موصوف درسی کتابوں کے پڑھنے، مطالعہ کرنے اور ان میں محنت کرنے کے ساتھ جامعہ اشرفیہ کے طلبہ کی دیگر علمی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ عصیت سے دور رہ کر وہ ہر صوبہ اور ہر خطہ کے طلبہ سے گہرے مراسم رکھتے تھے۔ طلبہ کی تعلیمی اور درسی مدد کرنے کے ساتھ وہ کمزور اور ضرورت مند طلبہ کی اکثر و بیشتر مالی مدد بھی کرتے۔ اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کے علاج کے لئے خود بھی مالی مدد کرتے اور دیگر طلبہ سے چندہ اکٹھا کرنے میں بھی تگ و دو کرتے۔ اپنی درسی کتابوں کو حل کرنے کے ساتھ وہ تعلیم میں کمزور طلبہ کو پڑھانے، انہیں نوٹ بنا کر دینے اور امتحان میں ان کی تیاری کے سلسلہ میں بھی خوب مدد کرتے۔ کبھی نچلی جماعت کے طلبہ کو پڑھاتے۔ کبھی مشکل کتابوں کے نوٹ بنا کر انہیں دیتے۔ پڑھنے میں کمزور طلبہ کو امتحان کے وقت چند مخصوص سوالات کا انتخاب کر کے انتہائی آسان اور سلیس انداز میں انہیں تیاری کے لئے جوابات لکھ کر دیتے۔



وہ ہر سال اپنی جماعت کے نتیجہ امتحان میں اول نمبر پوزیشن تو حاصل کرتے ہی تھے اس کے علاوہ کئی مرتبہ انہوں نے نتیجہ امتحان میں پورا جامعہ بھی ٹاپ کیا تھا۔ جامعہ اشرفیہ میں عموماً ایک دو نمبر پر رہنے والے طلبہ دیگر معاملات سے الگ رہ کر کتابوں کو حل کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ ایسے طلبہ دیگر طلبہ سے بہت کم تعلقات رکھتے ہیں اور بہت کم طلبہ کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ لیکن موصوف کی یہ خوبی تھی کہ وہ اپنا شاندار تعلیمی ریکارڈ رکھنے کے باوجود تمام طلبہ سے گہرے مراسم رکھتے۔ دوستانہ محفلوں کی جان، شان بنتے۔ طلبہ حیرت زدہ رہتے کہ آخر یہ کس وقت اپنے امتحان کی تیاری کرتے ہیں۔

عام طور پر طلبہ ورزش کی غرض سے بعد نماز عصر یا جمعہ کے دن یا کسی اور تعطیل کے دن کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں مگر موصوف کو ہم نے کبھی بھی کسی کھیل میں حصہ لیتے نہ دیکھا۔ جمعرات کو لائبریری نہیں کھلتی تھی تو وہ کبھی کبھی کھیل کے میدان میں آجاتے مگر یہاں بھی وہ اپنی ”عربی کمیٹری“ سے کرکٹ کھیلنے والی ٹیم اور کھیل دیکھنے والوں کو ہنسنے پر مجبور کر دیتے۔ وہ جامعہ کی ”عربی لائبریری“ کے انچارج بھی تھے۔ جو بعد نماز عصر کھلتی تھی۔ اس لئے وہ اپنا یہ وقت اسی لائبریری میں گزارتے۔ حضرت مولانا غلام حسین صاحب اشرفیہ کی ”مرکزی لائبریری“ کے لائبریرین تھے۔ ان کے فرزند مولانا احمد رضا عظمیٰ صاحب جو اس وقت دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا میں مدرس ہیں وہ ہمارے ہم درس تھے۔ موصوف کی ان سے بہت گہری دوستی تھی۔ وہ موصوف ہی کے ساتھ رات میں امتحان کی تیاری کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے والد

صاحب سے لائبریری کی چابی لے آتے تو موصوف رات رات بھر اسی لائبریری کی کتابوں کے مطالعہ میں منہمک رہتے۔ امتحان کے دنوں میں وہ سنسان جگہوں اور جنگل میں لیمپ جلا کر پڑھتے۔ سردی ہو کہ گرمی وہ ایسی ہی کھلی جگہ پر رات رات بھر کتابوں میں منہمک رہتے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ سردیوں کا زمانہ شباب پر تھا، کھرے کی دبیز چادر پوری فضا کو اپنی آغوش میں سمیٹے ہوئے تھی۔ رات کے تقریباً تین بج رہے تھے۔ اشرفیہ کے پورے کیمپس میں ہو کا عالم اور سناٹے کا راج تھا۔ مفتی صاحب حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مزار مبارک کے مغربی احاطے میں لیمپ جلانے تنہا بیٹھے کتابوں میں منہمک تھے۔ پورے وجود کو کمبل میں لپیٹے اور سر سے گرم چادر منڈھے وہ پڑھنے میں اس طرح مصروف تھے کہ آس پاس سے بالکل بیگانہ تھے۔ اسی درمیان الحاج رفیق احمد پردیسی برکاتی جو پاکستان کے رہنے والے ہیں وہ جامعہ اشرفیہ کے ناظم الحاج سرفراز صاحب اور دو تین اساتذہ کے ساتھ مزار مبارک پر حاضر ی دینے آئے۔ وہ رات کے اسی حصہ میں سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔ لیمپ جلتے ہوئے دیکھا تو اس احاطے کی طرف چلے آئے۔ خاموشی سے سب لوگ یہ منظر دیکھتے رہے مگر ہمارے دوست تھے کہ جنہیں یہ خبر ہی نہ تھی کہ کئی نگاہوں کا وہ اس وقت مرکز توجہ بنے ہوئے ہیں۔ صبح کو استاذ گرامی حضرت مفتی نسیم صاحب مدظلہ نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ رات مزار حافظ ملت کے قریب ایک ”جِن“ کو دیکھا جو لیمپ کی روشنی میں کتابوں کا سفر کر رہا تھا۔

انہیں نایاب اور متداول کتابیں پڑھنے کا بھی بہت شوق تھا۔ کافیہ پڑھنے کے

زمانے میں وہ شرح جامی، اصول الشاسی پڑھنے کے زمانے میں نور الانوار اور قدوری پڑھنے کے زمانے میں ہدایہ کو زیر مطالعہ رکھتے تھے۔ ان کی عربی زبان ابتداء ہی سے بہت اچھی تھی۔ سمجھنے کا مادہ عمدہ تھا اس لئے نیچے کی کتابیں وہ اوپری کتابوں کی مدد سے حل کرتے تھے۔ اسی طرح شرح ہدایۃ الحکمت کو میبذی، ملا جلال اور حاشیہ عین القضاۃ وغیرہ کی مدد سے حل کرتے۔ شرح ہدایۃ الحکمت میں ایک جگہ علامہ عبدالحق خیر آبادی نے ”الجواہر الغالیہ“ کا حوالہ دیا ہے۔ یہ کتاب اشرفیہ کی لائبریری میں نہ تھی تو موصوف رام پور رضا لائبریری سے اس کی فوٹو کاپی لے کر آئے اور اس کا مکمل مطالعہ کیا۔ شرح عقائد پڑھنے کے وقت وہ خیالی، شرح مواقف، شرح فقہ اکبر اور المعتمد مع المعتمد المستند کو زیر مطالعہ رکھتے اسی طرح ملا حسن پڑھنے کے وقت وہ قاضی مبارک، ملا مبین اور حاشیہ میرزا ہد وغیرہ ساتھ میں رکھتے۔ ملا حسن، ہدایۃ الحکمت، شرح ہدایۃ الحکمت، ہدیہ سعیدیہ، حمد اللہ، قطبی میر قطبی، مدارک التنزیل اور مناظرۂ رشیدیہ کے ان کے بنائے ہوئے نوٹس طلبہ میں بہت مقبول تھے۔

تعلیم سے وہ جنون کی حد تک لگاؤ رکھتے۔ مختلف و متعدد امتحانات دینے کا بہت شوق تھا۔ اپنی ذاتی دلچسپی سے اشرفیہ ہی کے زمانہ تعلیم میں انہوں نے یوپی بورڈ سے پرائیویٹ ”انٹرمیڈیٹ“ کر لیا تھا۔ فراغت کے بعد تدریسی ذمہ داریوں کے باوجود وہ ابھی تک یونیورسٹی سطح کے پرائیویٹ امتحان دیتے رہتے ہیں۔ سال گزشتہ انہوں نے روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی سے فارسی میں ایم۔ اے۔ پاس کیا۔ صرف پاس ہی نہیں بلکہ پوری یونیورسٹی میں ٹاپ کیا جس کی وجہ سے مورخہ ۶ اکتوبر ۲۰۱۲ء بروز

جمعہ اتر پردیش کے گونر جناب رام نانک صاحب اور ودھان سبھا کے صدر جناب ہردئے نرائن دکچھت کے ہاتھوں روہیلکھنڈ یونیورسٹی میں منعقد تقسیم اسناد کے جلسہ میں انہیں ”گولڈ میڈل“ اور توصیفی سند و اعزاز سے سرفراز کیا گیا۔

اساتذہ ان کو بہت قدر و محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ”مجلس برکات“ کا جب قیام عمل میں آیا تو موصوف کی مصروفیات بہت زیادہ بڑھ گئیں۔ پڑھنے کے ساتھ وہ مجلس برکات سے شائع ہونے والی کتابوں کی بھی پروف ریڈنگ کرتے۔ ”شرح عقائد“ جو حضرت علامہ صدر الوری صاحب قادری رضوی کے حاشیہ کے ساتھ مجلس برکات نے شائع کی ہے، اس کی مکمل پروف ریڈنگ، پیرابندی اور اس پر سرخیاں لگانے کا کام موصوف ہی نے کیا ہے۔ عربی زبان میں محشی کا تعارف بھی آپ ہی کا لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح ”مناظرۂ رشیدیہ“ اور ”علم الصیغہ“ کی تصحیح، پروف ریڈنگ اور پیرابندی بھی آپ ہی کی ہوئی ہے۔

ان کی شخصیت کے کئی پہلو نہایت خوشنما اور پرکشش ہیں۔ ”یوم مفتی اعظم ہند“ کے موقع پر وہ تحریری اور تقریری انعامی مقابلے میں پابندی کے ساتھ ہر سال حصہ لیتے۔ اردو زبان میں کبھی تقریر نہ کرتے بلکہ عربی زبان ہی میں تقریر کرتے۔ تحریری اور تقریری دونوں انعامی مقابلوں میں ہمیشہ اول انعام حاصل کرتے۔ جامعہ اشرفیہ میں ہر سال جو یوم مفتی اعظم ہوتا ہے، اس کے انعقاد کی ساری ذمہ داریاں ”جماعت سابعہ“ کے سپرد ہوتی ہیں۔ وہاں عام طور پر یہ ریت چلی آرہی تھی کہ اس انعامی مقابلے کے انعقاد کی ذمہ داریاں جماعت سابعہ میں ایک نمبر سے لے کر دس نمبر تک

امتحان میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ ہی کو تفویض کی جاتیں۔ اس کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی بنتی۔ مگر عموماً عہدوں کی تقسیم میں کافی ”شکر رنجی“ ہو جاتی تھی۔ بلکہ صوبہ بہار، صوبہ بنگال اور صوبہ یوپی کے طلبہ آپس میں گروپ بندی کر لیتے۔ بہار کے طلبہ کی خواہش ہوتی کہ صدر و سکریٹری اور خزانچی کے منصب بہار سے تعلق رکھنے والے طلبہ کے حصہ میں آئیں۔ اسی طرح یوپی اور بنگال کے طلبہ یہ چاہتے کہ یہ منصب ان کے صوبوں کے حصہ میں آئیں۔ ہم لوگ جب جماعت سابعہ میں آئے تو یوم مفتی اعظم ہند کے انعقاد کے لئے کمیٹی تشکیل کرنے کی غرض سے ”سینٹرل بلڈنگ“ کی چھت پر جب طلبہ کی میٹنگ ہوئی تو متعلقہ صوبوں کے طلبہ یہی ذہن بنا کر حاضر ہوئے۔ صدر کا عہدہ تو متعین تھا کہ وہ موصوف ہی کے ذمہ آئے گا۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ مگر میٹنگ کی ابتداء ہی میں موصوف نے کھڑے ہو کر اپنی تقریر میں جب یہ اعلان کیا کہ مذکورہ عہدوں میں سے وہ خود کوئی عہدہ قبول نہ کریں گے۔ مزید انہوں نے کہا کہ یہ ریت ہی غلط ہے کہ نتیجہ امتحان کے اعتبار سے عہدوں کی تقسیم ہو۔ اس کا تعلق انتظامی امور سے ہے لہذا معیار نتیجہ امتحان کو نہیں، انتظامی صلاحیت اور تجربہ کاری کو بنانا چاہئے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ جو پڑھنے میں اچھا ہو وہ انتظامی امور میں بھی مہارت رکھتا ہو۔ اس کے بعد آپ نے مولانا شفیع الزماں صاحب کو صدر، راقم کو سکریٹری اور مولانا رئیس صاحب بہرائچی کو ”نگران امور عامہ“ بنائے جانے کا اعلان فرمایا۔ ان سے ہم دوستوں نے نجی مجلس میں جب پوچھا کہ یہ ”نگران امور عامہ“ کا نیا عہدہ کہاں سے اختراع کر لیا اور اس کا مطلب و اہمیت کیا

ہے؟ تو مسکراتے ہوئے جواب دیا: ”جیسے ہندوستان کے صدر جمہوریہ کا عہدہ ہے ویسے ہی یہ بھی ہے“۔ بہر حال موصوف کا یہ فیصلہ سن کر سارے لوگ حیرت میں پڑ گئے اور جو کچھ وہ سوچ کر آئے تھے سب کو انہوں نے موصوف کی یہ قربانی دیکھ کر اپنے ذہنوں سے نکال دیا اور پھر متحدہ طور پر پوری جماعت نے مل کر موصوف ہی کی رہنمائی میں ”یوم مفتی اعظم ہند“ کا شاندار اور تاریخی سازانہ عقد کیا۔

باتیں بہت ہیں۔ ان کی کون سی کون سی خوبیاں بیان کی جائیں۔ سارے وصفوں پر ان کا جو غالب وصف تھا وہ یہ کہ موصوف ”مسک و مرکز“ کے وفادار تھے۔ مسلکی معاملات اور مرکز کے فتوؤں کے سلسلہ میں وہ کوئی سمجھوتہ نہ کرتے۔ اشرفیہ میں انہوں نے تقریباً گیارہ سال گزارے مگر اس طویل مدت میں ان کا کسی سے جھگڑا نہ ہوا۔ لیکن چین کے مسئلہ اور لاؤڈاؤ اسپیکر پر نماز کے مسئلہ میں کئی بار وہ کچھ طلبہ سے الجھ جاتے۔ بعد میں یہ کہہ کر بات ختم کر دیتے کہ مجھے صرف اور صرف مرکز اہل سنت بریلی شریف کے فتوے ہی کو ماننا ہے۔ آپ اپنے ذمہ دار ہیں۔ جس کا چاہیں فتویٰ مانیں۔

بہر حال خوشی کی بات یہ ہے کہ ان کا قلم اس وقت رواں دواں ہے۔ ہم سب دوستوں کی یہ خواہش ہے کہ اب وہ اپنی دیگر مصروفیات کم کر کے تصنیف و تالیف کی طرف اپنا ذہن مکمل طور پر متوجہ کریں۔ یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ وہ ”سیرت نبی“، خصائل نبی، شمائل نبی اور آقا ﷺ کے عادات و اطوار پر لکھی گئی امام بیہقی علیہ الرحمہ کی مشہور و مستند کتاب ”دلائل النبوة“ جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب، صحابہ

کرام کے حالات و تذکروں پر مشتمل علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کی معروف کتاب ”الاصابة فى تمييز الصحابة“ اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثال تفسیر قرآن بنام ”تفسیر جیلانی“ جیسی کتابوں کی اردو زبان میں تلخیص اور ان کا اردو زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو مرکز و مسلک کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، تصنیف و تالیف کے میدان میں انہیں قلمی لغزشوں سے محفوظ فرمائے اور حاسدین کے حسد سے ان کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

دعا گو

سید محمد اقبال ارشد رضوی

خادم مسجد انوار خالد شاہ بنونی۔ ساؤتھ افریقہ



## پیغام

مؤرخہ ۲۵/ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ / ۵/ نومبر ۲۰۱۸ء میں جد امجد، مجدد دین و ملت سیدی سرکار علی حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کے وصال کو پورے ۱۰۰ سال ہو رہے ہیں۔ دنیائے سنیت کے ہر خطہ میں اعلیٰ حضرت سے محبت و عقیدت رکھنے والے حضرات ”صد سالہ عرس رضوی“ کے حوالے سے مختلف انداز میں تقریبات، محافل، اجلاس اور کانفرنسوں کا انعقاد کر رہے ہیں۔ تصنیف و تالیف سے دلچسپی رکھنے والے اہل قلم اعلیٰ حضرت کے حوالے سے اپنی تحقیقات و نگارشات منظر عام پر لا رہے ہیں۔ رسائل و جرائد خصوصی شمارے نکال رہے ہیں۔ سنی مکتبے اور اشاعتی ادارے اعلیٰ حضرت کی تصنیفات و تالیفات کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے کثیر تعداد میں شائع کر رہے ہیں۔ ہم ان تمام حضرات کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ ان تمام حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

۱۰۰ سال گزر جانے کے باوجود ابھی بھی اعلیٰ حضرت کی حیات و خدمات اور ان کی تصنیفات و تالیفات کے حوالے سے بہت سا کام کرنے کو باقی ہے۔ یہ کام ہم سب کو ہی مل جل کر کرنا ہے۔ ہمارے مخلص اکابر علماء یکے

بعد دیگرے اس دار فانی سے کوچ کرتے جا رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی ایک اہم خوبی یہ بھی تھی کہ وہ ”افراد سازی“ اور ”شخصیت سازی“ کا فن جانتے تھے۔ انہوں نے مذہب و مسلک کا کام کرنے والے بے شمار افراد اہل سنت و جماعت کو عطا فرمائے۔ ہم اہل علم سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ حضرات کام کرنے والے مخلص افراد تیار کریں۔ مذہب و مسلک کی ترویج و اشاعت کے ساتھ اپنے اکابر خاص کر اعلیٰ حضرت کی دینی و علمی خدمات کے حوالے سے کام کرنے کے لئے نوخیز علماء کو ترغیب دلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ مذہب و مسلک کا کام کرنے توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم۔ علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ  
خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف

## قدیم نسخہ چہل حدیث کے پہلے صفحہ کا عکس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب محمد صلى الله عليه وسلم ان جعلنا بحض  
رحمته وكرمه في عباد محمد صلى الله عليه وسلم والصلوة والسلام  
على نورا محمد صلى الله عليه وسلم وعلى آل محمد وأصحاب محمد وأولياء  
محمد وأبدال محمد وعلماء ملة محمد وعباد محمد صلى الله عليه وسلم  
أما بعد یہ مخقر فقیر نے تالیف کیا مشکوٰۃ المصابیح سے یہ اظہار اس لئے  
کہ اس کا انکار نہ کر سکیں۔ اور فقیر نے اس مخقر میں ان احادیث کا ذکر کیا  
جو عظام حقہ اہل سنت و جماعت کی تائید و توثیق کرتی ہیں، اور  
خال اعمال کی احادیث کی طرف زیادہ توجہ نہ کی کہ جب تک عقیدہ درست نہ ہو  
اعمال بے حقیقت ہیں۔ پھر میں نے ذکر و شکر کا اہتمام کیا اور جہاں تک  
ہر کام مضمون کو طول دینے سے اجتناب کیا ہے اور مناسب موقع و  
محل بعض نکات قرآنی جو اس کے الفاظ سے محفل ہیں درجہ تاویل میں  
لیتے ذکر کئے۔ اور یہ میرے سینہ میں جوش زن تھے۔ اور میں مسرور  
ہوں کہ میرے رب نے توفیق عطا فرمائی عطا و اشاعت کی کہ وہ نکات فاسرار  
شائع نہ ہوتی اور میں انتقال کرتا تو مجھ کو خوف تھا کہ یہ میرے لئے باعث

مولیٰ تعالیٰ محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے قلوب میں

اور لکھائیں نے اس کو فلک تہ میں ۵ صفحہ الحفظ ۱۳۱۳ ہجری اور ہجری  
اور جب آپ مطلع ہوئے یہی خطا یہ کیسے لگے استغفار کروں  
وہ اطلاع دیں اور جب آپ منتخب و تقرر ہوئے اور کو فی فی آپ پر

وہ اپنے آپ کو خوش کرے تو میرے لئے دعا فرمائیں اور دوسروں  
 کو بھی دعا فرمائیں۔ خداوند اعلیٰ اللہ العزیز۔

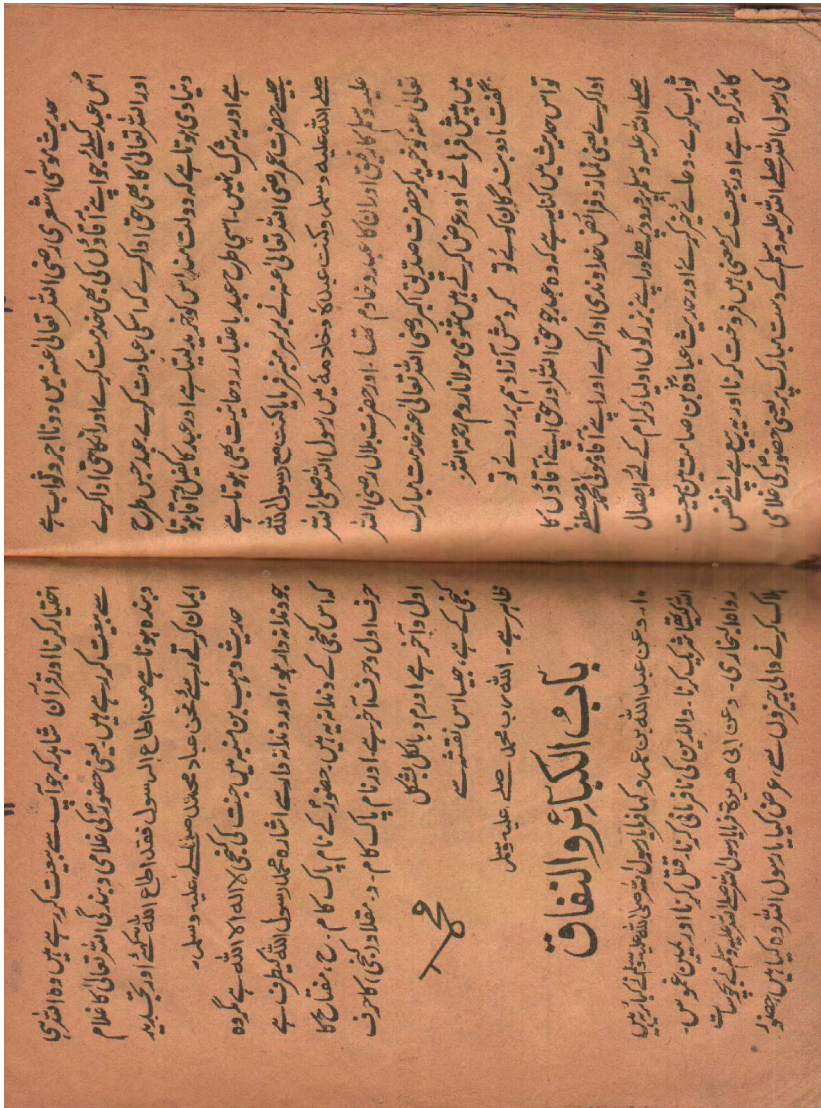
اور جو ان احادیث کو یاد کرے اور دوسروں کو سنائے یا لکھ کر  
 دے یا کتاب دے دوسروں کو یہ سچا ہے کہ اس سے دین کی خدمت  
 کی اور علم کو بڑھانے کی اور روز قیامت تجھے نرم و لطیف میں مشہور ہوگا۔ اور  
 تو اب عظیم حاصل کرے گا۔ اور اموات کو ایصالِ ثواب کی لئے ایسی  
 کتابوں کی جیسی چاہے طبع کر اور تقسیم کرنا کا اعظم ہے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ  
 فِی خُزْنِ قَدْرِ الصَّوْمِ وَالْفَلَاحِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَیْ رَسُوْلِہِ الْبَرِّ الْاَمْرِ وَآلِہِ  
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّوْا عَلَیْ مَا یُحِبُّ لَکَ اَیُّھُ اللّٰهُمَّ صَلَّوْا  
 عَلَیْہِ وَلَہُ لَکَ رَحْمَۃٌ وَرَحْمَۃٌ اَدَامَہُ وَآلَہُ وَسَلَّمَ وَرَحْمَۃٌ اَدَامَہُ

卷之四

پہنچے تو اس کو فقہ کہا جانے۔ تو ارشاد فرمایا جو حفظ کرے میری  
 نے جب آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا ہے علم کی جب اس کو کہ  
 - دین الی الدنیا کہ کیا فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



## قدیم نسخہ چہل حدیث کے درمیانی صفحہ کا عکس



## قدیم نسخہ چہل حدیث کے آخری صفحہ کا عکس

اور فرشتہ بھی پیش کرتے ہیں۔ یہ جیسے قبور میں نیکرین سوال کرتے ہیں ماقول فی هذا الرجل کیا کہتے ہو تم ان صاحب کے بارہ میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قبور میں تشریف فرما ہوتے ہیں، یا روضہ مبارکین یک کثا وہ ہو جاتا ہے۔ اس حین مبارکہ میں حیات مبارکہ کا واضح ثبوت ہے۔ پھر بھی معلوم کیا گیا کہ دنیا میں سبب حیات شہداء و قرآن شریف سے ثابت اور وہ درجہ میں انبیاء و کرام سے بہتر و ادنیٰ تو جوادنی کے لئے ثابت وہ اعلیٰ کے لئے بدرجہ اعلیٰ ثابت۔

حدیث ۳۹ میں بخیل وہ ہے جو درود نہ پڑھے اور یہ صفت منافق کی ہے اور منافق یعنی سخی یہ صفت مومن کی ہے تو سخاوت قرآن شریف میں کنایہ ہوا درود پڑھنے سے اور مومن و منافق میں ماہ الامتیاز درود و سلام ہی ہے کہ نماز وہ بھی پڑھتا ہے تو یہ شعار ایمان ہوا ان احادیث سے درود شریف کی فضیلت ثابت ہے اور یہ عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب تر ہے، بجز یہ شاہد ہے کہ دین و دنیا کی برکات درود و شریف سے حاصل ہوتی ہیں اور غم و ہم کا دافع ہے۔ بجز یہ شاہد ہے کہ ہزار ہا مقدمات میں اس سے کامیابی ہوئی۔ گناہگار کی بخشش کا سہل وسیلہ ہے۔ فوائد یہ شمار ہیں مریض کو شفا ہوگی۔ مقرر و غن کا قرض ادا ہوگا۔ دولت و مال میں برکت ہوگی۔ ہر حاجت و مراد پوری ہوگی۔ گھر میں لکھ کر لگانا خیر و برکت و حفاظت کا باعث۔ والصلوٰۃ والسلام علی محمد سید المرسلین والہم

و صحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین